مهران موج

مہران موج

(سندھ کی لوک کہانیوں کا تمثیلی روپ)

حمایت علی شاعر

اے ریگ زارِ سندھ، ترا چاند بجھ نہ جائے
آئے ہیں اس کی چاہ میں ارضِ دکن سے ہم
حمایت علی شاعر

جدید سندھی شاعری کے عہد آفریں شاعر

شیخ ایاز

کے نام

Himayat Ali Shair
C.B.45,Al-Falah Society
Shah Faisal Colony, Karachi-75230 Pakistan.
Ph: 92-21-4571322

تازہ ایڈیشن	2007ء
اہتمام	اوجِ کمال
کمپوزنگ	محمد شہزاد شفیق
قیمت	200 روپے

زیر اہتمام

ماہنامہ دنیائے ادب کراچی

6،623 فلور، ریگل ٹریڈ اسکوائر ریگل چوک، صدر۔ کراچی 74400

Ph: 92-21-8480816 / 0212018365

Cell: 0300-2797271 E-mail: dunyaeadab@yahoo.com

ترتیب

٥ حرفِ اقرار	انور جبیں قریشی	۵
٥ ڈرامہ اور میں	حمایت علی شاعر	۷

(ریڈیائی ڈرامے)

۱۔ دشمن آسماں اپنا	۱۷
۲۔ برزخ	۵۴
۳۔ فاصلے	۱۰۴
۴۔ پتھر کی لکیر	۱۴۷
۵۔ بگولہ	۱۷۴
۶۔ مرنا ہے تو۔۔۔	۲۰۰

(اسٹیج ڈرامہ)

٥ اندھیرے اجالے	۲۱۴
٥ حمایت علی شاعر۔۔۔ایک نظر میں	۲۴۷

انور جبیں قریشی

حرفِ اقرار

حمایت علی شاعر ایک ہمہ جہت فن کار ہیں۔ انہوں نے زندگی کی طرح علم و ادب کے بھی مختلف میدانوں میں اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔ مجھے خوشی بلکہ فخر ہے کہ میں نے ان کی شخصیت کے ایسے گوشے بھی محفوظ کیے ہیں جو ان کی ''خصوصیات'' میں شامل ہو کر بھی اب تک غیر محفوظ تھے۔ مجلّہ ''شخصیت'' میں ان کی ادبی زندگی کا ابتدائی دور بحیثیت افسانہ نگار ہمارے سامنے آیا اور اس صنف ادب سے ان کی وابستگی ان کی شاعری میں کس طرح نمایاں ہوتی رہی اور فن و ادب کے دوسرے شعبوں مثلاً فلم، ٹی وی اور ریڈیو کے تخلیقی ادبی مظاہر میں کس طرح اپنا ہنر دکھاتی رہی، کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ فلمی نغمہ نگاری ہو کہ مکالمہ نویسی، اسکرین پلے ہو کہ ہدایت کاری، ریڈیو سے نشر ہونے والی گیتوں بھری کہانیاں ہوں کہ مختلف غنایئے۔ منظوم و نثری ڈرامے ہوں کہ اسٹیج پر پیش کش کے نت نئے تجربے۔۔۔ سب ہی حمایت صاحب کی فن کارانہ خوبیوں کے آئینہ دار ہیں۔

میں نے ۱۴اء جولائی ۹۶ء کو حمایت صاحب کی سالگرہ کے ایک ادبی فنکشن میں ٹیلنٹس گلڈ کے صدر اور اپنے عزیز دوست شفیق الزماں کی رہنمائی میں مجلّہ شخصیت کا ضخیم ''حمایت علی شاعر نمبر'' پیش کیا تھا۔ بعد ازاں خود شفیق الزماں کے مرتب کردہ کمال احمد رضوی اور حمید کاشمیری نمبر بھی منظر عام پر آئے پھر میں نے ۲۰۰۳ء میں حمایت علی شاعر کے سو فلمی نغموں کا انتخاب ''تجھ کو معلوم نہیں'' کے نام سے پیش کیا اور اب ان کے لکھے ہوئے ریڈیو اور اسٹیج ڈراموں کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔ یہ ڈرامے ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۰ء کے دوران لکھے گئے تھے اور ابھی تک دو ایک کے سوا سبھی غیر مطبوعہ اور بے ترتیب تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کے اور بھی ڈرامے (سندھ کی عوامی کہانیوں

کا منظوم و منثور تمثیلی روپ) ''مہران موج''۔مختلف غنایئے اور گیتوں بھری کہانیاں ''زاویے''۔ بے شمار قومی نغمات اور گیت ''اپنے پرچم تلے'' اور ''سرگم'' کے علاوہ بیشتر طبع زاد منظوم ڈرامے بھی حمایت صاحب کی تخلیقات میں شامل ہیں۔مزید براں ان کے منتخب ڈراموں کے سندھی تراجم ''حمایت علی شاعر جا ڈرامہ'' اور طویل افسانوی نظم ''بنگال سے کوریا تک'' کا سندھی روپ 'گل باہ مۂ' (ایم ای عالمانی) بھی مرتب رکھے ہیں۔شفیق صاحب نے اور میں نے پروگرام بنایا ہے کہ حمایت صاحب کی تمام غیر مطبوعہ تحریریں کتابی صورت میں شائع کر دی جائیں۔ان کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن پر پیش کردہ بعض تحقیقی پروگرام 1۔غزل اس نے چھیڑی (اردو غزل کے سات سو سال)2۔خوشبو کا سفر (پاکستان کی علاقائی زبانوں کے شعراء کا اردو کلام) 3۔عقیدت کا سفر (نعتیہ شاعری کے سات سو سال۔جلد دوم) 4۔محبتوں کے سفیر (سندھی شعراء کا منتخب اردو کلام)5۔لب آزاد (پاکستان میں لکھی جانے والی احتجاجی شاعری کے پچاس سال) 6۔نشید آزادی (تحریک آزادی میں اردو شاعری کا حصہ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک) بھی ہمارے پیش نظر ہیں۔دعا کیجیے کہ ہم ان سبھی تحریروں کو کتابی صورت میں پیش کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں

معلوم ہوا ہے کہ حمایت صاحب کی کتابیں ہندوستان سے بھی شائع ہو رہی ہیں۔ادارہ ''المصنفیں'' جو اُن کے چھوٹے بھائی (ریٹائرڈ ڈویژنل انجینئر) میر عنایت علی صاحب نے قائم کیا ہے اور اپنی بھی کچھ کتابیں ''مٹی مرے دیار کی'' (مرہٹواڑہ کے سو سالہ افسانوں کا انتخاب) ''داستان یوسف'' (یوسف ناظم) اور ''بیاد وجد'' (سکندر علی وجد کے بارے میں) شائع کی ہیں اب مجلّہ ''شخصیت'' (حمایت علی شاعر نمبر) ''آئینہ در آئینہ'' (شاعر کی منظوم خود نوشت سوانح حیات) اور'' کلیات شاعر'' بھی چھاپنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔موصوف نے ہم سے ہماری مطبوعات کی اجازت چاہی ہے۔ظاہر ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں، بلکہ ہم خوش ہیں کہ یہ کام وہاں بھی ہو رہا ہے۔(حمایت علی شاعر پر ہم سے زیادہ ان کا حق ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے ارادوں میں کامیاب کرے)

عمر ماروی

(مختلف بحروں میں ایک منظوم غنائی تمثیل)

کردار

عمر (عمر کوٹ کا بادشاہ)

ماروی (ایک کسان کی لڑکی)

کھیت (ماروی کا منگیتر)

پھوگ (ماروی کا آرزومند)

ماروی کا باپ

ماروی کی ماں

دو لڑکیاں

ایک چوبدار

o

(پہلا منظر)

(ماروی اور اس کا منگیتر کھیت ۔۔۔ کہیں جنگل میں محوِ گفتگو ہیں)

کھیت: ماروی
ماروی دیکھتی ہو یہ شب
یہ پُر کیف، چپ، پُرسکوں چاندنی
پُر اسرار سی، خواب گوں چاندنی
کھوئی کھوئی ہوئی پُرفسوں چاندنی
تم کو ہے یاد ۔۔۔ جب
ہم ملے تھے یہیں، ایسی ہی رات میں
ایسے ہی کیف انگیز لمحات میں
کیا عجب لطف تھا اس ملاقات میں
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
شبنمی سی فضا
بہکی بہکی نگہ
دل کی دھڑکن سوا
پیش و پس دور و نزدیک کوئی نہ تھا
ایک تم، ایک میں ۔۔۔ اور یہ راستہ
آہ یہ راستہ

جس پہ چلتے ہوئے ہم یہاں آ گئے
ہم کہاں سے چلے تھے، کہاں آ گئے

ماروی: کھیت۔۔۔

کھیت: کیوں۔۔۔کس لیے رک گئیں

ماروی: کچھ نہیں

کھیت: کچھ تو ہے۔ کچھ چھپاتی ہو تم

ماروی: کچھ نہیں کھیت، میں سوچتی ہوں کہ۔۔۔

کھیت: ہاں ہاں کہو
کچھ پریشاں سی ہو

ماروی: بات یہ ہے کہ میں۔۔۔

کھیت: جانے کس سوچ میں گم ہو تم، کچھ کہو بھی
مرے ساتھ تم اور چپ
دیکھو یہ خامشی میرا دم گھونٹ دے گی

ماروی: تم پریشان کیوں ہو گئے
میں تو یہ سوچتی تھی کہ اب، زندگی کس طرف جائے گی

کھیت: زندگی
ماروی زندگی اب کہاں جائے گی
زندگی اپنے محور کے اطراف گھوما کرے گی
مری ماروی زندگی اب وہاں آ گئی

جس کے آگے کوئی راستہ کوئی منزل نہیں ہے

ماروی: نہیں کھیت۔۔۔ایسا نہیں
یوں بھی ہوتا ہے۔ منزل کو پا کر بھی دل لطف منزل اٹھاتے نہیں
عشرتِ زیست پاتے نہیں
جانے کیوں میرا دل آج گھبرا رہا ہے

کھیت: (ہنستے ہوئے پیار سے) مری ماروی
تیرا دل بھی عجب ہے
بلا وجہ گھبرا رہا ہے
کون ہے اپنا دشمن یہاں
کس پہ ہے اپنی قربت گراں

ماروی: پھوگ۔۔۔جانے اسے تم سے کیوں بیر ہے

کھیت: پھوگ!
تم سے ملا تھا
وہ کیا کہہ رہا تھا

ماروی: وہ کہتا تھا
(گھبرا کر تیزی سے) اس کے ارادے خطرناک تھے میرے کھیت

کھیت: اس نے آخر کہا کیا۔ بتاؤ تو کچھ۔۔۔

ماروی: کہہ رہا تھا۔۔۔
یہ شادی نہیں ہوگی (رو پڑتی ہے)

کھیت: اب اس کی چل کیا سکے گی
نہ رو ماروی۔۔۔رو نہیں

ماروی: جانے کیا اُس کے جی میں ہے
وہ۔۔۔میرا دل ڈوبتا ہے

کھیت: (تسلی دیتے ہوئے) پریشاں نہ ہو ماروی
پھوگ کچھ بھی نہیں کر سکے گا
وہ ڈرپوک ہے
وہ مرا کیا بگاڑے گا۔۔؟ کیا کر سکے گا؟

ماروی: یہ شعلے محبت کے ہیں کھیت۔۔۔اندھی محبت کے
جب یہ بھڑکتے ہیں تو پیش و پس دیکھتے ہی نہیں

کھیت: پھوگ کے دل میں الفت نہیں وہ ہوس کا رہے
اس کو بس یہ جلن ہے کہ تو میری کیوں ہوگئی
دیکھ لینا
یہ ناکامی۔۔۔الفت کی ناکامیابی نہیں
یہ ہے محض اِک جواری کی ہار۔۔۔
اور۔۔۔

ماروی: (بات کاٹتے ہوئے) جانتی ہوں مگر
میں یہی سوچتی ہوں کہ اس کا حسد، اس کے دل کی جلن
تپتے تپتے نہ بن جائے آگ

مجھ کو ڈر ہے۔ نہ لٹ جائے میرا سہاگ
(کھیت کے سینے سے لگ جاتی ہے)

کھیت: کیسی بچوں کی سی بات کرتی ہو تم
ماروی پھوگ میں اتنی جرأت نہیں
اس کو معلوم ہے، کھیت سے دشمنی مول لینے میں جاں کا زیاں ہے
وہ میرے مقابل کھڑا ہو سکے گا!

ماروی: یہ سب ٹھیک ہے کھیت۔۔۔پھر بھی
ضروری نہیں وہ تمہارے مقابل ہی آئے
خدا جانے کیا اس کے دل میں سمائے
کوئی اور ہی چال وہ چل نہ جائے

کھیت: مجھے اس کی ہر چال معلوم ہے
وہ مرا بال بیکا نہیں کر سکے گا
اٹھو۔۔۔دیکھو چاند آج کتنا حسین ہے
آج تو ماروی زہر بھی انگبین ہے
یہ شب۔۔۔نذرِ غم تو نہ ہو ماروی
ایسے لمحات یوں تو نہ کھو ماروی
تجھ کو میری قسم یوں نہ رو ماروی
یہ دیکھو۔۔۔
یہ پرکیف چپ، پرسکوں چاندنی
پراسراری، خواب گوں چاندنی

کھوئی کھوئی ہوئی پرفسوں چاندنی
آؤ۔۔۔اس چاندنی میں کہیں۔۔۔
دور تک چاند کے ساتھ چلتے رہیں
ہاتھ میں لے کے ہم ہاتھ چلتے رہیں

(دوسرا منظر)

(بادشاہ عمر، اپنے محل میں۔۔۔کچھ پریشان سا ہے)

عمر: کوئی نغمہ۔۔۔کوئی پُر کیف سا شیریں نغمہ کوئی نازک سا حسیں رقص۔۔۔مگر
تیز و پرشور نہیں
اتنا آہستہ و خاموش کہ مہتاب کا ہالہ جیسے
آج دل کو کسی عنوان ہے تسکین کی تلاش

(ساز چھڑتے ہیں۔مدہم سروں میں ناچ کی دھن ابھر آتی ہے۔
کچھ لمحوں بعد عمر بے چین ہو کر بول پڑتا ہے)

عمر: کچھ نہیں۔۔۔
کوئی شے ایسی نہیں جس میں سکوں ہو پنہاں (حکم دیتا ہے)
تخلیہ (اپنے آپ سے) آج اکیلے ہی گذاریں گے یہ لمحاتِ گراں
(کچھ لمحے خاموش۔۔۔پھر طنزیہ لہجے میں اپنے آپ سے)

عمر: ہم ہیں امیر مملکت
شاہ بلند مرتبت
مالک قوم و سلطنت
نازش جاہ و تمکنت

ہم کو کہاں ہے کوئی غم
سب سے زیادہ خوش ہیں ہم (ٹھنڈی سانس لیتا ہے)
کس کو خبر کہ یہ عمر
خوش نفس و خوش نظر
کاٹ رہا ہے کس طرح
اپنی حیاتِ مختصر
(زہر خند سے) کتنے عظیم تر ہیں ہم
نازش کر و فر ہیں ہم
مالک خشک و تر ہیں ہم
حاکم ہر بشر ہیں ہم

چوبدار: سلامت شاہ دوراں

عمر: کون!

چوبدار: شاہا کوئی فریادی ہے۔۔۔پیشی چاہتا ہے

عمر: کوئی فریادی۔۔۔اجازت ہے
(اپنے آپ سے)
جو اپنے ہی غم دل کا علاج کر نہ سکا
اسے یہ لوگ مسیحا مقام کہتے ہیں
جو مانگتا رہا اوروں سے روشنی کی بھیک
یہ کورِ چشم اسے ماہ تمام کہتے ہیں
(پھوگ داخل ہوتا ہے)

پھوگ: سلامت شاہ دوراں

عمر: ہم مخاطب ہیں

پھوگ: جاں کی امان پاؤں تو اِک عرض۔۔۔

عمر: پیش ہو۔۔۔

پھوگ: میں فریادی نہیں ہوں شاہِ والا
میں اپنے سینۂ ویراں میں چشمِ خشک و گریاں میں
کسی خاموش دل کا سوزِ پنہاں لے کے آیا ہوں
میں اپنے دامنِ صد چاک میں اک کشتۂ غم کے
گہرہائے چکیدہ۔۔۔ شاہِ شاہاں لے کے آیا ہوں

عمر: تیری باتیں بہت مبہم ہیں۔۔۔ ہم سمجھے نہیں

پھوگ: شاہا۔۔۔ اجازت ہو تو اس افسانۂ غم کو بیاں کر دوں؟

عمر: اجازت ہے

پھوگ: مری بستی ہے اک معمولی بستی۔۔۔
مگر اک چاند۔۔۔ اک ٹھنڈا اجالا
وہ رخ، وہ روئے تابندہ کی رنگت
جلے صحرا میں جیسے شمعِ لالہ
وہ گیسو، حلقہ ہائے سرخ و زریں
کہ جیسے چاند کے اطراف ہالہ
وہ جسمِ ناز کی نازک خرامی

کہ ہو گردش میں جیسے مئے کا پیالہ
وہ قامت، سرو کو رشک آئے جس پر
بدن کا لمس، جوں ریشم کا گالا
مرے سرکار۔۔۔ اس بنتِ قمر کو
مرے گاؤں کے اک دہقاں نے پالا
بہاروں نے اسے رنگت عطا کی
مہہ و خورشید نے اس کو اجالا
(ٹھنڈی آہ بھر کر)
مجھے ڈر ہے کہ یہ حسنِ مکمل
غریبی کا نہ ہو جائے نوالا
نہ جانے اس کو قسمت اجر کیا دے
ابھی تک میں نے ہر آفت کو ٹالا
بہت بوڑھا ہے اس کا باپ شاہا
لرزتے پاؤں کو دیدے سنبھالا

عمر: تو آخر چاہتا کیا ہے؟

پھوگ: مرے شاہا
ترے نقشِ کفِ پا رشکِ انجم
ترے ہی دم سے ہے گھر گھر اجالا
اجالا بخش دے اک تیرہ گھر کو
ترے انصاف کا ہو بول بالا

عمر: ہم اس کے واسطے کیا کر سکیں گے
کوئی بخشش؟
تا کہ اس کا بیاہ ہو جائے
کہاں ہے وہ ۔۔۔؟

پھوگ: مرے سرکار ۔۔۔ وہ مالیر میں ہے

عمر: (چونک کر) کیا کہا ۔۔۔؟ مالیر میں
کیا نام ہے اس کا ۔۔۔؟

پھوگ: اسے ہم ۔۔۔ ماروی کہتے ہیں (بینگ کی آواز)

عمر: (پہچانتے ہوئے) وہ تو ۔۔۔ وہ کسی دہقاں کی لڑکی ۔۔۔ ماروی!
کیا کہہ رہا ہے تو؟ ہم اس کا بیاہ کر دیں (اپنے آپ سے زیر لب)
ہم اپنے دل کی ویرانی کو اپنا لیں
ہم اپنے کانچ کے سپنوں کو خود ہی چور کر ڈالیں
تجھے معلوم ہے ۔۔۔؟

پھوگ: سرکار ۔۔۔ مجھ کو بخش دیجئے

عمر: ہرے تھے زخم دل، ان پر اگر مرہم نہ رکھنا تھا
نہ رکھتا، یوں نمک پوشی سے آخر تو نے کیا پایا
تجھے معلوم کیا، کس بت کو یزداں کر چکے ہیں ہم
کبھی کے ایک کافر کو مسلماں کر چکے ہیں ہم
وہ روز عید! پہلی بار جب ہم نے اسے دیکھا

نہ پوچھ اس روز دل نے کیا کہا۔ آنکھوں نے کیا چاہا
ہماری چشم حیراں نے کسے جلوہ نما دیکھا
ہمارے اپنے ہی خوابوں کا ہم نے آئینہ دیکھا
ہمارے خواب ۔۔۔! یہ کس کو خبر تھی
اِک غریب انسان کی مٹھی میں ہے تعبیر بھی ان کی

پھوگ: مرے سرکار ۔۔۔ میری یہ گذارش تھی
کہ ان خوابوں کے ویرانوں کو، اب ویراں نہ رہنے دیں
بہاراں میں دل گریاں کو یوں گریاں نہ رہنے دیں

عمر: تیرا مطلب ۔۔۔؟

پھوگ: مری درخواست یہ تھی شاہ والا
کہ اس حسن دل آرا کو بہت ہی خطرۂ جاں ہے
وہاں ہر گام اس کی راہ اک چاہِ کنعاں ہے
تعاقب میں ہر اک صیاد ہے، آوارہ مدت سے
ہر اک دل گھات میں ہے ہر نظر شمشیر عریاں ہے
وہ دوشیزہ جسے افلاس کے ہاتھوں نے پالا ہے
وہ کیا جانے یہاں کیا شے گراں، کیا چیز ارزاں ہے
وہ اس بازار دنیا کہ بلند و پست کیا جانے
اسے معلوم کیا اس دہر میں کیا چیز انساں ہے
وہ شاخ آرزو کا غنچۂ نورس ہے اس کا دل
بہاراں ہی بہاراں ہے گلستاں ہی گلستاں ہے

ترے الطاف کی محتاج ہے، اس کی یہ خوش خوابی
خزاں کی زد میں ہے وہ گل بچا لے اس کی شادابی

عمر: ترا مطلب ہے، ہم اس حسنِ دل آرا کو اپنا لیں

پھوگ: یہ اس کے حق میں اچھا ہے کہ رہزن اس کو ہتھیا لیں؟

عمر: مگر وہ، ماروی۔۔۔
وہ ہم کو کیا سمجھے گی۔۔۔

پھوگ: رحمت کا فرشتہ
وہ خود رہتی ہے ہر دم دل گرفتہ اپنے گاؤں میں
وہ خود آرام کرنا چاہتی ہے ٹھنڈی چھاؤں میں
مرے شاہا
وہ ہے اک ذرا اس کو مہر کر دے
دریدہ ہے، تہی دامن ہے اس کا
نہ رہنے دے اسے کانٹوں میں الجھا
اسے تو پیار کے پھولوں سے بھر دے

عمر: عجب الجھن میں دل کے ہاتھ پھنس کر رہ گئے ہیں ہم
ادھر دل کی لگی ہے اور ادھر تقدیر کا ماتم
اسے اپنائیں تو کیسے، کہ شاہِ مملکت ہیں ہم
نہ اپنائیں تو جیتا بھی نہ چھوڑے گا یہ دل کا غم
عجب الجھن میں دل کے ہاتھ پھنس کر رہ گئے ہیں ہم

پھوگ: شہہ والا
محبت میں زمین و آسماں سب ایک ہوتے ہیں
ہر اک تمیز مٹ جاتی ہے، جب دل ایک ہوتے ہیں

عمر: ہمیں یہ غم نہیں، ہم کون ہیں اور ماروی کیا ہے
ہمیں یہ فکر ہے، اس دل کے گرد و پیش دنیا ہے
یہ دنیا دیکھتی ہے کب کسی عنواں کا پیش و پس
یہ دنیا تو ہمیشہ لغزشِ پا دیکھتی ہے بس
کوئی رہزن کہے گا، کوئی ہتھیارا سمجھ لے گا
کوئی عیاش، کوئی ہم کو آوارہ سمجھ لے گا
نہ جانے کیا لقب ہم کو عطا کر دے گا مستقبل
ہمارے سینۂ سوزاں کو کیوں پرکھے گا مستقبل

پھوگ: مرے شاہا زمانے میں تغیر ہوتا رہتا ہے
جو ہے آج اک حقیقت، کل وہ بن جاتا ہے افسانہ
فسانہ یاد بھی رہ جائے تو اس کی حقیقت کیا
مگر یہ دل کہ جو بستی کو کر دیتا ہے ویرانہ
خدارا اس دل گریاں کو اب گریاں نہ رہنے دیں
ہمارے واسطے دل میں غمِ پنہاں نہ رہنے دیں
یہ زخمِ دہر تو کچھ روز میں بھر جائیں گے شاہا
اگر کچھ ہو گیا اس جاں کو، ہم مر جائیں گے شاہا

عمر: (سوچتے ہوئے) تو پھر ہم اس کو اپنائیں گے کیسے

یہاں تک اس کو لے آئیں گے کیسے

پھوگ: یہ مجھ پر چھوڑ دیجئے، میں یہ سارا کام کرلوں گا
اس افسانے کا کچھ ہی روز میں اتمام کرلوں گا
مگر اے شاہ والا۔۔۔

عمر: ہم تجھے انعام بھی دیں گے۔۔۔

پھوگ: خدا میرے شہہ والا کو خوش رکھے

(جاتا ہے)

(تیسرا منظر)

(پنگھٹ۔۔۔لڑکیوں کے قہقہے گونج رہے ہیں)

ایک: ارے، شرما گئی تو۔۔۔(لٹک سے) ہاں

ماروی: ہٹو۔۔۔چھیڑو نہیں مجھ کو

دوسری: اری میں نے سنا ہے۔۔۔وہ۔۔۔
مگر میں کیوں کہوں تجھ سے

ماروی: نہ کہہ۔۔۔

ایک: اوہو۔۔۔یہ باتیں کھیت کی ہیں
(بناوٹ سے) کھیت۔۔۔تیرے دل کا مالک
وہ۔۔۔ترے من کا اجالا
ترے دل کی ہر اک دھڑکن میں ہر دم جھولنے والا
ترے اس چاند سے مکھڑے کا ہالہ

(گدگدانے لگتی ہے۔ قہقہے بلند ہوتے ہیں)

ماروی: خدا کے واسطے اتنا نہ چھیڑو، ورنہ میں یاں چلی جاؤں گی

دوسری: اتنی جلد!
ابھی سے کھیت کی اتنی لگن ہے

ایک: کیا ابھی سے چھوڑ دے گی اپنی سکھیوں کو

دوسری: ابھی سے اس کے گھر جانے کو تیرا دل تڑپتا ہے

ایک: برات آنے سے پہلے ہی۔۔۔

(قہقہے)

دوسری: (بناوٹ سے) ارے یہ عشق ہی ایسی بلا ہے
(اکتاہٹ سے) اور یہ میکا۔ اب تو دل کو کاٹتا ہے

ایک: ہاں۔ یہاں پر اب بھلا اس کے لیے کیا ہے
(سب ہنسنے لگتیں ہیں)
یکا یک لڑکیوں کے قہقہے چیخوں میں بدل جاتے ہیں
اور ان چیخوں میں۔۔۔'بچاؤ۔۔۔بچاؤ۔۔۔کھیت، کھیت'
'ماروی، ماروی' کی آوازیں بلند ہوتی ہوتی پس منظر میں چلی جاتی ہیں (کچھ لمحے خاموشی)

(چوتھا منظر)

(ماروی کا گھر)

ماروی کا باپ: اندھیرا بڑھ چلا ہے۔ ماروی اب تک نہیں آئی

ماں: وہ پنگھٹ پر گئی تھی آ رہی ہوگی

باپ: مگر اب تک تو اس کو آ بھی جانا چاہیے تھا
تم ذرا پوچھو محلے میں کہ ان کی لڑکیاں پنگھٹ سے واپس آ گئی ہیں کیا

ماں: میں جاتی ہوں۔۔۔
ذرا تم اس طرف بھی دیکھتے رہنا
کہیں یہ دودھ ابل جائے
بہت ہی تیز ہیں چولھے میں انگارے
(چلی جاتی ہے)

باپ: (اپنے آپ سے) عجب لڑکی ہے
جانے کس سہیلی سے ہے اب مصروف باتوں میں
ہزار اس سے کہا۔۔۔ بیٹی نہ گھوم اس طرح راتوں میں
زمانے کی نگاہیں ہیں۔۔۔ لگی رہتی ہیں گھاتوں میں
مگر بیٹی ہماری سوچتی کب ہے
جو حالت پہلے تھی اس کی۔۔۔ وہی اب ہے
(قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے)

باپ: اب آئی ہو بیٹی۔۔۔ ماروی

کھیت: میں کھیت ہوں بابا

باپ: ارے توبہ
اندھیرے میں سجھائی بھی نہیں دیتا
نہ جانے ماروی۔۔۔

کھیت: کیا بات ہے۔۔۔؟

باپ: بیٹا۔۔۔ وہ پنگھٹ پر گئی تھی
لوٹ کر اب تک نہیں آئی
ذرا تم دیکھ تو آؤ
برا ہوا اس بڑھاپے کا
نہ جینا اپنے بس میں ہے
نہ مرنا اپنے بس میں ہے
(قدموں کی آواز)
وہ اب آئی ہے شاید

دونوں لڑکیاں: (گھبرائے ہوئے) کھیت۔۔۔ بابا
(بابا کے قدموں میں گر کر رو پڑتی ہے)

کھیت اور باپ: ارے کیا ہو گیا ہے تم کو، روتی کیوں ہو

دونوں لڑکیاں: بابا۔۔۔ ماروی۔۔۔!

کھیت اور باپ: (پریشانی سے) کیا ہو گیا ہے ماروی کو

کھیت: وہ کہاں ہے؟

ایک: وہ۔۔۔ وہ پنگھٹ پر تھی۔۔۔

دوسری: کچھ ڈاکو اٹھا کر لے گئے اس کو

کھیت: یہ کیا کہتی ہو تم۔۔۔ کیسے؟

باپ: یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ میری بیٹی۔۔۔ ماروی

(رونے لگتا ہے)

کھیت: یہ جھوٹ ہے

دونوں لڑکیاں: سچ ہے۔۔۔

ایک: یکایک آ گئے کچھ لوگ اور اس کو پکڑ کر

دوسری: اس کے منہ میں ٹھونس کر کپڑا

ایک: زبردستی اٹھا کر لے گئے اس کو

کھیت: میں کچھ سمجھا نہیں وہ کون تھے۔۔۔؟

باپ: (روتے ہوئے) بیٹا۔۔۔

کھیت: نہ رو بابا۔۔۔
(لڑکیوں سے) بتاؤ کون تھے وہ

دوسری: وہ اونٹوں پر تھے

ایک: اتر دیس کے لگتے تھے

دوسری: وہ کچھ اس قدر تیزی سے آئے اور اٹھا کر لے گئے اس کو

کھیت: مگر تم۔۔۔ تم نے آخر کیا کیا

دونوں لڑکیاں: ہم نے بہت چیخا۔ بہت چلائے ہم، لیکن۔۔۔

کھیت: فقط اک ماروی کو لے گئے یا اور بھی کوئی

دونوں لڑکیاں: نہیں بس ماروی کو۔۔۔

باپ: (روتے ہوئے) کھیت بیٹا۔۔۔

کھیت: ہوں، میں سمجھا۔۔۔ کون ہوں گے وہ!
یقیناً پھوگ کی اس میں شرارت ہے
(غصے میں آ کر)
میں اب اس سے نمٹ لوں گا
میں اس کا خون پی جاؤں گا
اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دوں گا

دونوں لڑکیاں: سنا ہے وہ یہاں سے جا چکا ہے۔۔۔

کھیت: جا چکا ہے، کس جگہ۔۔۔؟

ایک: شاید کہیں باہر

دوسری: بہت دن سے نظر بھی تو نہیں آیا

کھیت: پھر اب میں ماروی کو کیسے ڈھونڈوں؟
میں کہاں جاؤں؟

(ماں آتی ہے)

ایک: وہ ماں آئی ہے
بھیا کھیت اب اس کو سنبھالو

باپ: (روتے ہوئے) اب وہ کیا سنبھلے گی۔۔۔
یہ غم اب ہماری جان کو بس ہے

کھیت: نہ رو بابا۔۔۔ میں لے آؤں گا اس کو

باپ: تم کہاں سے لاؤ گے بیٹا

(بڑھیا سے) سنا تم نے
تمہاری ماروی۔۔۔

ماں: کیا۔۔۔؟ کیا ہوا اس کو۔۔۔

باپ: اسے ڈاکو اٹھا کر لے گئے ہیں

ماں: (چیخ پڑتی ہے) کیا کہا ڈاکو۔۔۔!

دونوں لڑکیاں: سنبھالو ماں کو وہ گرنے لگی ہے

کھیت: (تقریباً چیخ کر) ماں
ذرا جلدی سے پانی لاؤ یہ بے ہوش ہو کر گر پڑی ہے

کھیت: (چیختے ہوئے) ماں۔۔۔!

باپ: تو کیا وہ مر گئی ہے۔۔۔؟

سب لڑکیاں: ماں؟

(باپ رونے لگتا ہے)

کھیت: نہ رو بابا۔۔۔
میں لاؤں گا اسے
مر جاؤں گا لیکن میں اس کو ڈھونڈ لاؤں گا

(موسیقی جس میں اضطراب اور بے چینی کا تاثر ہو)

(پانچواں منظر)

(عمر اپنے محل میں۔۔۔ ماروی سے مخاطب ہوتا ہے)

عمر: ابھی تک ہو چپ۔۔۔ ماروی

کچھ تو بولو
ذرا میری جانب تو دیکھو۔۔۔

ماروی: (رو پڑتی ہے)

عمر: ارے رو پڑیں تم۔۔۔ سنو ماروی
جب سے آئی ہو روئے چلی جا رہی ہو
نہ رو ماروی
میری آنکھیں یہ آنسو نہیں دیکھ سکتیں
کنیزوں نے ہم سے کہا ہے کہ تم نے
نہ کھانا ہی کھایا نہ پانی پیا ہے
اٹھو ماروی
تم سے شاہ عمر کر رہا ہے گذارش

ماروی: (عمر کی طرف دیکھتے ہوئے) تمہیں اس عمر کوٹ کے بادشہ ہو
تمہیں نے اجاڑا میری زندگی کو
رعایا کے مالک
غریبوں کے سیوک
یہی ہے تمہاری حکومت کا شیوہ
جسے راہ میں دیکھنا لوٹ لینا
یہی منصفی ہے۔۔۔؟
یہی آشتی ہے۔۔۔؟

عمر: تمہیں جو بھی کہنا ہے کہتی رہو تم

عمر کی ہے درخواست۔۔۔بس اک تبسم

ماروی: (زیرخند)
مجھے خوش دیکھنا گر چاہتے تھے
تو پھر مجھ کو رلایا کس لیے، بولو
مرے ماں باپ سے مجھ کو چھڑا کر
مرے گھر کو اجاڑا کس لیے، بولو
مری آزادیوں کو سلب کر کے
مجھے قیدی بنایا کس لیے، بولو

عمر: کہا کس نے تم اس جگہ قید میں ہو؟
تمہارا ہی گھر ہے، اسے اپنا سمجھو
یہ سقف و در و بام سب ہیں تمہارے
یہ نوکر، یہ خدام، سب ہیں تمہارے
محل کیا۔۔۔یہ ساری زمیں ہے تمہاری
عمر کوٹ کی ہے، ہر اک شئے تمہاری

ماروی: نہیں مجھ کو یہ سب نہیں چاہیے
مجھے میری اپنی زمین چاہیے
یہ سقف و در و بام تم کو مبارک
یہ نوکر، یہ خدام تم کو مبارک
مرے حق میں زندان ہے یہ محل
یہاں میں نہ رہ پاؤں گی ایک پل

مجھے میرے گھر جانے دیجو خدارا
کہیں چھوٹ جائے نہ میرا سہارا

عمر: تمہیں میں کس طرح سمجھاؤں آخر
ذرا سوچو۔۔۔تم اس مالیر میں خوش تھیں؟
غریبی تم کو کھائے جا رہی تھی
تم اس پیدائشی زنجیر میں خوش تھیں؟
جہاں ہر دم تھا تم کو جاں کا خطرہ
تم اس گرتی ہوئی تعمیر میں خوش تھیں؟

ماروی: تمہیں اے کاش یہ معلوم ہوتا
فقط سکھ ہی نہیں ہے زندگانی
رہ دریا کی ناہمواریاں ہی
عطا کرتی ہیں موجوں کو روانی
جہاں دل کو سکوں ملتا نہیں ہے
وہیں ہوتی ہے قدر شادمانی
جہاں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے بس میں
وہیں آتا ہے لطف حکمرانی
مرے مالیر میں گو کچھ نہیں ہے
مگر میرے لیے سب کچھ وہیں ہے

چوبدار: سلامت شاہ دوراں

عمر: کیا ہے؟

چوبدار: فریادی ہے، پیشی چاہتا ہے

عمر: اسے دربار میں لاؤ (جاتا ہے)

عمر: مری باتوں پہ تم پھر سوچ لینا
بہت ہی سوچ کر مجھ کو کوئی الزام دینا

(چلا جاتا ہے)

ماروی: (اپنے آپ سے)
تو کیا اب مجھ کو جیون بھر اسی زنداں میں رہنا ہے
یہیں گھٹ گھٹ کے جینا ہے یہیں گھٹ گھٹ کے مرنا ہے
مجھے اس قید سے کوئی چھڑائے گا نہیں برسوں
میرے پیاروں کی صورت بھی دکھائے گا نہیں برسوں
اٹھا لے مجھ کو داتا، یوں ہی جینا ہے اگر برسوں
اٹھا لے مجھ کو یوں ہی زہر پینا ہے اگر برسوں (رونے لگتی ہے)

(چھٹا منظر)

(کھیت، ماروی کی تلاش میں گاتے ہوئے گزرتا ہے)

(گیت)

کھیت: کوئی ناچے کوئی گائے جھومے دھرتی ساری
ایک ہمیں ہیں جگ میں ایسے، جن پہ جیون بھاری
ماروی ہم سے بچھڑ گئی کیا۔۔۔بچھڑ گیا سنسار
گھر کیا اجڑا پیار کا اپنا۔۔۔اجڑ گیا سنسار

ہائے رے اپنے بھاگ کہ ہم نے جیتی بازی ہاری
کوئی ناچے، کوئی گائے، جھومے دھرتی ساری
نگر نگر میں ڈگر ڈگر پر گونجے میرے نالے
کہیں بھی اس کا کھوج نہ پایا۔ او جگ کے رکھوالے
جانے اس کو کہاں چھپا گئے جیون کے بیوپاری
کوئے ناچے، کوئی گائے، جھومے دھرتی ساری
ایک ہمیں ہیں جگ میں ایسے، جن پہ جیون بھاری

(کھیت گاتا ہوا گزر جاتا ہے)

(عمر اپنی خلوت میں۔۔۔تحت اللفظ پڑھتا ہے)

عمر: آنسوؤ آج ساتھ دو میرا
آج میں اس مقام پر ہوں جہاں
دل نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا
میری محرومیوں نے آخر کار
ہر طلسمِ فریب توڑ دیا
آج میری ہر ایک خوش فہمی
میرے خوابوں پہ طنز کرتی ہے
میری عمرِ رواں کی ہر ساعت
خندہ زن، طعنہ زن گزرتی ہے
مجھ کو ڈر ہے کہ میرا سوزِ دروں
میرا سب کچھ جلا نہ جائے کہیں

پیش و پس کی اجاڑ تنہائی
مجھ کو چپ چاپ کھا نہ جائے کہیں
آنسوؤ آج ساتھ دو میرا
آج شاید یہ درد بٹ نہ سکے
آج دل کا عجیب عالم ہے
آج شاید یہ رات کٹ نہ سکے

(موسیقی)

(ماروی کھیت کے فراق میں گاتی ہے)

کافی

ماروی: تم سے چھوٹ کے پیارے میرا جگ میں کوئی کہاں
تم بن یہ دنیا ہے میری نظروں میں ویراں
مجھ کو یاد آتی ہیں اپنے گاؤں کی وہ گلیاں
دل کو تڑپاتی ہیں وہ سکھیوں کی رنگ رلیاں
تم سے چھوٹ کے پیارے
میرا جگ میں کوئی کہاں
دیکھو روتے روتے میری سوجھ گئیں انکھیاں
رنگیں محل دو محلے میرے حق میں ہیں زنداں
تم سے چھوٹ کے پیارے
میرا جگ میں کوئی کہاں (کچھ دیر خاموشی)

(موسیقی)

(عمر آتا ہے)

عمر: یہ کیا تم نے حالت بنائی ہے؟ کیوں ظلم ڈھاتی ہو خود پر؟
سنو ماروی
تم کو اس حال میں دیکھ کر میرا جی کھولتا ہے
یہ چہرے کی وحشت
یہ الجھے سے گیسو
یہ میلے سے کپڑے
نہ رنگت نہ خوشبو۔۔۔سنو ماروی

ماروی: (رو پڑتی ہے)

عمر: ماروی
رو نہیں
رو نہیں ماروی۔ہم تمہیں ہنستا گاتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں

ماروی: (گردن اٹھا کر)
مجھے آپ ہنستا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں
تو لیجئے۔۔۔میں ہنستی ہوں

(دیوانہ وار قہقہے لگاتی ہے)

عمر: کیا کر رہی ہو؟

(قہقہے جاری رہتے ہیں)

ماروی: مجھے آپ ہنستا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔یہ لو۔۔۔ہنس رہی ہوں

(پھر دیوانہ وار قہقہے لگاتی ہے)

عمر: (الجھ کر) سنو ماروی
ٹھہرو۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں

ماروی: مجھ کو شاہِ عمر؟ مجھ کو کیا ہو گا، میں خوش ہوں
اس جگمگاتے ہوئے قید خانے میں خوش ہوں
مرے پیش و پس میرے خدام۔۔۔میری کنیزیں ہیں جو
دست بستہ کھڑی ہیں
مرے حکم کی منتظر
(حکم دیتی ہے) جاؤ۔ میرے لیے زہر کا جام بھر لاؤ
جاؤ۔۔۔میں کہتی ہوں جاؤ
مرا حکم ہے یہ

(وقفہ)

ارے تم ابھی تک کھڑی ہو
انہیں دیکھتے ہیں مرے شاہِ والا حشم
(عمر سے مخاطب ہو کر) آپ تو کہہ رہے تھے
یہ سقف و در و بام میرے لیے ہیں
یہ نوکر یہ خدام میرے لیے ہیں
میرا حکم کوئی بھی سنتا نہیں

عمر: (حیران ہو کر) ماروی! تم کو کیا ہو گیا۔۔۔؟

ماروی: مجھ کو کیا ہو گیا ہے

میں پاگل ہوں، جاؤ، چلے جاؤ
ورنہ میں اپنا گھونٹ لوں گی
چلے جاؤ۔۔۔ظالم عمر

عمر: (غصے میں) ماروی

ماروی: (عاجزی سے) اسی طرح غصے میں آؤ عمر
میں اس زندگانی سے تنگ آ گئی ہوں
اسی طرح غصے میں آ کر مجھے مار ڈالو
مجھے قتل کر دو۔ خدا کے لیے

عمر: ماروی!
ماروی تم کو آرام کی ہے ضرورت
(ٹھنڈی سانس لے کر) پھر آئیں گے ہم (جانے لگتا ہے)

ماروی: جا رہے ہو
مجھے قتل کرنے سے پہلے چلے جا رہے ہو
مجھے مارتے بھی نہیں اور جینے بھی دیتے نہیں
مجھے کس گنہ کی سزا دے رہے ہو
(رو پڑتی ہے)

(موسیقی)

کافی

ماروی: تیرے غم میں ماروی روئے ہر دم نیر بہائے
تیرے بن یہ دنیا پیارے، دل کو کیوں کر بھائے

ہردم نیر بہائے

میری نظر میں پھرتے ہیں سارے، اپنے اور پرائے

تپتی دوپہری میں پنگھٹ کے، ٹھنڈے ٹھنڈے سائے

سوچ کے جی بھر آئے

ساون رت ہے، میرے گگن پر ہوں گے بادل چھائے

اور مرا دل تڑپے مچلے، چپ چپ نیر بہائے

جانے موت کب آئے

تیرے غم میں ماروی روئے

ہردم نیر بہائے

(موسیقی آہستہ آہستہ پس منظر میں چلی جاتی ہے)

(عمر آتا ہے)

عمر: ماروی

ماروی: آپ پھر آ گئے

اب تو میرا گلا گھونٹ کر جاؤ گے نا

عمر: سنو ماروی

تم عمر کو ابھی تک نہ سمجھیں

عمر اس، عمر کوٹ کا بادشہ ہی سہی

اس کے سینے میں دل بھی تو ہے ماروی

وہ اک پیکر آب و گل بھی تو ہے ماروی

وہ اگر بادشہ ہے تو کیا؟

وہ اک عام انساں بھی ہے ماروی

وہ اک سوختہ جاں بھی ہے ماروی

کاش تم اپنے دل کی طرح، اس کے دل کو سمجھتیں

ماروی: میں سمجھتی نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں

عمر: میں کس طرح سمجھاؤں۔۔۔ میں۔۔۔ ماروی

میں تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے۔۔۔

ماروی: چپ رہو

ایسے الفاظ اپنی زبان پر نہ لانا عمر

میرے بارے میں یہ سوچنا بھی نہیں

عمر: اتنی نفرت ہے مجھ سے تمہیں ماروی

اور صرف اس خطا پر کہ میں تم کو ملیر سے لے کر آیا

مگر ماروی۔۔۔ میں

میں اپنی محبت کا تم کو یقین کس طرح سے دلاؤں

بہت دن سے یہ دل تمہارا بھکاری ہے

دریوزہ گر ہے مجھے بھیک دے دو

مجھے اپنی الفت سے سرشار کر دو

میں اک بادشہ ہوں مگر میرا دامن

ہمیشہ ہی اشکوں سے بھیگا رہا ہے

مرے لب ہنسی کو ترستے رہے ہیں

مرا دل ہمیشہ ہی روتا رہا ہے

مرے پیش و پس گو چراغاں ہے اب تک

میرا قلب ویراں تھا، ویراں ہے اب تک

ماروی: (چیخ کر) خدا کے لیے چپ رہو، چپ رہو، شاہ والا (وقفہ)

میں کسی اور کی ہوں۔۔۔

عمر: کسی اور کی!

ماروی: ہاں۔۔۔میری منگنی کھیت سے ہو چکی ہے

وہی ہے میرے دل کا مالک

مرا کھیت۔ جو میرا بچپن کا ساتھی ہے۔۔۔میرا سجن ہے

(کھیت کی آواز سنائی دیتی ہے۔۔۔وہ گاتے ہوئے راستے سے گزرتا ہے)

کھیت: ماروی کھیت کی داستاں ۔۔۔ جانے دنیا جہاں

ہم ہیں ملیر کے

ہم غم دل کریں کیا بیاں۔۔۔ جانے دنیا جہاں

ہم ہیں ملیر کے

ہے زمین سخت دور آسماں۔۔۔ اے مری جان جاں

تیری منزل نہ تیرا نشاں۔۔۔ تجھ کو ڈھونڈیں کہاں

ہم غم دل کریں کیا بیاں۔۔۔ جانے دنیا جہاں

ہم ہیں ملیر کے

ماروی کھیت کی داستاں۔۔۔ جانے دنیا جہاں

ہم ہیں ملیر کے

جانے کس راہ پر ہے رواں، عشق کا کارواں

اشک آنکھوں میں لب پر فغاں، جائیں اب ہم کہاں

ہم غم دل کرے کیا بیاں، جانے دنیا جہاں

ہم ہیں ملیر کے

(گیت کے آخری بول پر ماروی کی آواز سپر امپوز ہوتی ہے)

ماروی: یہ آواز اسی کی ہے

یہ کھیت ہے۔ میرے شاہا

بلا لیجئے اس کو خدا کے لیے

خدا کے لیے اس کو در در بھٹکنے نہ دیجئے

میرے بادشہ وہ چلا جا رہا ہے

تجھے تیرے جاہ و حشم کی قسم

ترے عدل تیرے کرم کی قسم

ترے قصر کی رفعتوں کی قسم

تجھے عشق کی عظمتوں کی قسم

بلا لے اسے

میرے شاہا، میرے کھیت کو بخش دے

مجھ کو میری محبت، مری زندگی بخش دے

میرا ملیر، میرا وطن بخش دے

میرے ماں باپ کی بے کسی

میرا افلاس، میری خوشی بخش دے

میں ترے پاؤں پڑتی ہوں اے شاہ والا

(قدموں میں گر جاتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے)

عمر: اٹھو ماروی
ہم تجھے تیری دنیا، تری زندگی بخشتے ہیں
تیرا محبوب، تیرا سجن بخشتے ہیں

(خوشی اور حیرت سے)

ماروی: مرے بادشہ
میرے سرکار

عمر: جاؤ۔۔۔ چلی جاؤ جب تک جیو، خوش رہو تم۔۔۔
صدا خوش رہو، عیش ساماں رہو
عمر کی محبت کا عنواں رہو (ماروی بھاگتے ہوئے باہر جاتی ہے)

(سازوں پر خوشی کی لہر نمایاں ہوتی ہے اور اس پر عمر کی آواز سپر امپوز ہوتی ہے)

(زہر خند کے ساتھ)

عمر: (اپنے آپ سے)
ہم ہیں امیر مملکت
شاہ بلند مرتبت
مالک قوم و سلطنت
نازش جاہ و تمکنت
ہم کو کہاں ہے کوئی غم
سب سے زیادہ خوش ہیں ہم

(موسیقی سوز میں ڈوب جاتی ہے)

مومل رانو

(ایک بحر میں ایک غنائی منظوم تمثیل)

کردار

مومل (راج کماری)
رانو (راج کمار)
سومل (مومل کی بہن)
ناتر (سہیلی)
دوہر (رانو کا دوست)
راجہ
جوگی
چوبدار

۵

(مومل کی رقاصہ راجاں رقص کر رہی ہے، کچھ دیر رقص جاری رہتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے)

مومل: خوب راجاں۔۔۔
تیرے اس رقص نے دل جیت لیا
تیرے ہر دائرہ رقص کے ساتھ
ایسا لگتا تھا کہ یہ ارض و سما رقص میں ہیں
جیسے یہ دہر۔۔۔ یہ دنیائے بسیط
اپنی ہر قید سے آزاد ہے آج
زندگی جیسے کسی خواب کے نادیدہ جزیرے میں نکل آئی ہے
اور اس خواب کے نادیدہ جزیرے میں ہر اک سمت فضا ہے گل بار
ایک اک ذرے پہ ہے کیف کا عالم طاری
ایک اک لب ہے تبسم بہ کنار
ایک اک شے میں مجسم ہے بہار
ہر طرف نکہت و رنگ
ہر طرف کیف و خمار
کوئی اندیشۂ فردا ہے نہ فکر غم دوش
(ٹھنڈی سانس لیتی ہے)
آہ یہ خواب
یہ بیداری کا خواب رنگیں

چند لمحوں کی یہ گلگشتِ نظر
حاصلِ عمرِ رواں ہے راجاں
آج تو نے تیرے اس رقص نے
موہل کو ہمیشہ کے لیے جیت لیا
یہ لے

(اشرفیوں کی تھیلی پھینکتی ہے)

تیرے اس رقص کی عظمت۔۔۔ ترے فن کا انعام

(راجاں آگے بڑھ کر تھیلی اٹھا لیتی ہے)

آؤ ناتر۔۔۔

(وقفہ)

(ناتر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے)

موہل: تو ہے کس سوچ میں۔۔۔ ناتر۔۔۔ ناتر

ناتر: (چونک کر) راج کماری موہل
داسی یہ سوچ رہی تھی اس وقت
اس کی قدرت ہے عجیب
اک طرف چاند ہے۔۔۔ ٹھنڈا، پیارا
اک طرف جلتا ہوا، تپتا ہوا سورج ہے
دونوں ہیں ایک ہی گھر کی رونق
ایک ہی گھر کے مکیں
ایک ہی رہ کے مسافر۔۔۔ لیکن

کس قدر فرق ہے دونوں میں۔۔۔ ذرا سوچیں تو

موہل: جانے کیا کہتی ہے تو

ناتر: راج کماری موہل
سوچتی ہوں کہ اگر راج کماری سوہل
آج اس بزم میں ہوتیں۔۔۔ تو کیا۔۔۔
وہ بھی راجاں پہ اسی طرح عنایت کرتیں؟
ان کو بھی رقص میں لطف آتا۔۔۔؟

موہل: (مسکرا کر بات کاٹتے ہوئے) میں سمجھی تری بات
اس کا دل سخت بہت ہے ناتر
وہ بھی عورت ہے مگر، اس کا مزاج۔۔۔
اس کی ہر بات ہے مردانہ۔۔۔ نہایت بے رحم
اس کو اس رقص میں کیا مل جاتا
ساز سنگیت سے اس کو کوئی نسبت ہی نہیں
وہ تو بس ایک شکاری ہے
وہ بے رحم شکاری جس کو
جانور کیا کسی انسان پہ بھی رحم نہیں آتا ہے
جانے آج اس کا نشانہ ہوئیں کتنی جانیں
میں تو یہ سوچ بھی سکتی نہیں۔ ناتر
کہ مرے ہاتھ کوئی خون بھی ہو سکتا ہے

(کوئل کی کوک سنائی دیتی ہے)

دیکھو اس کوک میں ہے کتنا سرور
کتنی دلدوز ہے آواز اس کی
(انگڑائی لیتے ہوئے)
آج موسم بھی ہے کتنا پیارا
کیسی پیاری ہے ہوا میں خنکی
یہ گھٹائیں، یہ اڑتی ہوئی گھنگور گھٹائیں۔۔۔ جیسے
جیسے مدہوش شرابی کا خرامِ بے ربط
ایسے موسم میں تمہاری سول۔۔۔
کھیلتی چوکڑی بھرتی ہوئی معصوم سی جانوں پہ نشانہ باندھے
(زہرخند کے ساتھ)
جانے کس دشت میں ہو محوِ شکار
(یکایک کسی کے گانے کی آواز سنائی دیتی ہے)
(جوگی کا گیت)
دنیا سے کیا پریت دوانے
بن نہ خوشی کے تانے بانے
دنیا سے کیا پریت
ہنسنا بھی ہے موت یہاں پر پوچھ کلی کے من سے
اجیارے کی چاہ میں شمعیں جل جاتی ہیں تن سے
جھوٹے پریت کے سب افسانے
چاند اور سورج ساتھی ہو کر ساتھ نہیں ہیں دونوں

ایک ہی دیس کے باسی ہو کر ساتھ نہیں ہیں دونوں
اپنے بھی ہیں یاں بیگانے
دنیا سے کیا پریت دوانے
(کھڑکی کے پاس آتی ہے)
مومل: آہ، بے چارہ غریب
ایسے موسم میں بھی بے چارہ کتنا غمگیں
ناتر: یہی دنیا ہے کماری مومل
کہیں ہونٹوں پہ ہنسی ہے رقصاں
کہیں آنکھوں میں ہیں آنسو لرزاں
مومل: اوں ہوں ناتر
وہ زمانے کا ستایا ہوا لگتا ہے کوئی
اس کی آواز میں ہے سوز بہت
اس کا یہ گیت ہے دل دوز بہت
جاؤ ناتر اسے کچھ دے آؤ
(ناتر جاتی ہے)
(ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اپنے آپ سے)
زندگی غم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے مومل
صرف اک غم کو ہے دنیا میں ثبات
یاں بہ جز موت نہیں راہِ نجات
زندگی غم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے مومل

(ناتر آتی ہے)

ناتر: وہ بھکاری تو عجب ہے۔۔۔وہ تو
وہ تو کہتا ہے کہ میں راج کماری مومل۔۔۔

مومل: چاہتا کیا ہے وہ بھکشو۔۔۔

ناتر: وہ تو۔۔۔وہ مرے ہاتھ سے لیتا نہیں دان

مومل: اچھا، اسے اندر لے آؤ

(ناتر جاتی ہے اور جوگی کو ساتھ لاتی ہے)

مومل: آؤ سائیں۔۔۔یہاں اس تخت پہ بیٹھو۔۔۔
ناتر۔۔۔سائیں بابا کے لیے کچھ جل پان۔۔۔

جوگی: (ٹھنڈی آہ بھر کر)
بھوک اور پیاس تو مدت ہوئی جاتی رہی بیٹی مومل

مومل: تم دکھی لگتے ہو سائیں بابا
آخر اس دکھ کا سبب؟

جوگی: یہ دکھ (آہ بھرتا ہے)
دکھ کو تم راج محل والے بھلا کیا جانو
دکھ تو اس راج محل کے نیچے
کلبلاتی ہوئی مرتی ہوئی مخلوق کی قسمت کا ہے دھن
دکھ فقط ان کے لیے ہے بیٹی۔۔۔(ٹھنڈی سانس لے کر)
دکھ کو تم راج محل والے بھلا کیا جانو

مومل: یہ تو سچ ہے کہ یہاں دکھ نہیں ہوتے بابا
لیکن اس دکھ کی دوا۔۔۔
اس کا مداوا تو یہاں ہو سکتا ہے

جوگی: اس محل میں ہے میرے دکھ کی دوا!
جاؤ بیٹی۔۔۔میری بھولی بیٹی
تم کو معلوم نہیں
تاج اور تخت ہیں کیا شے۔۔۔تمہیں معلوم نہیں
ان منقش درو دیوار میں ہے کس کا لہو
کن تنومند جوانوں کے سہارے سے کھڑا ہے یہ محل
کس کی آنکھوں کا ہے یہ نور۔۔۔یہ جلتی شمعیں
(بات کاٹتے ہوئے)

مومل: آپ کیا کہتے ہیں
میں کچھ بھی نہ سمجھی بابا

جوگی: اس حقیقت کو ابھی تم نہ سمجھ پاؤ گی
یہ ہے اک راز۔۔۔بہت ہی گہرا
جاؤ۔۔۔آرام کرو۔۔۔

مومل: (سوچتے ہوئے)
میری جانب سے یہ مالا۔۔۔اسے منظور کرو

جوگی: تم بہت نیک ہو۔۔۔دریا دل ہو

پر مری راج کماری ۔۔۔ میری بھولی بیٹی

میرے دکھ درد کا درماں کسی ہیرے، کسی موتی میں نہیں

(ٹھنڈی سانس بھر کر) وہ کوئی اور ہی شے ہے بیٹی

مومل: آپ بتلائیں تو

شاید میں وہی شے لا دوں

جوگی: وید کہتے ہیں

مرے درد کا درماں ہے بہت معمولی

یعنی اک دانت ۔۔۔ کسی سور کا

(زہر قند کے ساتھ) کس کو معلوم کہ یہ دانت ہے

میرے لیے کتنا مہنگا!

کون ہے ایسا شکاری کہ جو میری خاطر

اتنی تکلیف گوارہ کر لے

مومل: (خوشی سے) وہ تو میں آپ کو دے سکتی ہوں سائیں بابا

میں ابھی آتی ہوں

(مومل جاتی ہے)

(جوگی سے مخاطب ہو کر)

ناتر: سائیں بابا یہ مری راج کماری مومل

ایک دیوی ہے ۔۔۔

بڑی نیک، بہت ہی ہمدرد ۔۔۔

اس کے سینے میں ہے انسان کا دل ۔۔۔

(مومل آتی ہے)

ناتر: لیجئے، وہ راج کماری آئی

مومل: یہ ہے وہ دانت

میرے بابا اسے لے آئے تھے اک دن

جوگی: (خوشی کے مارے) بیٹی اس بوڑھے کو تم نے نئی دنیا دے دی

خوش رہو ۔۔۔ زندہ رہو ۔۔۔

خوش رہو ۔۔۔ زندہ رہو ۔۔۔

(دانت لے کر تیزی سے چلا جاتا ہے)

(موسیقی)

راجہ: (غصے میں) کیا کہا ۔۔۔؟

دے دیا وہ دانت کسی جوگی کو

تم سے آخر یہ کہا تھا کس نے

تم کو معلوم ہے وہ دانت طلسمی تھا

اسی کے بل پر

میں نے اس تخت کو اس تاج کو قبضے میں رکھا تھا اب تک

تم نے دنیا میں کہیں کا نہیں رکھا مجھ کو

آج میں لٹ گیا

مومل ۔۔۔ مری ساری دولت

میں لٹ گیا

میرا محفوظ خزانہ بھی نہیں ہے میرا

آج ہم سب ہیں فقیر

ہم میں اب کوئی بھی جینے کے نہیں ہے لائق

مری تلوار کہاں ہے لاؤ۔۔۔

آج ہم سب کے لیے موت کا دن ہے، آؤ

اس سے پہلے کہ مرا تخت، مرا تاج

مرا راج محل چھن جائے

میں سبھی کو تہہ شمشیر کئے دیتا ہوں

کوئی زندہ نہ رہے آج کے بعد

(تلوار نیام سے نکالتا ہے)

سومل: (سومل دوڑتے ہوئے آتی ہے)

مرے بابا سنئے

راجہ: تم بھی اچھے ہی سمئے آئی ہو تیار رہو

سومل: میں تو تیار ہوں

لیکن بابا

گر اجازت ہو تو میں عرض کروں

(مہاراج چپ رہتا ہے)

آپ کا غم مرا غم ہے بابا

مجھ کو معلوم ہے اس دانت کے بعد

ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔۔۔لیکن

آپ بے فکر رہیں

میں بھی کچھ سحر وفسوں جانتی ہوں

مجھ کو معلوم ہے اس سحر کا توڑ

راجہ: لیکن سومل

سومل: آپ بے فکر رہیں

راجہ: میرا زمیں دوز خزانہ

مری دولت جو اسی دانت کے بل پر ہے زمیں میں محفوظ؟

سومل: وہ بھی مل جائے گی

(سوچتے ہوئے) وہ ہم کو کسی اور طرح مل سکتی ہے

راجہ: (خوشی سے) وہ بھی مل جائے گی مجھ کو۔۔۔کیسے؟

سومل: مومل اِک حسن کا پیکر ہے

اسے بیاہنا چاہیں گے کئی راج کمار

آپ اک شرط رکھیں

جو میری بھول بھلیاں سے گزر جائے گا

مومل اس کی ہے

اگر شرط میں ناکام رہے گا کوئی

اپنی دولت کا بھی حقدار نہیں رہ سکتا

راجہ: (خوشی سے سومل کو گلے سے لگا لیتا ہے)

میری بیٹی۔۔۔میرے بیٹے سومل

تو، تو بیٹا ہے مرا

سومل: (ہنستے ہوئے)اور کپڑے بھی تو مردانہ ہیں

(دونوں ہنسنے لگتے ہیں)

سومل: مومل کتنی سہمی ہوئی، خاموش کھڑی ہے اب تک

(بڑھ کر قریب جاتی ہے)

مومل: میں ہوں شرمندہ بہت

(باپ کے قدموں میں گر پڑتی ہے)

راجہ: میری بیٹی، میری بھولی بیٹی (اٹھاتا ہے)
تو نہیں جانتی دنیا کیا ہے (ٹھنڈی سانس لے کر)
ایک مسلسل دھوکا
خیر جو بھی ہوا۔۔۔اب غم نہ کرو
اپنی سومل کا بھی جادو دیکھیں

(موسیقی)

(جنگل میں صبح کا سماں)

رانو: (انگڑائی لیتے ہوئے)
یہ صبا کے لطیف جھونکوں میں
چہچہاتی ہوئی سحر کی نمود
تیرگی دم بہ دم سمٹتی ہوئی
دم بہ دم پھیلتے شفق کے حدود
روشنی کا نشاں اٹھائے ہوئے

ہر کرن کا یہ فاتحانہ ورود
اٹھو دوہر
چلو واپس چلیں اب
بہت دن ہو گئے ہیں پھرتے پھرتے
بہت ہیں۔دوہرن۔۔۔اٹھو

دوہر: (نیند سے بیدار ہوتے ہوئے)
بہت ہیں دوہرن۔۔۔اچھا
چلو۔۔۔(اٹھ بیٹھتا ہے اور جماہی لیتا ہے)

رانو: ہاں، اور لوگوں سے بھی کہہ دو

(کسی کے گانے کی آواز سنائی دیتی ہے)

(نغمہ)

دل رو رہا ہے اور لبوں پر فغاں نہیں
کیسی لگی ہے آگ کہ جس میں دھواں نہیں
تو نے جو غم دیا اسے دھڑکن بنا لیا
زخموں سے اپنے سینے کو گلشن بنا لیا
موتی ہیں میری آنکھ میں اشکِ رواں نہیں
کیسی لگی ہے آگ۔۔۔
تیرا ستم بھی ایک کرم ہے میرے لیے
تو جو بھی ظلم ڈھائے وہ کم ہے میرے لیے
تو مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

کیسی لگی ہے آگ کہ جس میں دھواں نہیں
دل رو رہا ہے اور لبوں پر فغاں نہیں

دوہر: عجیب انسان ہے یہ بھی
یہ سر پر تاج رکھے
جنگلوں میں گھومتا ہے

رانو: مگر آواز۔۔۔ کیا آواز پائی ہے
چلو اس سے ملیں۔۔۔ شاید کوئی جوگی ہے

دوہر: (ہنستے ہوئے) ہاں جوگی
اسی قاتل کا بسمل ہوگا یہ بھی
خیر، جانے دو۔۔۔

رانو: اسی قاتل کا۔۔۔؟
کیا مطلب۔۔۔؟

دوہر: تمہیں یہ بھی نہیں معلوم اب تک؟
ہم اس دھرتی پہ ہیں اس وقت، جو مومل کی دھرتی ہے
(رانو سوالیہ نظروں سے دوہر کو دیکھتا ہے)

دوہر: وہی قتالہ عالم۔۔۔ قیامت کی حسیں ہے۔۔۔ وہ

رانو: (کھوئے ہوئے) یہی الفاظ پہلے بھی سنے تھے
وہ کیا سچ مچ بہت ہی خوبصورت ہے؟

دوہر: (ٹھنڈی سانس لے کر)

زلف۔۔۔ جس طرح میکدے کی شام
ہونٹ۔۔۔ لالے کی ادھ کھلی کلیاں
روپ جس طرح چودھویں کا چاند
سر سے پا تک حیات کا عنواں
جس طرف وہ قدم اٹھالے گی
کہکشاں راستہ بنا دے گی
جس طرف بھی نگاہ کر دے گی
برق شرما کے منہ چھپالے گی
وہ تو ہے اک بہار سر تا پا
حسن کا شاہکار سر تا پا
(رانو کو چپ دیکھ کر)
مگر۔۔۔ تم سوچتے کیا ہو۔۔۔؟

رانو: نہیں۔۔۔ کچھ بھی نہیں دوہر

دوہر: اسے دیکھو
(ہنستے ہوئے) اور اچھی طرح سے انجام الفت بھی سمجھ لو
(جوگی کی طرف دیکھتے ہوئے)

رانو: اسے آخر ہوا کیا ہے

دوہر: یہ بے چارہ
اسے مومل کو اپنانے کا ارماں تھا

رانو: تو پھر۔۔۔

دوہر: تو پھر کیا۔۔۔شرط بد کر ہار بیٹھا ہوگا
چھوڑو بھی

(یکا یک فقیر چیخ پڑتا ہے۔مولی،مولی،مولی)

دوہر: چلو۔۔۔اب سوچتے کیا ہو

رانو: میں، میں دوہر۔۔۔
کیوں نہ میں بھی اپنی قسمت آزماؤں؟

دوہر: (مذاق اڑاتے ہوئے) بہت اچھے! یہ ہمت ہے

رانو: مگر اس میں ہے کیا نقصان۔۔۔

دوہر: (سنجیدگی سے) پاگل ہوگئے ہو۔۔۔چلو واپس
مہاراجہ ہماری راہ تکتے تکتے غصہ ہو رہے ہوں گے

ملازم: سنا ہے۔۔۔وہ بھی قسمت آزمائیں گے

دوہر: تو پھر چپ چاپ تم واپس چلو اب

رانو: مجھے بزدل سمجھ رکھا ہے تم نے
مہاراجہ مقابل ہوں تو کیا ہے
میں یقیناً جیت جاؤں گا

دوہر: مہاراجہ کے دل پر کیا گزر جائے گی
تم نے یہ بھی سوچا کچھ؟

رانو: یہ اپنی اپنی قسمت۔۔۔اپنی ہمت ہے

دوہر: یہ نادانی ہے۔۔۔پاگل پن ہے
اس کو کوئی بھی اپنا نہیں سکتا
مہاراجہ حمیرا اور تم میں باہم جو تعلق ہے
اسے اس کوشش بے سود پہ قرباں نہ ہونے دو
نہ تم اپناؤ گے اس کو نہ وہ۔۔۔لیکن
ہمیشہ کے لیے اپنے دلوں میں دشمنی کا بیج بولو گے

رانو: نہیں ایسا نہیں ہوگا

دوہر: تو یہ طئے ہے

رانو: اٹل۔۔۔بالکل

دوہر: تو میں بھی دیکھتا ہوں۔۔۔تم میں کتنا دم ہے
اور۔۔۔اور میرا بھی دم دیکھو

رانو: (قہقہے لگاتا ہے)
تو اب تم بھی مقابل آرہے ہو

دوہر: تو اس میں ہرج ہی کیا ہے
مجھے معلوم ہے تم ہار جاؤ گے
اگر کوئی اسے اپنا سکے گا تو فقط۔۔۔اک میں
فقط اک میں ہوں جس میں اتنا دم خم ہے

(رانو ہنستا ہوا آگے بڑھتا ہے)

(موسیقی)

سومل: (ہنستے ہوئے) کہوناتر۔۔۔کوئی دیوانہ مومل کا ابھی تک کامیاب آیا

ناتر: ابھی تک چار دیوانے تو سچ مچ ہوگئے پاگل
مگر۔۔۔کل اک بڑا بانکا جوان آیا ہے۔۔۔دیکھیں
اس پہ کیا گذرے

سومل: وہی گذرے گی جو اوروں پہ گذری ہے

ناتر: نہیں میری کماری جی
بہت چالاک ہے وہ
ہاں مگر وہ جیت جائے تو برا کیا ہے

سومل: وہ مومل آ رہی ہے، اس سے تم باتیں کرو ناتر میں چلتی ہوں
(سومل جاتی ہے)

ناتر: قسم اس چاند سے مکھڑے کی مومل
وہ بہت ہی خوبصورت ہے
وہ کھلتا گندمی رنگ اور اس پر خم بہ خم زلفیں
وہ ستواں ناک وہ مدھ کے پیالے جیسی آنکھیں
بھویں ایسی کمانی دار جیسے اب چلے گا تیر
کماری جی۔۔۔عجب ہے حسن اس کا
بدن ایسا گٹھیلا۔۔۔اس قدر پیارا کہ جیسے
اپنے ہاتھوں اس کو قدرت نے تراشا ہے

مومل: مگر کیا نام ہے اس کا؟

ناتر: اسے کہتے ہیں سب۔۔۔رانو

مومل: (زیر لب) نہ جانے کیوں ادھر کھنچتا ہے میرا دل

ناتر: اگر وہ جیت جائے تو۔۔۔بڑی پیاری سی یہ جوڑی رہے گی
یہ چندا۔۔۔ہا۔۔۔
جب اس کے گرد پڑ جائے گا دو باہوں کا ہالہ
(گدگداتی ہے)
ارے شرما گئیں تم
ذرا میری طرف دیکھو تو رانی

مومل: میں کہتی ہوں مجھے چھیڑو نہیں ناتر

ناتر: میں ناتر تو نہیں ہوں۔۔۔(بن کر)
ہم تو رانا ہیں۔۔۔
جو تم کو جیت آئے ہیں۔۔۔ادھر دیکھو
(دونوں ہنس پڑتے ہیں)

مومل: تو کیا کل ان کی باری ہے

ناتر: (ہنستے ہوئے) ابھی سے فکر کھائے جا رہی ہے اپنے ساجن کی
(گدگدانے لگتی ہے دونوں ہنستے ہیں)
(موسیقی)
(رانو، ناتر کے انتظار میں ٹہلتے ہوئے)

رانو: ابھی تک وہ نہیں آئی

دوہر: چلو اچھا ہوا۔۔۔واپس چلو اب

رانو: تم تو بزدل ہو۔۔۔نرے بزدل

(ناتر آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے)

دوہر: چلو وہ آ گئی ہے آفت جاں بھی
تمہیں بھی آزما دیکھیں

رانو: بہت ہی دیر کر دی تم نے ناتر

ناتر: بس اب تیار ہو جائیں
(دونوں جاتے ہیں) یہ ہے جادو محل کا راستہ

رانو: اچھا تو دوہر۔۔۔میں چلا

(گھوڑا دوڑنے کی آواز)

(یکا یک بادلوں کی گرج بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے)

یکا یک ابر گھر کر آ گیا ہے
اندھیرا چھا گیا ہے
یہ کون آتا ہے دیو ہیکل (گھوڑا روک لیتا ہے)
میں گھوڑے سے اتر ہی جاؤں۔۔۔بہتر ہے
اسے آنے دو۔ایسا وار کرتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے گا
(تلوار اٹھا کر مارتا ہے۔ساتھ ہی کوئی چیز چھنا کے کے ساتھ ٹوٹتی ہے
اور ایک قہقہ گونج کر پھیل جاتا ہے)
تو یہ جادو کے کرتب ہیں

(چونک کر)

یہ بادل یک بہ یک کیوں چھٹ گئے ہیں؟
اوہ۔۔۔یہ سورج! تپش یک لخت کتنی بڑھ گئی ہے
مجھ کو وحشت ہو رہی ہے
اور یہ سورج۔۔۔دم بہ دم نیچے ہی نیچے آ رہا ہے

(گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہے)

نہ جانے کتنا لمبا راستہ ہے
چلو بیٹا، ذرا کچھ اور تیزی سے

(گھوڑا تیز دوڑتا ہے)

(حیرت سے) یہ آخر۔۔۔کس طرف میں آ گیا ہوں
وہیں پر ہوں۔۔۔!
چلا تھا جس جگہ سے میں
تو یہ بھی کوئی جادو تھا
چلو۔۔۔آہستہ آہستہ چلیں اب
کہیں پانی ملے تو
خود بھی پی لوں اور اس کو بھی پلا دوں۔۔۔

(ادھر ادھر دیکھتا ہے)

وہ ندی ہے

(پانی بہنے کی آواز قریب سے سنائی دیتی ہے)

ندی کے اس طرف ہے وہ محل۔۔۔لیکن

ندی کے پار میں کس طرح جاؤں
ذرا دیکھوں تو۔۔۔پانی اس میں کتنا ہے
یہ ہے اک چھالیہ۔۔۔اس کو ندی میں چھوڑتا ہوں
(چھالیہ کے فرش پر گرنے کی آواز آتی ہے)
ارے تو یہ بھی جادو تھا!
ادھر چلتا ہوں
(آگے بڑھتا ہے)

ناتر: (آواز دے کر) رانو جی۔۔۔ادھر آگے نہ بڑھنا ڈوب جاؤ گے

رانو: (جواباً کہتا ہے) یہاں ہم ڈوبنے ہی آئے ہیں ناتر
ہمیں اب جان کی پروا نہیں ہے
(یکا یک موسیقی کی اک لہر تیز جائے)

ناتر: مبارک۔۔۔آپ کو مومل مبارک میرے رانو جی

رانو: تو کیا اب اور کوئی چال باقی رہ گیا ہے

مومل: نہیں اب آپ ہیں اس دل کے مالک

رانو: تم! (حیرت اور حسرت سے مومل کی طرف دیکھتے ہوئے)
تمہیں مومل ہو؟
(زیرلب) دوہر نے کہا تھا۔۔۔
(دوہر کی آواز)

دوہر: زلف، جس طرح میکدے کی شام

ہونٹ، لالے کی ادھ کھلی کلیاں
روپ، جس طرح چودھویں کا چاند
سر سے پا تک حیات کو عنوان
وہ تو ہے اک بہار سر تا پا
حسن کا شاہکار سر تا پا

رانو: (بے اختیار ہو کر) مری مومل
میں تجھے پا ہی گیا آخر کار
(گلے لگا لیتا ہے)

مومل: (خوش ہو کر) میرے رانو
مرے جیون ساتھی۔۔۔اب کبھی دور نہ ہونا مجھ سے

رانو: (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر)
پھول سے دور کبھی ہو بھی سکی ہے خوشبو
چاند سے چاندنی چھن جائے تو کیا رہ جائے گا
روح اور جسم میں جو رشتہ پنہاں ہے
وہی رشتہ ہے ہم میں مومل
ہم الگ رہ کے جئیں گے کیسے
آؤ ہم عہد کریں
ساتھ جئیں گے ہم تم
ساتھ مریں گے ہم تم
میری مومل

مومل: میرے رانو

(اپنا سر رانو کے سینے پر لگا دیتی ہے)

(پرسکون موسیقی کی ایک دھن۔۔۔دونوں گاتے ہیں)

(گیت)

کتنی حسین رات ہے
ہاتھ میں تیرا ہاتھ ہے
کتنی حسین رات ہے
چاند لٹا رہا ہے مئے۔۔۔وجد میں ہے ہر ایک شے
رقص میں کائنات ہے۔۔۔کتنی حسین رات ہے
دل سے قریب تر ہے تو۔۔۔پھول میں جیسے رنگ و بو
زندگی تیرے ساتھ ہے۔۔۔کتنی حسین رات ہے
جھومے ہے انگ انگ آج۔۔۔ناچے امنگ امنگ آج
آج کی رات رات ہے۔۔۔کتنی حسین رات ہے
غم سے نجات مل گئی۔۔۔دل کو حیات مل گئی
آج حیات حیات ہے۔۔۔کتنی حسین رات ہے

(موسیقی آہستہ آہستہ ڈوب جاتی ہے)

دوہر: بس اب چلنے کی تیاری کرو تم

رانو: مگر مومل۔۔۔

دوہر: اسے سمجھاؤ۔۔۔وہ بھی مان جائے گی

رانو: نہیں دوہر۔۔۔وہ اب ہرگز مجھے جانے نہیں دے گی

دوہر: تو پھر مہاراج سے کہہ دو کہ میں اب آ نہیں سکتا

رانو: عجب انسان ہو تم بھی۔۔۔مہاراجہ سے کہہ دوں
وہ پہلے ہی میری شادی سے کب خوش ہیں

دوہر: تو مومل کو ابھی کچھ روز میکے ہی میں رہنے دو

رانو: بڑی دوٹوک باتیں کر رہے ہو تم
تمہارے دل میں اب میری محبت بھی نہیں ہے کیا؟

دوہر: میں دل کی بات اب تم سے کہوں کیسے؟
میں اتنا جانتا ہوں
مہاراجہ بہت ناراض ہیں تم سے
اگر اس وقت ان کے حکم کی تعمیل میں تم نے
ذرا بھی کوئی کوتاہی برت لی
تو پھر ڈر ہے تمہاری جان پر آفت نہ آ جائے
مری بات آج مانو تم۔۔۔چلو واپس

(دونوں جاتے ہیں)

(موسیقی)

سومل: یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تو نے
یقیناً تیرا دل تنہائی میں گھبرا رہا ہوگا
مگر ایسا بھی کیا مومل

مومل: تمہیں معلوم کیا سومل
مرے سینے میں روز و شب دہکتے ہیں جو انگارے
تم اس کے سوز سے واقف نہیں ہو

سومل: مجھے معلوم ہے مومل
مری بھولی بہن۔۔۔آخر میں عورت ہوں
مگر کچھ صبر سے بھی کام لینا چاہیے تجھ کو

مومل: نہ جانے اب تلک وہ کیوں نہیں آئے
مرے دل میں ہزاروں وسوسے گھر کرتے جاتے ہیں
وہ کہتے تھے
میں تیرے بن کبھی اک پل بھی زندہ رہ نہیں سکتا

سومل: ارے یہ بات تو ہر مرد کہتا ہے
یہ کہنا تو بہت آسان ہے لیکن۔۔۔

مومل: نہیں سومل۔۔۔مرے رانو نہیں ایسے
وہ آئیں گے، ضرور آئیں گے اک دن

سومل: یہی تو میں بھی کہتی ہوں

مومل: مگر دیکھو نا۔۔۔ان کی راہ تکتے تکتے۔۔۔
پورا اِک مہینہ کٹ گیا آخر
وہ اب تک کیوں نہیں آئے۔۔۔

(رونے لگتی ہے)

سومل: ارے رونے سے حاصل کیا
میں کہتی ہوں وہ آجائیں گے

مومل: وہ آجائیں گے سچ مچ

سومل: نہ آئیں تو مرا ذمہ۔۔۔میں خود لے آؤں گی ان کو

مومل: مری سومل۔۔۔(سومل سے لپٹ جاتی ہے)

(موسیقی)

ناتر: (دوڑتے ہوئے آتی ہے) کماری جی۔۔۔کماری جی

سومل: ارے کیا ہو گیا ہے۔اس طرح کیوں بھاگ کر آئی ہے

ناتر: رانو۔۔۔

مومل: میرے رانو
آگئے ہیں وہ

سومل: مجھے معلوم تھا وہ آئیں گے اک دن

ناتر: وہ آئے تھے۔۔۔مگر۔۔۔وہ جا چکے ہیں

مومل اور سومل: جا چکے ہیں

(سکتے کے عالم میں)

ناتر: ہاں انہیں کچھ بدگمانی ہو گئی مردانہ کپڑوں سے

سومل: مرے مردانا کپڑوں سے؟

ناتر: (چیخ کر) کماری جی۔۔۔ذرا مومل کو دیکھیں

سومل: میری مومل۔۔۔

(مومل بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہے)

سومل: ناتر جا۔۔۔ذرا جلدی سے پانی لا

(موسیقی)

دوہر: ارے واپس چلے آئے

رانو: (خاموش رہتا ہے)

دوہر: بتاؤ تو۔۔۔ہوا کیا ہے۔۔۔؟

رانو: نہیں۔۔۔کچھ بھی نہیں

دوہر: آخر۔۔۔؟

رانو: وہ عورت بے وفا نکلی
وہ عورت جس نے اپنے حسن کو خود اک تماشا سا بنا رکھا تھا
وہ الفت کو کیا جانے
حسیں عورت دلوں سے کھیل سکتی ہے
محبت کر نہیں سکتی

(دوہر حیرت سے رانو کو تکتا ہے۔۔۔کچھ کہنا چاہتا ہے)

دوہر: سنو رانو۔۔۔

رانو: مجھے کچھ دیر خاموشی سے اپنے عشق کی میت پہ رونے دو
میرے دل میں جو چنگاری سلگ اٹھی ہے اُس کو۔۔۔
اس کو انگارہ نہ بننے دو

مبادا میرے دل کی دھیمی دھیمی آگ شعلوں سے بدل جائے
مبادہ میرا سینہ پھٹ پڑے
اور یہ دہکتا کھولتا لاوا ہر اک شے کو جلا دے
بھسم کر ڈالے
مجھے چپ چاپ رہنے دو۔۔۔مرے دوہر
مجھے چپ چاپ رہنے دو۔۔۔

(موسیقی)

(مومل گھٹنوں پر سر رکھ کے روتے ہوئے گا رہی ہے)

مومل: تم ہی مجھ سے روٹھ گئے تو میرا کون یہاں
تم ہی بتاؤ چھوڑ کے تم کو اب میں جاؤں کہاں
تم بن کون یہاں
میرے من میں تم ہی تم ہو۔۔۔تم ہی میرا مان
میری دنیا صدقے تم پر۔۔۔صدقے میری جان
تم بن میرا کون یہاں۔۔۔اب میں جاؤں کہاں
میں ہوں پریت کی ماری مجھ کو دے دو جیون دان
تمرے پیار کا پیاسا من ہے دو دن کا مہمان
تم بن میرا کون یہاں۔۔۔اب میں جاؤں کہاں

ناتر: کماری جی۔۔۔
وہ آ جائیں گے آنسو پونچھ لیجئے

مومل: وہ نہیں آئیں گے ناتر اب

تمہیں ہے یاد
اک دن سائیں جوگی نے کہا تھا

ناتر: ہاں اُسی جوگی کے باعث تو تباہی آئی ہے اتنی

مومل: نہیں۔۔۔یہ میری قسمت ہے
میں تم سے آج دل کی بات کہتی ہوں
کسی سے بھی نہیں کہنا
میں اب جینے سے بیزار آ چکی ہوں

ناتر: (پریشان ہو کر مومل کو دیکھتی ہے)

مومل: ہاں۔۔۔چِتا تیار کر دو میری

ناتر: کیا کہتی ہیں مومل جی۔۔۔؟

مومل: جو میں نے کہہ دیا ہے اس کو پورا کر

ناتر: کماری جی۔۔۔!

مومل: ہمارا حکم ہے یہ

ناتر: بات تو سن لیجیے میری
کنیز اِک بات کہنے کی بھی جرأت کر نہیں سکتی؟

مومل: تجھے ہر بات کہنے کی اجازت ہے مگر اس بات سے ہٹ کر

ناتر: مرا مطلب ہے۔۔۔آپ، اک بار
رانو جی سے مل ہی آئیں

مومل: رانو سے۔۔۔؟

ناتر: کماری جی انہیں اک بدگمانی ہے
یقیناً دور ہو جائے گی

مومل: اور اس پر بھی نہ مانیں وہ۔۔۔؟

ناتر: تو پھر جو آپ کے من میں ہے پورا کیجیے اس کو

مومل: مگر ان تک رسائی کس طرح ہوگی

ناتر: اگر آپ۔۔۔آپ بھی مردانہ
کپڑے زیب تن کر لیں اور ان کی دوست بن کر ان سے ملنے جائیں
اور جب خلوت میں تنہا ہوں تو پھر اپنی حقیقت کو عیاں کر دیں

مومل: کہ میں مومل ہوں۔۔۔داسی آپ کی۔۔۔

ناتر: بالکل۔۔۔چلیں تیار ہو جائیں

مومل: میں سومل سے بھی کہہ دوں (جاتی ہے)

(موسیقی)

(سازوں پر ناچ کے تاثرات۔۔۔رانو یکایک چیخ پڑتا ہے)

رانو: بس کرو۔۔۔بند کرو ناچ، میں برداشت نہیں کر سکتا

(ساز خاموش ہو جاتے ہیں)

دوہر: یک بہ یک تم کو یہ کیا ہوتا ہے رانو آخر

(بات کاٹتے ہوئے)

رانو: مرا دل اب کہیں لگتا نہیں، دوہر۔۔۔اب تو۔۔۔

(چوبدار آتا ہے)

چوبدار: کوئی آیا ہے حضور آپ سے ملنے کے لیے

دوہر: اسے اندر لے آؤ (رانو سے) کچھ تو بہلے گا مرے یار کا دل

(چوبدار جاتا ہے۔۔۔مومل مردانہ لباس میں آتی ہے)

رانو: (غور سے دیکھ کر) میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے تم کو شاید

مومل: (ضبط کرتے ہوئے) اپنے دل سے کبھی پوچھو تو بتا دے گا وہ۔۔۔

دوہر: اچھا رانو۔۔۔میں چلوں۔۔۔مجھ کو اجازت دیجئے
یہ تو ہیں آپ ہی کے چاہنے والے کوئی

(دوہر معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہے اور چلا جاتا ہے)

رانو: کہیے۔۔۔تشریف رکھیں۔۔۔آپ کا شبھ نام

مومل: مجھے۔۔۔(رو پڑتی ہے) آپ کی داسی۔۔۔مومل

(اپنا چہرہ نمایاں کر دیتی ہے)

رانو: (چونک کر) تم ہو! اب کس لیے آئی ہو یہاں؟
اب وہیں جاؤ جسے اپنا بنا رکھا ہے
جس سے ملتی ہو گلے، شرم نہ آئی تم کو؟

مومل: تم کو دھوکہ ہوا رانو۔۔۔وہ تو۔۔۔

رانو: میں نے اک مرد کو دیکھا ہے تمہارے نزدیک
تم سے نفرت ہے مجھے
جاؤ اس گھر سے نکل جاؤ۔۔۔
میرا تم سے تعلق نہیں کوئی۔۔۔جاؤ

(تالی بجاتا ہے)

چوبدار اس کو ابھی لے جاؤ دور کر دو میری نظروں سے ہمیشہ کے لیے

(چوبدار اور دوسرے سپاہی مومل کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر نکال دیتے ہیں)

(موسیقی)

(سومل مردانے لباس میں آتی ہے)

سومل: میرے سرکار۔۔۔اجازت ہو تو اندر آ جاؤں

رانو: (چونک کر) تم۔۔۔جو مومل سے ملے تھے اس دن!
(غصے سے) تم یہاں بھی چلے آئے!
تمہیں ہمت ہوئی کیسے۔۔۔؟

(غصے میں دیوار سے تلوار نکالتا ہے)

سومل: رانو۔۔۔میں ہوں سومل۔۔۔مجھے دیکھو تو سہی
میں ہوں مومل کی بہن۔۔۔سومل

(سر سے پگڑی ہٹا دیتی ہے)

رو رہی تھی تو گلے میں نے لگایا تھا اسے
اور کیا کرتی۔۔۔اسے کیسے تسلی دیتی

(رانو حیرت سے اسے دیکھتا ہے)

تم نے تو اس کی خبر لی نہ کبھی
عیش کرتے رہے۔۔۔اور وہ
اس نے کیا حال بنا رکھا ہے۔۔۔دیکھا ہے کبھی؟
کیا اسی واسطے اپنایا اس کو۔۔۔رانو؟

رانو: (پریشان ہوکر) کیا کیا میں نے؟ اسے میں نے تو دھتکار دیا

سومل: تم نے یہ کیا کیا رانو۔۔۔اسے دھتکار دیا
آیئے۔۔۔ڈھونڈھ کے لاتے ہیں اسے
(اضطراری موسیقی۔۔۔سناٹا)

سومل اور رانو: یہاں مومل تو نہیں آئی تھی ناتر؟

ناتر: ہاں آئی تھی۔۔۔وہ
وہ اس کی چتا جلتی ہے۔۔۔دیکھو
یہ چتا اس نے بنا رکھی تھی
کہ اگر اس کو نہ رانو اپنائے
راکھ ہو جائے گی وہ اپنی چتا میں جل کر
دیکھو وہ شعلے اسے راکھ کئے دیتے ہیں

رانو: (چیخ کر) آہ۔۔۔مومل۔۔۔میں بھی آتا ہوں تیرے پاس
(دوڑ کر چتا میں کود جاتا ہے)

سومل: (پریشان ہوکر آواز دیتی ہے) رانو۔۔۔رانو
(تیز موسیقی کا لہرا ابھر کر ڈوب جاتا ہے۔۔۔سناٹا)

سسی پنوں

کردار

سسی	پنوں
زردار	ناؤں
محمد	مندری
جام صاحب	رنجھل
مہری	ہوتو
نوتو	رائے
گڈریا	

۵

(ناؤں کا مکان)

(سازوں پر طربیہ موسیقی کی کوئی دھن

وقفے وقفے سے عورتوں کے قہقہے ابھرتے رہتے ہیں

رائے آتا ہے اور آواز دیتا ہے)

رائے: ناؤں ۔۔۔ ناؤں

(پس منظر میں موسیقی اور قہقہے جاری ہیں)

ہونہہ، عجیب آدمی ہے ۔۔۔

آج کے دن بھی اپنی شاستر میں گم ہوگا کہیں (نسبتاً اونچی آواز سے)

ناؤں ۔۔۔ (کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز)

تم یہاں ۔۔۔ اور میں سارا گھر چھان آیا

بھئی آج کے دن تو بند کرو یہ پوتھی ووتھی ۔۔۔ سارے گھر میں

خوشیاں ناچ رہی ہیں اور تم ہو کہ ۔۔۔

ناؤں: (بات کاٹ کر) ہاں رائے ۔۔۔ میری خوشیاں آج بھی مجھ سے دور ہیں

رائے: کیسی باتیں کرتے ہو۔ تمہارے دل کی سب سے بڑی تمنا

آج پوری ہوئی۔ بھگوان نے بیس برس بعد ۔۔۔

ناؤں: (زیرِ خند سے) بیس برس بعد ۔۔۔ ہونہہ ۔۔۔ بیس برس بعد

بھی جو کچھ ملا لٹ جانے کے لیے ملا

رائے: کیا مطلب ۔۔۔؟

ناؤں: مطلب کیا ہوگا رائے۔۔۔بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا کوئی مطلب نہیں ہوتا

رائے: پہیلیاں کیوں بجھوار ہے ہو۔۔۔صاف صاف بتاؤ نا آخر کیا بات ہے؟

ناؤں: کچھ نہیں رائے۔۔۔اپنے کرموں کا پھل مل رہا ہے
ہمیں۔۔۔پتہ نہیں پچھلے جنم میں ہم سے کیا خطائیں ہوئی تھیں
خیر۔۔۔بھاگ کے آگے کسی کی کیا چلتی ہے۔۔۔

رائے: توبہ ہے۔۔۔کرم، جنم، بھاگ۔۔۔آخر آج تمہیں
ہو کیا گیا ہے۔۔۔پاگل تو نہیں ہو گئے۔

ناؤں: پاگل میں نہیں ہوں رائے۔۔۔پاگل یہ شریر ہے
پاگل وہ تمنائیں ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوتیں

رائے: میں بالکل نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو

ناؤں: یہ سمجھنے کی بات بھی نہیں ہے رائے، قسمت کو کون سمجھ سکتا ہے

رائے: بھئی آخر ہوا کیا ہے تمہاری قسمت کو؟ قسمت پر تو تم فتح پا چکے۔۔۔
تم سے بڑھ کر خوش نصیب اور کون ہوگا۔۔۔

ناؤں: ہونہہ۔۔۔یہی تو میری خوش نصیبی ہے کہ بیس برس کے
بور بھی ایک آس پوری ہوئی تو ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا

رائے: کلنک کا ٹیکہ۔۔۔!

ناؤں: ہاں۔۔۔لیکن، میں نے طے کر لیا ہے رائے کہ یہ کلنک اپنے ماتھے پر نہیں رہنے دوں گا

رائے: پھر وہی۔۔۔(یکا یک ہوا سے دروازہ کھل جاتا ہے)
(اور عورتوں کے قہقہوں کی آوازیں بلند ہوتی ہیں)

ناؤں: رائے بند کر دو یہ دروازہ، میں یہ قہقہے نہیں سن سکتا
یہ شریر کے قہقہے ہیں۔ان کے پیچھے میری آتما رو رہی ہے
میرا شریر آج میری آتما کا مذاق اڑا رہا ہے

رائے: تو یہ۔۔۔ناؤں تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔۔۔لو یہ دروازہ بند ہو گیا
آج کی خوشی تم شاید برداشت نہیں کر سکے
بیس برس کے بعد بھگوان نے تمہیں اولاد دی ہے

ناؤں: (حقارت سے) اولاد۔۔۔لڑکی۔۔۔ہونہہ

رائے: ارے لڑکے اور لڑکی سے کیا ہوتا ہے۔تمہارا جیون بچے کی بنا اداس تھا
تم چاہتے تھے کہ تمہاری گود میں بھی ہمکتی ہوئی زندگی کھیلے
بیس برس تک تم اپنی گرہستی کے اجاڑ پن میں ایک ان دیکھی بہار کے
خواب دیکھتے رہے۔آج اس خواب کی تعبیر ملی ہے تو ہم صرف اسٹے ارزدہ ہو کر
تمہارے یہاں لڑکی کیوں پیدا ہوگئی۔پاگل، لڑکی لکشمی ہوتی ہے ناؤں، بھگوان کی دولت
محبت کی دیوی۔۔۔

ناؤں: وہ دولت کس کام کی رائے جو مرگھٹ کے پتھروں کی طرح دھرتی کے سینے
کا بوجھ بن جائے، اس دیوی سے مجھے کیا لینا جو اپنی آگ میں جل کر خود
اپنی چتا کا شعلہ بن جائے

رائے: (حیرت سے) ناؤں، تم اپنی اولاد کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہو
اپنے لخت جگر کے بارے میں۔۔۔
اس کے بارے میں جس کی زندگی تمہارے دل کی دھڑکنوں سے عبارت ہے

تمہیں شرم آنی چاہیے ایسی بات زبان پر لاتے ہوئے

ناؤں: میں برہمن ہوں اور برہمن کا خون پوتر ہوتا ہے
میں اپنے لہو کی پوترتا پر، ہر چیز قربان کر سکتا ہوں

رائے: لیکن تمہاری پوترتا میں کس نے نجاست گھولی۔۔۔؟

ناؤں: گھولی نہیں۔۔۔گھولی جانے والی ہے (کچھ سوچ کر)
سترہ سال بعد۔۔۔

رائے: (ہنس پڑتا ہے) تم سچ مچ پاگل ہو ناؤں (لفظ کھینچ کر ادا کرتا ہے)
سترہ سال بعد (ہنستے ہوئے) سچ کہا ہے کسی نے
بڑھاپے میں عقل سٹھیا جاتی ہے

ناؤں: میں ضرور بوڑھا ہو گیا ہوں رائے۔۔۔لیکن ستارے ابھی بوڑھے نہیں ہوئے
ان کی روشنی ابھی تک وہی ہے

رائے: (مذاق کرتے ہوئے) تو کیا آج تمہیں دن میں بھی ستارے نظر آ گئے۔۔۔؟

ناؤں: ستارے کبھی نہیں بجھتے رائے، یہ ہماری نظر کا اندھیرا ہے کہ ہم ایک چیز کی روشنی میں
دوسری چیز کی روشنی نہیں دیکھ سکتے لیکن۔۔۔میں دیکھ رہا ہوں
ستاروں کی حرکت پر میری نظر ہے اور میں جانتا ہوں ستاروں کی گردش اب کس برج
میں ہے اور اس برج سے میرے مستقبل کا کیا تعلق ہے

رائے: (اسی انداز میں) تمہارے مستقبل کی بات چھوڑو۔۔۔
یہ بتاؤ کہ اس ننھی سی جان کا اس سے کیا تعلق ہے
جس کی پھول جیسی زندگی تم پر پہاڑ بن کر ٹوٹ پڑی ہے

ناؤں: میں نے آج اس کی جنم پتری نکالی ہے۔ستاروں کا عمل بتاتا ہے کہ یہ لڑکی بڑی
ہو کر کسی دوسرے دھرم میں چلی جائے گی اس کی شادی کسی ایسے نوجوان سے ہوگی
جو برہمن نہیں ہوگا۔۔۔ہندو نہیں ہوگا

رائے: کیا۔۔۔؟

ناؤں: میں اپنا دھرم نشٹ نہیں ہونے دوں گا۔میں اپنے منہ پر اپنے ہاتھوں
کالک نہیں لگاؤں گا۔میں اپنی ویرانی زندگی کی بہار کے لیے دھرم کا خون نہیں کروں گا
مجھے مہندی کی لالی چاہیے۔خون کی لالی نہیں رائے۔یہ بچی میرے دامن میں کھلا ہوا
پھول نہیں خون کا دھبہ ہے۔میں اس دھبے کو دامن سے دھو ڈالوں گا

رائے: لیکن ناؤں۔۔۔ستاروں کی گردش بدل بھی تو سکتی ہے
بھاگ کا لکھا مٹ بھی تو سکتا ہے

ناؤں: ہاں۔۔۔مٹ سکتا ہے۔صرف ایسی صورت میں جب اس بچی کو
اپنے ستاروں کے برج کی حد سے دور کر دیا جائے

رائے: کیا مطلب۔۔۔

ناؤں: میں نے طے کر لیا ہے رائے کہ اسے لکڑی کی پیٹی میں بند کر کے شام کا ستارہ چمکنے
سے پہلے ہی دریا میں بہا دوں

رائے: کیا کیا؟ دریا میں بہا دو گے اپنے جگر کے ٹکڑے کو، اپنی بیٹی کو۔۔۔؟

ناؤں: میں مجبور ہوں رائے۔یہی اس کے بھاگ میں لکھا ہے
ممکن ہے جل کی پوترتا اس کے جیون کو پاک کر دے۔۔۔

رائے: اور بھگوان نہ کرے اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔

ناؤں: بھگوان کی دی ہوئی چیز ہے اسی کے پاس واپس چلی جائے گی
میں یہ غم برداشت کرلوں گا رائے۔۔۔

رائے: بھگوان کے لیے کچھ اور سوچو ناؤں۔کوئی اور تدبیر کرو،
اس کی ماں روتے روتے اپنی جاں دے دے گی، تمہیں یاد ہے
آج سے دس سال پہلے ایک جوگی نے تم سے کہا تھا کہ تمہاری قسمت میں
اولاد ہی نہیں لیکن آج اس کی بات جھوٹ ہوگئی۔کیا عجب کہ یہ بات بھی جھوٹ نکلے

ناؤں: نہیں رائے۔وہ اور بات تھی، یہ اور بات ہے
(ٹھنڈی سانس لیتا ہے) ایسا ہونا یقینی ہے رائے۔ایسا ہونا یقینی ہے
(وقفہ)
بھگوان مجھے معاف کردینا۔میں تیرے دھرم کے لیے اپنی اولاد کی بھینٹ دے
رہا ہوں میں اپنی دولت تیرے حوالے کررہا ہوں۔اس کی حفاظت کرنا میرے بھگوان
(آنکھ میں آنسو آجاتے ہیں)

(جب ناؤں دعائیہ جملے ادا کررہا ہو پس منظر میں دور موجوں کا صوتی تاثر دیا جائے
اور جونہی ناؤں آخری جملہ کہے یکے بعد دیگرے دو تین موجیں تیزی کے ساتھ
کنارے سے ٹکرا جائیں اور پھر انہیں موجوں کی روانی سے ہم آہنگ گانے والے
کی تان ابھرے جو آہستہ آہستہ بلند ہوتی جائے)

دھوبی گھاٹ

(دھوبیوں کا کورس)

نغمہ

؟

(رفتہ رفتہ گانے کی آوازیں پس منظر میں چلی جائیں اور ذیل کے مکالمے سپرامپوز کیے جائیں)

مندری: (زور سے آواز دیتی ہے) اور سنو جی۔۔۔ذرا ادھر تو آنا

محمد: (دور سے) کیوں چلاتی ہو اتنی دور سے

مندری: ارے دوڑ کے آؤ ذرا۔۔۔جلدی، دیکھو تو یہ کیا بہے جارہا ہے

محمد: کہیں کپڑوں کی گٹھڑی تو نہیں، ذرا لپک کے پکڑ لے اسے
کہیں منجدھار میں نہ چلی جائے

مندری: ارے نہیں کپڑوں کی گٹھڑی نہیں، لکڑی کی پیٹی ہے

محمد: لکڑی کی پیٹی ہے۔۔۔اچھا، ابھی آیا (قریب آکر)
کہاں۔۔۔

مندری: وہ۔۔۔

محمد: ارے یہ تو سچ مچ پیٹی ہے۔۔۔اچھا تو ٹھہر یہاں میں لاتا ہوں اسے
(دریا میں کود پڑتا ہے)

مندری: (گھبرا کر) ارے ذرا سنبھل کے۔۔۔پانی چڑھا ہوا ہے آج
(دریا میں تیرنے کا تاثر)
پکڑ لیا۔۔۔ادھر لے آؤ۔۔۔آگے، میں بھی آتی ہوں
(تیرنے کا تاثر)
کیا ہے اس میں۔۔۔؟

محمد: (سانس پھولی ہوئی ہے) کھولتا ہوں

(صندوق کھولنے کی آواز کے ساتھ ہی بچی کے رونے کی آواز)

(خوشی اور حیرت سے) مندری۔ ارے اس میں بیٹا ہے۔۔۔

مندری: (حیرت سے) آں۔۔۔ ارے کتنی پیاری بچی ہے

محمد: لیکن یہ (بچی رونے لگتی ہے)

مندری: (فوراً) لاؤ اسے مجھے دو

محمد: لو۔۔۔

مندری: آ۔۔۔آ۔۔۔آ (بچی کو بہلانے کی کوشش کرتی ہے بچی چپ ہو جاتی ہے)
کیا سوچنے لگے۔۔۔؟

محمد: کچھ نہیں۔۔۔ سوچ رہا ہوں۔۔ کون ظالم ہے وہ جس نے اپنی بچی کو دریا میں بہا دیا
انسان نہیں شیطان ہے وہ۔۔۔

مندری: ممکن ہے کسی نے دشمنی کی ہو اس کے ماں باپ سے
بے چاری کی ماں پر کیا گزر رہی ہوگی۔۔۔

محمد: وہ تو اچھا ہوا تمہاری نظر پڑ گئی۔۔۔ ورنہ خدا جانے کیا حشر ہوتا اس کا

مندری: ارے جسے خدا رکھے، اسے انسان کیا مار سکتا ہے
(بچی پھر رونے لگتی ہے)
نہ رو میری بٹی۔۔۔ آ۔۔۔آ۔۔۔ آ معلوم ہوتا ہے اسے بھوک لگی ہے
کہیں سے دودھ لے آؤ تھوڑا سا۔۔۔ آ۔۔۔آ۔۔۔آ

محمد: دیکھتا ہوں۔۔۔ جسنے کی جھونپڑی میں ہوگا اس کے بچوں کے لیے

مندری: جاؤ جلدی کرو۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔ آ نہ رو میری بٹی
تو میری بٹی ہے۔ میں تیری ماں ہوں۔۔۔

تیرے بابا دودھ لانے گئے ہیں، نہ رو میری بٹی
نہ رو میری لال۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔آ (محمد آتا ہے) لے آئے؟

محمد: ہاں تھوڑا سا مل گیا ہے۔۔۔ کام چل جائے گا

مندری: (دودھ میں انگلی ڈبو کر چٹاتی ہے) آ ہا بٹی دودو پیئے گی
مم مم پیئے گی

محمد: میرے اللہ نے میرے دل کی بات سن لی۔۔۔
کتنی آرزو تھی مجھے اولاد کی (ہنستا ہے) اب مجھے کوئی غم نہیں۔۔۔
میں اسے پالوں گا۔ اچھے کپڑے پہناؤں گا۔ اس کے لیے بازار سے کھلونے
لاؤں گا (بیوی سے) پلا دیا اسے دودھ، لاؤ اب ذرا میرے پاس دو اسے

مندری: لو۔۔۔

محمد: آہا۔۔۔ میری منی سی بٹیا۔۔۔

مندری: دیکھو ذرا سنبھل کر۔ بہت چھوٹی ہے۔ گردن کو جھٹکا نہ لگ جائے کہیں۔۔۔

محمد: ارے نہیں۔۔۔ کیا بچوں کو گود میں لینا نہیں آتا مجھے۔۔۔؟

مندری: ہاں جی۔۔۔ ویسے ہی بڑے بال بچے والے ہو۔۔۔

محمد: اب تک نہیں ہوا تو کیا ہوا۔۔۔ اب تو ہوں (ہنستا ہے)

مندری: ارے ارے۔۔۔ ابھی سے بچوں کو یوں کھڑا نہیں کرتے
بیٹھ جاؤ تم اور اسے یوں لٹا لو۔۔۔

محمد: (شرارت سے) اوہو۔۔۔ تم تو سچ مچ ماں ہو گئی ہو۔۔۔
بڑے تجربے کی بات کہہ رہی ہو۔۔۔

مندری: ہٹو۔۔۔تم کو مذاق سوجھ رہا ہے۔اپنی بہنوں کے بچے نہیں سنبھالے میں نے؟

محمد: اچھا یہ بتاؤ مندری۔۔۔اس بچی کو گود میں لینے سے دل میں کچھ عجیب سی گدگدیاں سی پیدا ہوتی ہیں نا۔۔۔مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے میں سچ مچ اس کا باپ ہوں

مندری: اب تو تم ہی اس کے باپ ہو۔۔۔تمہیں کو یہ ابا کہہ کر پکارے گی

محمد: (منہ بنا کر) ابا۔۔۔مجھے ابا کہہ کر پکارے گی میری بیٹی، تب تو میں خوشی سے پھول کر کھی کا ڈبہ ہو جاؤں گا

(دونوں ہنسنے لگتے ہیں)

کیا عجیب لگ رہا ہے آج۔۔۔ام میں سوچ رہا ہوں
مندری جب یہ۔۔۔لیکن اس کا نام کیا ہے۔۔۔؟

مندری: نام کیا ہوگا۔۔۔جو تم رکھ دو وہی اس کا نام ہے۔۔۔

محمد: پتہ نہیں یہ کس گھر میں پیدا ہوئی۔۔۔اس کے باپ کا کیا نام ہے اس کا مذہب کیا ہے

مندری: اے بچوں کا بھی کوئی مذہب ہوتا ہے جس کی گود میں پلتے ہیں وہی ان کا مذہب وہی ان کا دین۔۔۔

محمد: یہ بات تو ہے پھر بھی۔۔۔

مندری: اب تو یہ ہماری بچی ہے۔دیکھو کیسی ٹک ٹک دیکھ رہی ہے

محمد: (بچی سے مخاطب ہو کر) میں تو اپنی بچی کا نام۔۔۔(سوچتا ہے)
کیا نام رکھوں اس کا۔۔۔اوں، اوں، اوں
اس کا نام میں سسی رکھوں گا۔۔۔سسی (مندری سے)
اچھا ذرا سوچو تو۔۔۔جب سسی مجھے ابا کہہ کر پکارے گی تو کیا عجیب لگے گا

(ہنستا ہے) ابا (پھر ہنستا ہے) اور پھر میں تمہیں پکاروں گا، سسی کی اماں۔۔۔ اجی او سسی

مندری: ہٹو جاؤ۔۔۔مجھے چھیڑو نہیں۔۔۔

محمد: ارے اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔یہ تو ہوگا اور پھر۔۔۔
میری سسی بڑی ہوگی، میرے ساتھ گھاٹ پر کپڑے دھونے آیا کرے گی
میرا کھانا پکائے گی۔مجھے گرم گرم کھانا کھلایا کرے گی میں اس سے کہوں گا۔۔۔

مندری: (بات کاٹتے ہوئے) ہاں جی۔۔۔بس یہی کرتی رہے گی عمر بھر۔۔۔
اسے اپنے گھر تھوڑا ہی جانا ہے۔۔۔

محمد: اپنے گھر (سمجھتے ہوئے) او۔۔۔تمہارا مطلب ہے، اپنے دولہے کے گھر۔۔۔
(ہنستا ہے) ارے میں اس کی شادی ایسی دھوم سے کروں گا نا۔۔۔ایسی دھوم سے کہ بس۔۔۔برادری والے دیکھتے رہ جائیں، سارے بھنبھور میں، ایسی شادی نہیں ہوئی ہوگی اور جب میری سسی، دلہن بنے گی تو دیکھنا تم۔۔۔چاند شرمائے گا میری بٹیا کے روپ سے۔۔۔
وہ جو اپنے پاس بڑی زمیندارنی کے کپڑے آئے تھے نا ویسے ہی جوڑے بناؤں گا میں اپنی بیٹی کے لیے، کیسی پیاری لگے گی ان کپڑوں میں میری سسی، چھم چھم چھم چھم کرتی چلے گی۔۔۔آہا آہا آہا۔۔۔میرے دل میں تو عجیب گدگدیاں سی ہو رہی ہیں جی چاہ رہا ہے خوب ناچوں۔۔۔خوب گاؤں

مندری: (ہنستے ہوئے) دیوانے ہوئے ہو، ابھی سے خواب دیکھنے لگے بیٹی کی شادی کے ابھی تو یہ دو تین دن کی بھی نہیں۔۔۔

محمد: ارے دیکھتے دیکھتے دن گزر جاتے ہیں اور میں تو اپنی بچی کی شادی، بہت جلد کروں گا میرے دل کا اب یہی تو سب سے بڑا ارمان ہے۔۔۔

مندری: (ہنستے ہنستے) اچھا اچھا۔۔۔دیکھیں گے ابھی تو سولہ سترہ برس ہیں۔خدا کرے وہ دن ہمیں دیکھنا نصیب ہو۔۔۔

محمد: ارے خدا نے جب ہمیں یہ دن دکھایا تو وہ دن بھی دکھائے گا سولہ سترہ برس کی کیا بات ہے پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے

(موسیقی، جس سے وقت کے گذرنے کا تاثر پیدا ہو)

(پنّوں کا محل)

(پنوں سو رہا ہے خوشگوار دھیمے سروں میں کوئی دھن زددار آتا ہے)

زددار: سورج کی حکومت میں بھی سے رات کا عالم
ابھی تک سو رہے ہیں سرکار
(پنوں نیند میں جماہی لیتا ہے)
ارے ارے رے۔۔۔ابھی سوئے، بیٹے سرکار آپ جب تک سوتے رہیں گے،
انشاءاللہ ساری دنیا میں رات ہی رہے گی اور رات بڑی پیاری ہوا کرتی ہے
ٹھنڈی اور حسین۔۔۔بڑے حسین خواب دکھاتی ہے یہ، (ٹھنڈی سانس لیتا ہے)
لیکن یہ میرا شہنشاہ، حسن کا دادارہ عاشق بے ارادہ، خوابوں کی دنیا میں
کب سے پھر رہا ہے پاپیادہ (ٹھنڈی آہ بھر کر) اس کی قسمت میں کچھ نہیں
(پنوں پھر جماہی لیتا ہے)
اٹھئے میرے حضور۔۔۔صبح کی سینکڑوں کرنوں کا نور در دولت پر حاضری دے کر
بغیر اجازت سارے شہر میں پھیل چکا ہے

پنوں: (انگڑائی لیتے ہوئے) صبح ہوگئی زردار۔۔۔؟

زردار: جی سرکار۔۔۔اور یہ خاک، حکم کا تابعدار حضور کا خدمت گار
یعنی زردار نمک خوار صبح کی پہلی کرن سے ہمکنار، حضور کو بیدار کرنے کی سعئی بیکار
میں ہنوز برسرکار ہے

پنوں: (ہنستے ہوئے) تو لو ہم بھی ہو گئے بیدار

زردار: (آواز لگاتا ہے) باادب باملاحظہ ہشیار، برکار عظمت مدار جہانگیر و جہاندار
شہزادۂ نامدار، پنوں اپنی حقیر، فقیر پر تعصیر قابل صد تعزیر، خواب غفلت میں اسیر
یعنی بےنظیر رعایا کی توقیر بڑھانے کو بیدار ہو گئے ہیں

پنوں: (قہقہہ لگاتا ہے) آج تو معلوم ہوتا ہے تم نے صبح اٹھ کر کسی شاعر کا منہ دیکھا ہے

زردار: (نہایت ہی انکسار سے) آئینہ دیکھا تھا حضور

پنوں: اچھا تو تم شاعر بھی ہو۔۔۔!

زردار: (اسی انداز میں) پیدائشی شاعر حضور
جو بات بھی زبان سے نکل جائے شعر ہے

پنوں: خوب۔۔۔تو اے شاعر بے مہار یعنی زردار

زردار: ہمہ تن گوش ہے نمک خوار

پنوں: رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، بڑا ہی حسین خواب۔۔۔

زردار: تو میں اس کی تعبیر بتاؤں عزت مآب

پنوں: اچھا، تو شاعر لوگ نجومی بھی ہوتے ہیں

زردار: نجومی! حضور شاعر تو وہ ہوتا ہے جس کے تخیل میں ستارے کیا
حور و فرشتہ بھی اسیر ہوتے ہیں

پنوں: لیکن تم نے ابھی ہمارا خواب تو سنا نہیں، تعبیر کیا بتاؤ گے

زردار: حضور تعبیر بتانے کے لیے خواب جاننے کی ضرورت نہیں
شاعر کا دل تو جام جہاں نما ہوتا ہے، اس میں سب کچھ نظر آتا ہے
وہ بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوا، اور وہ بھی جو پیدا ہو کر کبھی کا مر چکا۔۔۔

پنوں: (ہنستے ہوئے) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چیز جو اس وقت دنیا میں موجود ہے
بس اسی کا شاعر کو علم نہیں ہوتا (قہقہہ لگاتا ہے)

زردار: نہیں حضور، وہ چیز جو دنیا میں موجود ہے اس کا دل سے کیا تعلق
وہ تو شاعر کی آنکھوں میں ہے دل تو غیب کا علم جانتا ہے بس۔۔۔

پنوں: خوب

زردار: تو فرمائیے حضور۔۔۔ پہلے آپ کا خواب بتاؤں یا اپنا

پنوں: اپنا خواب! تو کیا تم نے بھی کوئی خواب دیکھا ہے

زردار: خواب تو شاعر ہی دیکھا کرتا ہے حضور، دوسروں کے خواب تو
اسی کے خوابوں کا عکس ہوتے ہیں

پنوں: (ہنستے ہوئے) اچھا اچھا تو تم اپنا ہی خواب سنا دو، دیکھیں تم نے کیا خواب دیکھا ہے

زردار: (کھوئے ہوئے انداز میں) خواب آہاہاہا۔۔۔ بس کیا بتاؤں سرکار، وہ خواب نہیں تھا
وہ تو بس ایک کانچ کی دنیا تھی رنگ برنگی کانچ کی دنیا، اتنی حسین، اتنی نازک
کہ سانس لینے سے ٹوٹ جائے، میں تو بس دم سادھے ہوئے دیکھتا رہا۔۔۔

پنوں: ہاں تو اب بتا بھی۔۔۔ کیا دیکھا تو نے

زردار: حضور میں نے دیکھا (تصور کرتے ہوئے) میں نے دیکھا، اب میں کیا بتاؤں
سرکار جو میں نے دیکھا، میری تو نگاہیں خیرہ ہو گئیں چکا چوند ہو گئیں ایسی روشنی چھائی
آنکھوں میں کہ کچھ بھی نہ دیکھ سکا

پنوں: معلوم ہوتا ہے تو نے کوئی خواب واب نہیں دیکھا

زردار: دیکھا ہے حضور

پنوں: وہی تو ہم پوچھ رہے ہیں کہ کیا دیکھا ہے

زردار: وہی دیکھا ہے حضور جو آپ نے دیکھا ہے

پنوں: ہم نے کیا دیکھا

زردار: آپ نے وہی دیکھا ہے جو آپ کو دیکھنا چاہیے

پنوں: توبہ ہے کیا دیکھنا چاہیے ہمیں

زردار: آپ کو دیکھنا چاہیے حضور کہ آپ کے ابا حضور کی قدم بوسی کے لیے جو سوداگر آیا تھا
اور اس نے بھنبھور کے جس دھوبی کی لڑکی کا سراپا کھینچا تھا۔ آخر وہ حقیقت میں ہے کیسی

پنوں: (ہنستے ہوئے) زردار تم بہت ہشیار ہو، تم نے ہمارے دل کی بات جان لی
(ٹھنڈی سانس لیتا ہے) آہا۔۔۔ وہ لڑکی
(وقفہ) زردار

زردار: جی سرکار۔۔۔

پنوں: ہم اسے دیکھنا چاہتے ہیں

زردار: یہ کون سی بڑی بات ہے حضور

پنوں: (تڑپ کر) اچھا تو یہ ممکن ہے؟ کیسے۔۔۔

زردار: آنکھیں بند کر لیجئے آنکھیں بند ہوتے ہی سارے فاصلے ختم ہو جاتے ہیں
بیداری کا نام فراق
آنکھ لگی اور آپ ملے

پنوں: تمہیں تو ہمیشہ مذاق ہی سوجھتا ہے زردار ہم بھنبھور جانا چاہتے ہیں

زردار: تو چلیے۔۔۔

پنوں: چلیں کس طرح، ہمارے اطراف تو فلک بوس دیواریں کھڑی ہیں
زمین آسمان کے فاصلے حائل ہیں، ہم خود اپنی ذات میں اسیر ہیں
زردار (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) ہم کس طرح اس قید سے رہائی پا سکتے ہیں
کس طرح اس دیوار کو پھلانگ سکتے ہیں

زردار: دیوار پھلانگنے کی کیا ضرورت حضور۔۔۔راستے سے چلئے

پنوں: راستے سے۔۔۔تو تمہارے خیال میں اس قید خانے سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی ہے

زردار: کیوں نہیں پہلا راستہ تو یہی ہے جس سے میں یہاں آیا ہوں

پنوں: تم تو دیوانے ہو زردار۔۔۔بالکل پاگل۔۔۔
اگر اسی راستے سے ہم جا سکتے تو پہلے ہی نہ چلے جاتے

زردار: پہلے جائیں یا بعد میں۔۔۔حضور جانا تو اسی راستے سے پڑے گا

پنوں: (تنگ آ کر) اوں ہوں۔۔۔سوال یہ ہے کہ ہم اس تک پہنچیں گے کیسے؟
اسے اپنائیں گے کیسے

زردار: دنیا کی ہر چیز بدلتی رہتی ہے حضور، اسے اپنانے کا طریقہ بھی بدل سکتا ہے

پنوں: وہ کیسے۔۔۔؟

زردار: لیکن اس کے لیے پہلے آپ کو بدلنا ہوگا۔۔۔

پنوں: کیا مطلب۔۔۔؟

زردار: مطلب یہی ہے کہ آپ بدل جائیں تو دنیا بدل جائے گی

پنوں: پھر وہی، صاف صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہتے۔۔۔کیسے بدل جائے گی دنیا

زردار: بھنبھور میں آج کل ایک بڑا میلہ لگا ہے
آپ کے خوابوں کی شہزادی وہاں ضرور آئے گی
آپ بھی شکار کے بہانے یہاں سے چلے چلیں اور۔۔۔

پنوں: اور وہاں پہنچ کر اس سے ملیں گے کیسے۔۔۔؟

زردار: ہم بھی اس میلے میں ایک دکان لگا دیں گے۔ آپ سوداگر میں آپ کا نوکر۔۔۔

پنوں: ترکیب تو ٹھیک ہے۔۔۔لیکن ہم سوداگر بن سکتے ہیں

زردار: کیوں نہیں سر میں سودا ہو تو بس ہر شخص سوداگر ہے

پنوں: (ہنستے ہوئے) زردار، تم تو بہت دلچسپ آدمی ہو۔۔۔

زردار: آدمی ہوں یا نہیں حضور۔۔۔یہ میں نہیں جانتا البتہ دلچسپ ضرور رہنا چاہتا ہوں
یعنی دل سے چپکا ہوا

پنوں: اچھا اب مذاق ختم کرو، چلنے کی تیاری کرو، ہمیں جلد سے جلد بھنبھور پہنچنا ہے

(زردار جاتا ہے)

(سسی کا گھر مہری اور رتجھل دوڑتی ہوئی آتی ہے)

مہری اور رتجھل ---

سسی: کیا ہے --- کہاں سے دوڑی دوڑی آ رہی ہو ---

رتجھل: سسی آج میلے میں چلو گی --- ہم جا رہے ہیں

سسی: (خوش ہو کر) میلے میں --- (رک کر) لیکن --- میرے بابا اجازت نہیں دیں گے

مہری: اری بابا کی چوری سے چل --- ابھی آ جائیں گے --- سنا ہے وہاں ایک بہت بڑا سوداگر آیا ہے، بڑی عجیب عجیب سی چیزیں لایا ہے ---

سسی: اچھا ---

رتجھل: اری ہاں ہاں --- سنا ہے بہت بڑی دکان لگائی ہے

مہری: تو پھر چل، اٹھ نا

سسی: لیکن ---

مہری: لیکن ویکن کچھ نہیں ---

سسی: نہیں مہری، بابا سے پوچھنا ضروری ہے

رتجھل: اری کہہ دے میرے گھر جا رہی ہے

سسی: نہیں رتجھل میں جھوٹ نہیں بولوں گی، میرا دل ڈرتا ہے

مہری: (لٹک سے) آہا، بڑی آئی کمزور دل کی --- دولہے کے گھر کیسے جائے گی پھر ---

رتجھل: بنتی ہے رے، چاہتی ہے کہ ہم اس کی خوشامد کریں

سسی: نہیں رتجھل --- ایسی بات نہیں ہے

مہری: پھر کیا بات ہے ---؟

رتجھل: بات کیا ہو گی --- وہی بات ہے --- اچھا اب چلتی ہے یا نہیں بول (گدگداتی ہے) چل اٹھ

سسی: دیکھو مجھے چھیڑو گی تو میں نہیں جاؤں گی

مہری: سچ مچ (بن کر) ارے نہیں رے سسی --- تیرے بنا سارا میلہ اجاڑ لگ رہا ہے

سسی: اجاڑ لگے یا نہ لگے --- میں تو

رتجھل: (بناتے ہوئے) میں تو بہت نازک ہوں، چینی کی گڑیا دھکا لگا اور ٹوٹی

(دونوں ہنس پڑتی ہیں)

رتجھل: اری یہ دنیا بہت سخت دل ہوتی ہے۔ بالکل پتھر کی --- اس دنیا میں چینی کی گڑیا جیسی نازک نہیں رہے گی تو جینا مشکل ہو جائے گا

سسی: کچھ بھی ہو --- میں تو اپنے بابا سے پوچھے بنا کوئی کام نہیں کرتی

رتجھل: (ہنستے ہوئے) دنیا میں بہت سے کام ایسے کرنے پڑتے ہیں جن پر بابا کا کیا اپنا بھی اختیار نہیں ہوتا پگلی ---

سسی: کیا مطلب ---؟

رتجھل: لو --- اب مطلب سمجھاؤ اسے، کیسی نادان بنتی ہے

سسی: دیکھو مجھے ستاؤ نہیں زیادہ --- اگر تمہیں میلے میں چلنا ہے تو جلدی سے پوچھ آؤ بابا سے، ورنہ ---

مہری: (بن کر) ورنہ میں ابھی اپنے ان دیکھے پریتم کے خوابوں میں کھو جاتی ہوں

(دونوں ہنستی ہیں)

سسی: پھر وہی۔۔۔

مہری: کیا روٹھ گئی۔۔۔اچھا چل، اب نہیں چھیڑیں گے تجھے
میں تیرے بابا سے پوچھ آتی ہوں۔۔۔

پانچواں منظر

(میلہ۔۔۔لوگوں کا شور وغل، مختلف کھیل تماشوں کی آوازیں ابھر کر آہستہ آہستہ
پس منظر میں چلی جاتی ہیں)

پنوں: ہزار چہرے نظروں کے سامنے آئے اور گزر گئے لیکن وہ نہیں آئی۔۔۔
وہ نہیں آئے گی زردار۔۔۔

زردار: ناامید نہ ہوں سرکار۔۔۔ابھی ہمیں آئے دو ہی دن تو گزرے ہیں
اس دشت کی سیاحی میں تو ایک عمر گذارنی پڑتی ہے

پنوں: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عمر بھی یوں ہی گزر جائے گی
دل کی دھڑکن یوں ہی تیز ہوتی رہے گی اور ڈوبتی رہے گی اور
کسی کے قدموں کی چاپ اس سے ہم آہنگ نہ ہوگی
ہمارا خیال ہے اب واپس چلے چلیں۔۔۔

زردار: واپس خالی ہاتھ۔۔۔خالی ہاتھ تو کوئی دنیا سے بھی نہیں جاتا حضور۔۔۔

پنوں: دنیا سے جائیں یا نہ جائیں، بھنبھور سے تو خالی ہاتھ جانا پڑے گا

(یکا یک لڑکیوں کے قہقہے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں)

زردار: ہری کے ہاتھ ہزار ہیں، میرا خیال ہے حضور لڑکیوں کی اس ٹولی میں وہ ضرور ہوگی

پنوں: کل سے اسی طرح تمہارا خیال بھٹک رہا ہے۔۔۔بکواس ہے، سب بکواس

زردار: کہاں چلے سرکار۔۔۔

پنوں: اندر ڈیرے میں۔۔۔مجھے اب ان قہقہوں سے وحشت ہونے لگی ہے

(چلا جاتا ہے، لڑکیوں کے قہقہے رفتہ رفتہ قریب آتے ہیں)

زردار: آپ جائیں حضور، میرا تو یہ قہقہے سن کر گانے کو جی چاہتا ہے

(چیزیں بیچنا شروع کرتا ہے)

گانا

لے لو۔۔۔لے لو
لے لو۔۔۔لے لو
کہ میں ہوں سب کا خدمت گار
مرا شبھ نام۔۔۔میاں زردار
ہے میرا اتنا کاروبار
کہ میری دکان پر سرکار
جو کوئی آ جائے اک بار
تو بس پھر اس کا بیڑا پار۔۔۔میرے سرکار
کہ میں ہوں سب کا خدمت گار

(گانے کی آواز پس منظر میں چلی جاتی ہے لڑکیوں کے قہقہے ابھر آتے ہیں)

(زردار کے گانے کی آواز ابھر آتی ہے)

زردار: لےلو۔۔۔لےلو

لےلو۔۔۔لےلو

کہ یہ دنیا ہے ایک بازار

یہاں بس ہوتا ہے بیوپار

خریدے سارا جگ سنسار

نہ کوئی دوست نہ کوئی یار

فقط اک سکے کی جھنکار

اسی جھنکار پہ تن من وار۔۔۔میرے سرکار

کہ میں ہوں سب کا خدمت گار

لےلو۔۔۔لےلو

(لڑکیوں کے قہقہے ابھر آتے ہیں)

مہری: اے سنو تو (زردار گانا ختم کر دیتا ہے)

زردار: (دوڑ کر ہنستے ہوئے قریب آتا ہے) کیا چاہیے آپ لوگوں کو۔۔۔

رنجھل: کیا کیا ہے تمہارے پاس۔۔۔

زردار: سب کچھ ہے

مہری: نام تو بتاؤ۔۔۔

زردار: جی، میرا نام ہے زردار۔۔۔

مہری: (تنک کر) تمہارا نام کون پوچھتا ہے

زردار: تو پھر اپنے مالک کا نام بتاؤں۔۔۔پنوں ہے اس کا نام

مہری: (بگڑ کر) پھر وہی۔۔۔مذاق کرتے ہو ہم سے۔۔۔میں کہتی ہوں چیزوں کے نام بتاؤ۔۔۔

زردار: (سنجیدہ ہو کر) چیزوں کے نام۔۔۔اچھا، مالک سے پوچھ کر بتاتا ہوں

پنوں: (باہر نکل کر درشت لہجے میں) یہ کیا مسخرہ پن ہے، زردار

زردار: (دوڑ کر سرگوشیانہ انداز میں) یہی ہے وہ سرکار

پنوں: (چونک کر ہنستے ہوئے) کیا۔۔۔! (کھوئے ہوئے) پانی کی نیلگوں چادر پر کھلتے ہوئے کنول کے پھول سے زیادہ حسین۔۔۔

سسی: اوہ۔۔۔!

پنوں: (دوڑ کر قریب آتا ہے) کہیے

سسی: معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس مشک ہے

پنوں: کیوں نہیں (آواز دیتا ہے) زردار۔۔۔

زردار: یہ لیجئے سرکار۔۔۔

پنوں: لیجئے (زردار کے ہاتھ سے لے کر سسی کو دیتا ہے)

مہری: اری، ذرا دکھا تو۔۔۔

رنجھل: خوب ہے۔۔۔

پنوں: پسند آیا آپ کو

سسی: ایسی نایاب چیز کون پسند نہیں کرے گا۔۔۔اس کی قیمت

پنوں: قیمت۔۔۔(مسکراتے ہوئے) جو سسی دے دے۔۔۔

سسی: (چونک کر) جی۔۔۔؟

پنوں: میں نے عرض کیا نا۔۔۔

رنجھل: لیکن تمہیں سسی کا نام کیسے معلوم ہوا۔۔۔؟

پنوں: نام۔۔۔؟ ہاں۔۔۔جس طرح آپ نے یہ جان لیا کہ میرے پاس مشک ہے
مشک کہیں بھی ہو، پتہ چل ہی جاتا ہے

مہری: معلوم ہوتا ہے یہ بہت ویسا آدمی ہے۔۔۔

رنجھل: چل سسی چل، پھینک دے یہ مشک

سسی: لیکن۔۔۔

مہری: میں کہتی ہوں چل سسی

پنوں: (آواز دے کر) سسی

(تینوں چلی جاتی ہیں)

چلی گئی۔۔۔لیکن نہیں سسی، تم نگاہوں سے دور ہو کر، میرے دل میں آ گئی ہو،
اب میں تمہیں دل کی دنیا سے باہر نہیں جانے دوں گا۔ تمہیں اسی دل میں رہنا ہے سسی

زردار: سرکار۔۔۔میرا خیال ہے اب واپس مکران چلیں

پنوں: نہیں زردار۔۔۔اب ہم مکران نہیں جائیں گے، اب ہم مکران نہیں جائیں گے۔ نہیں
سسی میری ہے میں سسی کو ضرور حاصل کروں گا۔۔۔

زردار: (مشک اٹھاتا ہے) یہ مشک۔۔۔!

پنوں: (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) مشک۔۔۔! ہاں اس کی چاند جیسی ہتھیلی کی لطافت، اس کی

ریشمی انگلیوں کا لمس، اس کے نفس کی حرارت محفوظ ہے اس میں
لیکن میں اسے یہ مشک دے آؤں گا زردار۔۔۔یہ مشک اس نے مجھ سے مانگا تھا
خوشبو کو پھول سے الگ نہیں رہنا چاہیے۔ خوشبو پھول سے الگ نہیں رہ سکتی

(غمگیں موسیقی کا ایک لہرا)

چھٹا منظر

(سسی اپنے گھر میں۔۔۔یکایک چراغ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ جاتا ہے۔۔۔
سسی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل جاتی ہے)

مندری: (دور سے) کیا ہوا سسی۔۔۔

سسی: (دامن کو لگی ہوئی آگ کو بجھاتے ہوئے) کچھ نہیں ماں
چراغ ہاتھ سے چھوٹ گیا

مندری: (قریب آتے ہوئے فکر سے) ارے ارے شعلہ تو بجھا دامن کا۔۔۔!

سسی: (چونک کر) شعلہ (آگ بجھاتی ہے)

مندری: ذرا دھیان رکھا کر بیٹی، چراغ کو دامن سے دور رکھنا چاہیے۔
خدانخواستہ آگ لگ جاتی تو۔۔۔

سسی: (خفیف سی پژمردہ ہنسی) تو۔۔۔تو کیا ہوتا

مندری: اے کیسی باتیں کرتی ہے خدا نہ کرے ایسا ہو۔۔۔

سسی: ایسا ہوتا تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے ماں

مندری: اختیار میں تو نہیں بیٹی۔۔۔لیکن۔۔۔لیکن آج ایسی باتیں کیوں کر رہی ہے تو
پگلی۔۔۔چل اٹھ، اندھیرا بڑھ گیا ہے۔ دوسرا چراغ جلا لے

سسی: گھر میں آج میرا جی گھبرا رہا ہے۔ آج گرمی بھی بہت ہے

مندری: تیرا جی گھبرا رہا ہے تو کچھ دیر باہر چاندنی میں بیٹھ لے میں چراغ جلا لیتی ہوں

(سسی جاتی ہے)

(آہستہ آہستہ بانسری کی آواز ابھرتی ہے)

پنوں: سسی

سسی: کون۔۔۔اوہ آپ!

پنوں: مرا آنا تمہیں ناگوار تو نہیں گزرا (سسی خاموش رہتی ہے) میں۔۔۔ میں یہ مشک۔۔۔

سسی: (بات کاٹ کر) یہ۔۔۔یہ کیوں لے آئے آپ۔۔۔

پنوں: اس لیے کہ اسے تم نے مجھ سے مانگا تھا۔۔۔

سسی: مگر۔۔۔آپ

پنوں: میرا نام پنوں ہے۔۔۔

سسی: پنوں۔۔۔(وقفہ)

پنوں: سسی (خاموش رہ جاتا ہے)

سسی: کہتے کہتے رک کیوں گئے۔۔۔

پنوں: (جذباتی ہو کر) سسی، میں کس طرح تمہیں اپنے دل کی بات بتاؤں

سسی: پنوں۔۔۔دل کی بات دل ہی میں رہے تو اچھا ہے دل کی باتیں کبھی پوری نہیں ہوتیں

پنوں: سسی

سسی: تم بہت بڑے آدمی ہو۔۔۔سسی ایک دھوبی کی لڑکی ہے

پنوں: تم کچھ سہی۔ تم میرے نزدیک ان شہزادیوں سے بھی برتر ہو جو اپنی کنیزوں کے جھرمٹ میں بیٹھی چاند کی طرح بے پرواز ندگی گزارتی ہیں

سسی: چاند زمین سے بہت اوپر ہے پنوں۔۔۔اس کی دنیا ہی اور ہے سسی کا اس سے کیا مقابلہ۔ سسی تو کسی گھاٹ کا ایک پتھر ہے جو دن رات موجوں کے تھپیڑے سہتا رہتا ہے

پنوں: میں جانتا ہوں سسی۔۔۔لیکن ایک ڈوبنے والے کو گھاٹ کا پتھر ہی سہارا دیتا ہے میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا۔۔۔

سسی: پنوں۔۔۔میں اب تمہیں کیسے بتاؤں

پنوں: تم اپنے بارے میں کچھ نہ سوچو سسی۔۔۔محبت سوچ کی حدوں سے پرے جنم لیتی ہے محبت کی دنیا میں سوچ کا کوئی دخل نہیں۔۔۔

سسی: پھر بھی۔۔۔زمین کا آسمان سے کوئی رشتہ نہیں پنوں

پنوں: (زیرلب مسکراتے ہوئے) ادھر دیکھو۔۔۔آسمان زمین کی خاطر جھک گیا ہے زمین اور آسمان گلے مل رہے ہیں۔۔۔

سسی: یہ صرف ہماری نظر کا دھوکا ہے۔ زمین اور آسمان کہیں نہیں ملتے۔۔۔

پنوں: زمین کے ذروں کی کشش کبھی کبھی ستاروں کو اپنی جگہ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیتی ہے ستارہ ٹوٹ پڑتا ہے۔۔۔

سسی: ستارہ ٹوٹتا ہے تو وہ روشنی سے بھی محروم ہو جاتا ہے پنوں۔۔۔

پنوں: محبت قربانی چاہتی ہے سسی۔۔۔ستارہ بہہ جان کر ہی آسمان سے ٹوٹتا ہے
کہ اسے اپنی روشنی کی بھینٹ دیتی ہوگی۔۔۔

سسی: لیکن روشنی ہی زندگی ہے پنوں۔۔۔

پنوں: زندگی ایک موت پر ختم نہیں ہوتی سسی۔۔۔ ہر موت کے بعد
ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے دوسری زندگی کرنے کے لیے انسان کو
ایک موت سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔

سسی: لیکن۔۔۔

پنوں: کچھ نہ سوچو سسی۔۔۔میری طرف دیکھو

پنوں: (سوچتے ہوئے) رشتہ برادری میں ہوتا ہے
تو۔۔۔(جیسے کوئی ترکیب ذہن میں آتی ہو)

سسی: یہ ناممکن ہے۔۔۔

پنوں: لیکن۔۔۔لیکن میں کب تمہاری برادری سے باہر ہوں

سسی: (چونک کر) تم۔۔۔یعنی تم پنوں۔۔۔

پنوں: ہاں سسی۔۔۔

سسی: (محبت سے) پنوں۔۔۔

پنوں: سسی۔۔۔میری سسی۔۔۔میں کل ہی تمہارے بابا سے ملوں گا

سسی: میرے بابا مان جائیں گے

پنوں: انہیں کیا اعتراض ہوگا (سسی سسکیاں لینے لگتی ہے)

ارے تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔

سسی: کچھ نہیں پنوں۔۔۔یونہی آنکھوں میں آنسو آ گئے

پنوں: لاؤ۔۔۔میں تمہارے آنسو پونچھ دوں۔۔۔

ساتواں منظر

(موسیقی)

(مندری اور محمد بیٹھے باتیں کر رہے ہیں)

مندری: ہاں تو وہ زردار کہہ رہا تھا کہ اس کا مالک، کیا نام بتایا تھا اس کا۔۔۔

محمد: پنوں

مندری: ہاں پنوں۔۔۔وہ اپنی ہی برادری کا ہے۔۔۔
کچھ پیسہ ویسہ کما لیا تو یہ دھندا چھوڑ کر تجارت کرنے لگا ہے
اللہ نے اس میں بھی اسے خوب دیا۔ کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔
سسی اور پنوں کی جوڑی کیسی رہے گی۔۔۔؟

محمد: میں نے برادری میں ذکر چھیڑا تھا۔ ان لوگوں کو تو کوئی اعتراض نہیں لیکن۔۔۔
بات صرف اتنی ہے کہ کوئی اسے جانتا نہیں۔ دوسرے شہر کا ہے ایک ہی بات
میری سمجھ میں آتی ہے کہ اسے آزما کر دیکھا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں
منہ کو کالک لگ جائے اور برادری والے ناک بھوں چڑھائیں۔۔۔

مندری: اے جی برادری والوں کا اتنا بھی کیا پاس۔۔۔
ہمیں اپنی بچی کی زندگی دیکھنی ہے۔ برادری والوں سے کیا لینا ہے۔
پنوں کھاتا پیتا ہے سسی پھول جیسی رہے گی اس کے گھر میں۔۔۔

محمد: ہاں یہ بات تو ہے پھر بھی۔۔۔ہمیں رہنا تو یہیں ہے نا۔۔۔

مندری: ارے اپنا کیا ہے۔۔۔اور سسی کے سوا اپنا کون ہے کہ برادری والوں کو منہ دکھانا پڑے

محمد: ٹھیک ہے لیکن۔۔۔برادری میں اگر کہیں کوئی شادی مہمانی ہو تو وہ لوگ
محمد کو کبھی نہیں بھولتے۔ ہر بات کا فیصلہ محمد کی رائے سے کرتے ہیں
بھلا میں کیسے ان کی رائے بنا یہ کام کرلوں۔۔۔

مندری: اچھا۔۔۔جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔۔۔کچھ الٹا سیدھا ہو گیا تو میں ذمہ دار نہیں

محمد: الٹے سیدھے کی اس میں کیا بات ہے۔ پنوں کو میں گاہکوں کے کپڑے دھونے
کو دیتا ہوں۔ سارا بھید خود بخود کھل جائے گا۔ اگر وہ اپنی برادری کا ہے تو گاہکوں
کو کوئی شکایت نہیں ہوگی میرا خود جی چاہتا ہے کہ میں پنوں کو اپنا بیٹا بنالوں
اگر یہ بات غلط نہیں نکلی تو اگلے ہی مہینے اس کے سر سہرہ بندہ جائے گا۔۔۔

(موسیقی)

(پنوں سر جھکا کر بیٹھ جاتا ہے۔۔۔زردار آتا ہے)

زردار: السلام وعلیکم۔ دھوبی صاحب کپڑے دھوڈالے سب

پنوں: (چپ رہتا ہے)

زردار: ارے اتنے چپ چپ کیوں ہو۔۔۔دھوبی کو چپ نہیں رہنا چاہیے
گھر میں باتیں کرتے رہنا چاہیے اور گھاٹ پر چھوا چھو۔۔۔چھوا چھو

پنوں: مذاق نہ کرو زردار

زردار: آہا۔۔۔یہ عشق ہی کم بخت ایسی بلا ہے آدمی کسی کام کا نہیں رہتا۔۔۔
ابھی کچھ ہے ابھی کچھ۔۔۔آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے۔ میرے سرکار اب تو سسی مل گئی

سمجھو نا۔۔۔اب تو اس کی خاطر آپ شہزادے سے دھوبی ہو گئے

پنوں: (زہر قند سے) ہاں دھوبی۔ اپنے عشق کا آخری امتحان اور اس میں بھی ہم ناکام رہے

زردار: کپڑے تو دھلے پڑے ہیں۔۔۔ناکام کہاں رہے

پنوں: سب پھٹ گئے ہیں۔۔۔

زردار: کیا کہا۔۔۔سب پھٹ گئے یعنی۔۔۔دھوبی کا گدھا گھر کا رہا نہ گھاٹ کا

پنوں: یہی سمجھو۔۔۔(ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے) اپنی قسمت ہی ایسی ہے

زردار: تو پھر۔۔۔کیا سوچا آپ نے

پنوں: سوچیں کیا۔۔۔یہی سوچ رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔۔۔؟

زردار: اجازت ہو تو کچھ میں بھی سوچوں۔۔۔

پنوں: سوچو نا۔۔۔منع کس نے کیا ہے لیکن خدا کے لیے مذاق نہ کرو۔۔۔
ہم اس وقت بہت پریشان ہیں

زردار: یہ بھی کوئی پریشانی کی بات ہے حضور۔۔۔

پنوں: پھر وہی۔۔۔ہم کہتے ہیں مذاق مت کرو۔۔۔

زردار: حضور۔۔۔ایک بات عرض کروں

پنوں: کہو۔۔۔

زردار: دیکھیے نا۔۔۔اللہ نے آج آپ کو شہزادے سے دھوبی بنا دیا۔ اب بھی آپ اپنے
آپ کو ہم کہتے ہیں۔ میرا تو کچھ نہ بگڑے گا سرکار۔۔۔ادھر ادھر آپ کے
برادری والے بہت ہیں۔ ڈرتا ہوں کہیں وہ بگڑ نہ جائیں اور وہ بگڑے تو سمجھ لیجیے

کہ سارا کام بگڑ گیا۔۔۔

پنوں: زردار۔۔۔تم جتنے ہوشیار ہو۔۔۔اتنے بے وقوف بھی ہو خدا کے لیے چپ رہو۔۔۔

(خاموشی)

زردار: سرکار

پنوں: (چپ رہتا ہے)

زردار: میں نے عرض کیا۔۔۔سرکار

پنوں: (تنگ آکر) اوں۔۔۔کیا ہے

زردار: ایک۔۔۔ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔ اجازت ہو تو۔۔۔

پنوں: کہو بھی۔۔۔

زردار: ان کپڑوں میں ایک ایک اشرفی رکھ دیجیے۔۔۔

پنوں: اشرفی رکھ دوں۔۔۔وہ کیوں؟

زردار: اشرفی۔۔۔یعنی روپیہ، پیسہ ہے نا سرکار۔۔۔ یہ ہر مرض کی دوا ہے۔ کپڑے والے اشرفی پا کر خوش ہو جائیں گے اور سب کے تہہ بند ہو جائیں گے

پنوں: زردار۔۔۔تم عقلمند ضرور ہو۔۔۔

زردار: لیکن اتنا ہی بے وقوف بھی

پنوں: (قہقہہ لگاتا ہے) ارے وہ تو ہو ہی۔۔۔اچھا چلو اس کام کو جلدی سے نپٹا لیں

(دونوں ہنستے ہیں)

نواں منظر

جام صاحب: (الجھ کر) اگلے مہینے اس کی شادی ہو رہی ہے اور ہماری مرضی کے بغیر۔۔۔ کون لڑکی ہے وہ۔۔۔؟

نوتو: سنا ہے کسی دھوبی کی لڑکی ہے ابا حضور۔۔۔

جام صاحب: (غصے میں) کیا کہا۔۔۔؟ دھوبی کی لڑکی۔۔۔کیا وہ بھول گیا وہ ایک بادشاہ کا بیٹا ہے اس بادشاہ کا بیٹا جس کے نام سے زمین لرزتی ہے، آسمان کانپ اٹھتا ہے۔ جس کی ٹھوکر میں یہ دنیا راستے کے کنکر کی طرح پڑی ہے نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کی رگوں میں جام کا خون گردش کر رہا ہے والئ مکران کا خون اتنا سستا نہیں ہو سکتا۔۔۔

نوتو: یہ جھوٹ نہیں ہے ابا حضور۔۔۔یہ واقعہ ہے

ہوتو: اس نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ابا حضور ہمیں کہیں کا نہ رکھا

نوتو: یہ ذلت ہے ابا حضور۔۔۔یہ تذلیل ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی

نوتو: پنوں نے ہمارے خاندانی وقار، ہمارے بزرگوں کی ناموس، ہمارے جاہ وجلال کی تاریخ کو ایک دو ٹکے والی عورت کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ اس نے ہمارے آباؤاجداد کے مقبروں کو گھاٹ کے ایک حقیر پتھر سے ڈھا دیا۔ اس نے اس محل کو مکران کی حکومت کو، ہماری رعایا کی تقدیر کو ایک دھوبن کی مسکراہٹ پر قربان کر دیا۔

جام صاحب: (غصے سے چیخ پڑتا ہے) ہوتو، خاموش ہو جاؤ۔۔۔خاموش ہو جاؤ ہوتو۔۔۔ ہم یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آج پنوں نے ہمارے تاج کو ایک دھوبن سے ٹھوکر لگوائی ہے۔ ہمارے منہ پر کیچڑ دے ماری ہے۔ جاؤ اسی وقت تم دونوں

بھنبھور جاؤ اور جس عالم میں بھی پنوں ملے اسے لے آؤ۔۔۔

(موسیقی۔۔۔شادی کا گیت، عورتوں کے قہقہے، باتیں وغیرہ)

(موسیقی)

(سسی اور پنوں حجلۂ عروسی میں)

پنوں: سسی آنکھیں کھولو سسی۔۔۔دیکھو تمہارا پنوں تمہارے سامنے ہے۔تمہارے پنوں نے تمہیں جیت لیا ہے سسی اپنی ان خمیدہ پلکوں کو ذرا اوپر اٹھاؤ۔۔۔مجھے ان آنکھوں میں جھانکنے دو سسی، جن میں میرے اور صرف میرے خواب رقصاں ہیں۔آج تم دلہن بن کر میری زندگی میں آئی ہو۔تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے، یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے۔۔۔میں کیا بتاؤں سسی، میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔آج دنیا کا گوشہ گوشہ میرے کانچ کے سپنوں کی طرح حسین ہے۔ہر طرف دھنک کے رنگ پھوٹ رہے ہیں۔ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے آج زندگی کو اپنا فطری حسن مل گیا ہے
آنکھیں کھولو سسی۔۔۔دیکھو یہ رنگ تمہارے اطراف رقص کر رہے ہیں۔چاند کے اطراف ہالہ سا بن گیا ہے۔۔۔

سسی: (آنکھیں کھولتے ہوئے) پنوں۔۔۔

پنوں: یوں ہی میرا نام لیتی رہو سسی، یوں ہی میرا نام لیتی رہو۔۔۔میرا نام اسی آواز کا محتاج تھا اسی آواز کی تلاش تھی اسے۔۔۔تم میرا نام لیتی ہو تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اس نام میں جان پڑ گئی ہے۔۔۔

سسی: پنوں۔۔۔

پنوں: سسی، میری سسی۔۔۔

سسی: پنوں۔۔۔آج بھی آسمان پر چاند کی محفل سجی ہے

پنوں: اور زمین پر بھی تو سسی۔۔۔چاند آج آسمان پر بھی ہے اور زمین پر بھی۔۔۔
آج دنیا کل سے زیادہ خوبصورت ہے سسی۔۔۔

سسی: آج بھی چاند ہنس رہا ہوگا۔۔۔

پنوں: کیوں نہیں جھروکے میں سے چھن کر آتی ہوئی ان کرنوں کو دیکھو۔۔۔
ایسا لگتا ہے جیسے چاند مبارک باد کا سندیسہ بھیج رہا ہے۔۔۔

سسی: پنوں۔۔۔تم نے میری خاطر بہت دکھ اٹھائے
میری خاطر تم نے ان ہاتھوں سے وہ کام لیا جن سے یہ نجات پا چکے تھے

پنوں: کوئی بات نہیں سسی۔۔۔تمہاری خاطر میں ہر کام کر گزرنے کو تیار تھا۔۔۔
آج ان ہاتھوں سے زیادہ خوش قسمت کون ہوگا کہ انہیں تمہارے ہاتھوں کا لمس نصیب ہو گیا ہے۔آہ۔۔۔یہ ہاتھ۔۔۔یہ انگلیاں جیسے کسی نرم و نازک شاخ پر گلاب کا پھول کھلا ہوا ہو۔۔۔

(یکایک چراغ گر کر ٹوٹ جاتا ہے)

سسی: (ہلکی سی چیخ) یہ کیا ہوا۔۔۔؟

پنوں: کچھ نہیں سسی۔۔۔میرا ہاتھ لگنے سے چراغ گر گیا

سسی: دوسرا چراغ جلا لو پنوں۔۔۔اندھیرے میں میرا جی گھبراتا ہے۔۔۔

پنوں: ابھی جلا لیتا ہوں اندھیرے کا کیا خوف ایک معمولی سا چراغ بھی اسے بھگا دیتا ہے

(چراغ جلاتا ہے)

لو چراغ جل گیا۔۔۔اندھیرا بھاگ گیا (ہنستا ہے) ڈرپوک کہیں کا۔۔۔

(دروازے پر دستک ہوتی ہے)

پنوں: کون۔۔۔؟

زردار: میں زردار ہوں مالک۔۔۔

پنوں: (دروازہ کھولتا ہے) کیا بات ہے زردار۔۔۔

زردار: حضور آپ کے بھائی آگئے ہیں مکران سے۔۔۔

پنوں: ہوتو اور نوتو۔۔۔

زردار: ہاں۔۔۔اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں

پنوں: کوئی خاص بات۔۔۔؟

زردار: کوئی خاص بات نظر تو نہیں آتی۔۔۔دونوں بڑے خوش خوش نظر آرہے تھے

پنوں: انہیں شادی کا علم ہو گیا ہے غالباً۔۔۔

زردار: ہاں۔۔۔لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ اس شادی سے ناراض نہیں۔۔۔

پنوں: ہونہہ۔۔۔اور اگر ناراض بھی ہوں تو میرا کیا بگاڑ لیں گے۔۔۔

سسی: کیا بات ہے پنوں۔۔۔کون آیا ہے

پنوں: میرے بھائی آئے ہیں

سسی: تمہارے بھائی

پنوں: ہاں۔۔۔شادی پر نہ آسکے۔۔۔اب آئے ہیں
تمہیں ان سے مل کر خوشی ہوگی سسی۔۔۔اچھا ابھی انہیں لے کر آتا ہوں

ہوتو نوتو: پنوں۔۔۔(گلے ملتے ہیں)

پنوں: ہوتو نوتو۔۔۔کیسے آگئے آپ یہاں۔۔۔کیا ابا جان کو میری شادی کی خبر ہوگئی؟

ہوتو: ہاں بالکل۔۔۔

پنوں: ناراض تو نہیں ہوئے۔۔۔

نوتو: ناراضگی کی اس میں کیا بات تھی شادی کہیں نہ کہیں ہونی تھی۔افسوس بس یہی رہا کہ ہم تمہاری شادی میں شریک نہ ہو سکے۔۔۔

ہوتو: کم از کم اطلاع تو کر دیتے پنوں۔۔۔

پنوں: (ہنستے ہوئے) کچھ ایسی جلدی میں ہو گیا سارا کام کہ وقت ہی نہ ملا۔پھر سوچا جانا تو وہیں ہے اس لیے شادی کی کوئی رسم بھی پوری نہیں کی۔آپ لوگوں کے بغیر رسومات میں کیا لطف آسکتا تھا۔۔۔آئیے۔۔۔اپنی بھابی کو تو دیکھئے۔۔۔

نوتو: نہیں پنوں۔۔۔ہم ایسی روکھی پھیکی شادی،اپنے شایاں شان نہیں سمجھتے۔۔۔ بھابی کو کیا منہ دکھائیں گے۔۔۔

ہوتو: ہم تو یہ سوچ کر آئے ہیں کہ دوبارہ تمہاری شادی کر دیں۔۔۔

پنوں: دوبارہ۔۔۔

نوتو: کسی اور سے نہیں۔۔۔مطلب یہ کہ یہاں ایک شاندار جشن ہونا چاہیے

پنوں: اس کی اب کیا ضرورت ہے۔۔۔

ہوتو: نہیں پنوں۔۔۔بھابی کیا سوچیں گی کہ ہم لوگ آئے اور یوں ہی منہ دیکھ کر چلے گئے

پنوں: تو پھر آپ کے کیا ارادے ہیں۔۔۔

نوتو: ارادے کیا ہوں گے کل ہماری طرف سے تم دونوں کی دعوت

وہیں ہم بھابی کو دیکھیں گے۔۔۔

پنوں: جیسی آپ کی مرضی

نوتو: تو اب ہم چلتے ہیں

پنوں: کچھ دیر تو ٹھہرئے۔۔

نوتو: نہیں اب چلتے ہیں۔۔۔اب تم آرام کرو۔۔۔کل ملیں گے۔۔۔خدا حافظ

(موسیقی)

(پس منظر میں کوئی خوشگوار دھن)

(قہقہے)

ہوتو: لیجئے بھابی۔۔۔یہ چندن ہار میری طرف سے

پنوں: سسی یہ ہوتو ہیں۔۔۔میرے بڑے بھائی

نوتو: اور یہ جوڑے۔۔۔میری طرف سے

پنوں: یہ نوتو ہیں۔۔۔ہوتو سے چھوٹے۔۔۔

ہوتو: اچھا آیئے اب کھانا کھائیں

(شادیانوں کی آوازیں اونچی ہوجاتی ہیں)

پنوں: اب معلوم ہو رہا ہے کہ ہماری شادی ہوئی ہے۔۔۔آیئے

(بیٹھتے ہیں)

ہوتو: پنوں۔۔۔تم ہم دونوں سے چھوٹے ہو۔۔۔تم نے جو ہمیں شادی پہ نہیں بلایا نا
اس لیے ہم نے سوچا ہے کہ ہم اس کا بدلہ لیں تم سے۔۔۔

پنوں: کیا مطلب۔۔۔

ہوتو: مطلب یہ کہ تم اور بھابی ایک دوسرے کو کھانا کھلاؤ گے

پنوں: (ہنستا ہے) نا نا، بھائی۔۔۔یہ مجھ سے نہ ہوگا

نوتو: بھابی۔۔۔آپ کو تو یہ کرنا ہوگا (سسی شرما جاتی ہے، شرمیلی ہنسی)
ارے آپ شرما گئیں۔۔۔اچھا تو دونوں ایک ہی پلیٹ میں کھائیں

پنوں: ہاں۔۔۔یہ ہو سکتا ہے۔آؤ سسی۔۔۔ہم تم ساتھ کھائیں
ہمارے بھائیوں کی خوشی یہی ہے (ہنسی)
ارے اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔۔۔دیکھو نہیں تو وہ ناراض ہوجائیں گے

ہوتو: ہاں بھئی۔۔۔یہ تو خفا ہونے کی بات ہے (ہنستے ہیں)

نوتو: کھایئے بھابی۔۔۔

پنوں: ہاں ہاں۔۔۔لو سسی شروع کرو
(دونوں کھانا کھاتے ہیں)
(منہ میں نوالہ) آپ لوگ بھی شروع کریں

نوتو ہوتو: ہم بھی کھا رہے ہیں

(شادیانوں کی آوازیں ابھر آتی ہیں)

سسی: پنوں، پنوں۔۔۔

پنوں: سسی سسی یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔
سسی سسی (خود پنوں کی آواز بھی ڈوبنے لگتی ہے) سسی سسی۔۔۔

ہوتو: (سرگوشیانہ انداز میں) دونوں اونگھنے لگے۔۔۔زردار تو قابو میں ہے نا؟

نوتو: جی ہاں وہ اب بھنبھور کی حدوں سے باہر نکل چکا ہوگا

ہوتو: یہ موقع اچھا ہے۔۔۔جلدی کرو۔۔۔اٹھالو پنوں کو۔۔۔

نوتو: تم ذرا دیکھتے رہنا۔۔۔کوئی دیکھ نہ لے

ہوتو: میں ادھر دیکھ رہا ہوں۔۔۔تم اپنا کام کرو۔۔۔باہر اونٹ تیار ہیں نا۔۔۔

نوتو: بالکل

(موسیقی)

(سسی اپنے ماں باپ کے گھر میں)

سسی: (نیند سے بیدار ہوتے ہوئے) پنوں پنوں۔۔۔

مندری: (خوشی سے چیخ کر) سسی ہوش میں آگئی۔۔۔

محمد: ہوش میں آگئی میری بیٹی۔۔۔

سسی: میں کہاں ہوں۔۔۔کہاں ہوں میں۔۔۔پنوں (اٹھ بیٹھتی ہے)

مندری: تم میرے پاس ہو سسی۔۔۔اپنی ماں کے پاس۔۔۔اپنے گھر میں۔۔۔

سسی: پنوں کہاں ہے۔۔۔؟

محمد: پنوں چلا گیا بیٹی۔۔۔

مندری: وہ اپنے بھایوں کے ساتھ چلا گیا ہے بیٹی۔۔۔

سسی: پنوں پنوں

مندری: (تقریباً چیخ کر) سسی۔۔۔یہ آنکھیں پھاڑے تو کیا دیکھ رہی ہے
بیٹی تجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔

سسی: (خاموش رہتی ہے)

مندری: (پھر چیخ پڑتی ہے) سسی۔۔۔

محمد: سسی، بیٹی۔۔۔

سسی: (اسی عالم میں) آسمانوں سے کوئی فرشتہ اتر رہا ہے وہ میری طرف آ رہا ہے۔۔۔

مندری: (رو پڑتی ہے) وہ آ کر چلا گیا میری بیٹی۔۔۔
اب آسمانوں سے کوئی فرشتہ نہیں اترے گا۔۔۔(چیختی ہے) سسی۔۔۔سنتی ہو

سسی: (نحیف آواز میں) کوئی میرے کانوں میں کہہ رہا ہے۔۔۔

مندری: سسی۔۔۔

سسی: اپنی سہیلیوں کے ساتھ نہ کھیل۔ یہ سسی، یہ کھیل، یہ رنگ رلیاں تیرے لیے نہیں ہیں

مندری: کیا ہو گیا ہے میری بیٹی کو۔۔۔سنتے ہو۔۔۔بت ہے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔

محمد: (روتے ہوئے) مندری۔۔۔میں نے سوچا تھا ایسی شادی کروں گا اپنی بیٹی کی
کہ سارا بھنبھور دیکھتا رہ جائے گا۔ میری بیٹی کا روپ دیکھ کر چاند شرما جائے گا۔۔۔
بڑی زمیندارنی جیسے کپڑے پہناؤں گا، اپنی دلہن بیٹی کو۔۔۔آج وہ دن میں نے
دیکھ لیا مندری۔۔۔آج مجھے میرے خواب کی تعبیر مل گئی دیکھو۔۔۔سارا بھنبھور
مجھے حیرت سے تک رہا ہے ہر چیز میری قسمت پر رشک کر رہی ہے
میں کتنا خوش نصیب ہوں۔۔۔کتنا خوش نصیب ہوں۔۔۔

(قہقہہ لگاتا ہے)

مندری: کیا ہو گیا ہے تم کو۔۔۔سسی کے بابا

(قہقہے جاری رہتے ہیں)

سسی سنتی ہے، دیکھ رہی ہے اپنے بابا کو، سسی۔۔۔

سسی: (کچھ دیر چپ رہ کر چیخ پڑتی ہے) بابا---

محمد: (ہنستے ہوئے) آ میری بیٹی---آج ہم دونوں مل کر ہنسیں، تو بھی ہنس بٹیا---
میں بھی ہنستا ہوں (پھر ہنس پڑتا ہے)

سسی: (پھر چیختی ہے) بابا---

محمد: پنوں چلا گیا میری بیٹی---پنوں ہمیشہ کے لیے چلا گیا---
سسی قہقہے لگا، تیرا سہاگ اجڑ گیا---ہمیشہ کے لیے تو برباد ہوگئی میری بیٹی
اسی دن کے لیے تو میں زندہ تھا۔ تو زندہ تھی--- ہنس لے---
خوب جی بھر کے ہنس لے---پھر یہ دن کبھی نہیں آئے گا (پھر ہنس پڑتا ہے)

سسی: (سوچتے ہوئے) پنوں چلا گیا---چلا گیا پنوں---
نہیں وہ نہیں جا سکتا---میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گی (چیخ پڑتی ہے) پنوں---
(دوڑ کر گھر سے نکل پڑتی ہے)

پنوں---پنوں---پنوں---

(رتجھل اور مہری دوڑتی ہوئی آتی ہیں)

رتجھل اور مہری: سسی سسی---

مہری: سنو سسی---

رتجھل: سسی کہاں جا رہی ہو---

(قریب آ کر)

کہاں جا رہی ہو تم---

سسی: پنوں---پنوں چلا گیا رتجھل---

رتجھل: چلا گیا---

سسی: ہاں---جانے دو مجھے---

مہری: لیکن وہ کہاں چلا گیا---

رتجھل: کیوں چلا گیا ہے وہ---

سسی: میں نہیں جانتی---میں بھی جا رہی ہوں---

مہری: کہاں جاؤ گی تم---

سسی: جانے دو مجھے---

مہری: نہ جاؤ سسی---اپنے گھر چلو سسی---

سسی: نہیں مہری---تم جاؤ، تم اپنے گھر جاؤ---سسی کا اب کوئی گھر نہیں ہے
سسی کا اب دنیا میں کوئی نہیں ہے---سسی صرف پنوں کی ہے
سسی پنوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی---مجھے جانے دو---

رتجھل: نہ جاؤ سسی---رک جاؤ---سسی

سسی: چھوڑو مجھے (آواز دیتی ہے) پنوں---پنوں---
(دوڑتی ہے---دور تک پنوں پنوں کی آوازیں فضا میں گونجتی رہتی ہیں)

(موسیقی)

ہوتو: تیز چلو ساربان---بہت تیز---

نوتو: ہمیں جلد سے جلد بھنبھور کی حدوں سے باہر نکل جانا ہے---

پنوں: (ہوش آتا ہے) سسی سسی---

ہوتو: (چونک کر) پنوں ہوش میں آ رہا ہے۔۔۔اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہے۔۔۔نوتو اسے وہ دوائی اور سنگھا دو۔۔۔

(موسیقی)

(سسی جنگلوں میں بھٹکتی پھر رہی ہے)

سسی: پنوں، پنوں، پنوں۔۔۔

(طوفانی ہوا کی آوازیں)

سسی: پنوں، تم کہاں ہو پنوں، کس سے تمہارا پتہ پوچھوں۔۔۔ پہاڑ چپ ہیں۔۔۔ ہوائیں بھی کچھ نہیں بتاتیں۔۔۔آسمان خاموش ہے۔سورج مجھے حیرت سے تکتا ہوا چپ چاپ گزر رہا ہے۔ مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا۔۔۔ مجھے کوئی نہیں بتاتا۔۔۔ پنوں کہ تم کہاں ہو۔۔۔تمہارا قافلہ کس راستے سے گزرا ہے (زمیں سے لپٹ جاتی ہے) زمیں پر تمہارے اونٹوں کے قدموں کے نشان بھی نہیں۔۔۔میں کیسے تمہیں ڈھونڈوں پنوں۔۔۔ (رونے لگتی ہے) پنوں۔۔۔

گڈریا: کون۔۔۔؟

سسی: پنوں آ گئے تم۔۔۔

گڈریا: میں پنوں نہیں ہوں۔۔۔کہاں سے آئی ہے تو

سسی: تم پنوں نہیں ہو۔۔۔

گڈریا: کیا ہو گیا ہے تجھے۔۔۔

سسی: پانی (سر اٹھا کر) بھائی۔۔۔ذرا سا پانی ملے گا بڑی پیاس لگی ہے مجھے۔۔۔آہ پانی

گڈریا: (زیرلب مسکراتا ہے) سندری کو پانی چاہیے

سسی: ہاں۔۔۔خدا بھلا کرے گا بھائی تمہارا۔۔۔پلا دو، دو گھونٹ پانی۔۔۔

گڈریا: خدا تو بھلا کرے گا ہی لیکن۔۔۔(ہنستے ہوئے) تم بھی تو کچھ بھلا کر دو۔۔۔

سسی: (جیسے حلق میں کانٹے آ گئے ہوں) کیا۔۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔

گڈریا: (قہقہہ لگاتے ہوئے) مطلب کی تو ساری دنیا ہے۔۔۔ میں کیا کہتا ہوں، چھوڑ یہ پنوں ونوں کی رٹ۔۔۔چل میرے ساتھ۔۔۔

سسی: کہاں۔۔۔

گڈریا: جنگل میں منگل منائیں گے۔۔۔

سسی: (غصے سے) کمینے۔۔۔ذلیل۔۔۔

گڈریا: (ہنستے ہوئے) کتنے میٹھے۔۔۔کتنے پیارے الفاظ ہیں یہ۔۔۔چل آ۔۔۔

سسی: چھوڑ مجھے چھوڑ۔۔۔(گڈریا پھر قہقہہ لگاتا ہے)

گڈریا: گر پڑی۔۔۔

سسی: آہ پانی۔۔۔مجھے پانی پلا دے ایک گھونٹ، خدا کے لیے مجھے پانی پلا دے۔۔۔ میرا حلق۔۔۔!

گڈریا: اچھا تو ٹھہر یہاں۔۔۔میں ابھی پانی لے آتا ہوں۔۔۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ہاں

(دوڑ کر جاتا ہے)

سسی: اللہ۔۔۔میرے اللہ۔۔۔میری عزت تیرے ہاتھ ہے، میری حفاظت کر میرے خدا

اے آسمان ٹوٹ پڑ۔۔۔اے زمیں پھٹ جا
تا کہ میں تیری گود میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سوجاؤں۔۔۔

(یکا یک زمیں پھٹتی ہے اور سسی چیخ لگاتی ہوئی، پنوں پکارتی ہوئی اس میں اتر جاتی ہے)

(طوفان کے تاثرات)

پنوں: (چیختے ہوئے نیند سے بیدار ہوجاتا ہے) سسی۔۔۔

(ہوتو اور نوتو کے قہقہے)

ہوتو: ارے یہ تو بالکل ہوش میں آگیا

نوتو: کیا کر رہے ہو پنوں۔۔۔

پنوں: چھوڑ دو مجھے۔۔۔تم میرے بھائی نہیں ہو۔۔۔دشمن ہو

ہوتو: (اطمینان سے) نوتو۔۔۔چھوڑ دو اسے تھوڑی دور جا کے خود واپس آجائے گا۔۔۔

(پس منظر میں طوفان کے اثرات جاری ہیں)

پنوں: (عماری پر سے کود پڑتا ہے) سسی سسی۔۔۔

(سسی سسی کی آوازیں دور ہوتے ہوئے طوفان میں ڈوب جاتی ہیں)

(موسیقی)

پنوں: (پنوں چیختا ہوا جنگلوں میں پھر رہا ہے) سسی سسی (وقفہ)
تم نے میری سسی کو تو نہیں دیکھا۔۔۔(چونک کر) یہ کیا ہے
کس کی قبر ہے۔۔۔کون ہو تم۔۔۔

گڈریا: یہ قبر اسی کی ہے (رو پڑتا ہے)

پنوں: (چیخ کر قبر سے لپٹ جاتا ہے) سسی۔۔۔میری سسی۔۔۔

گڈریا: اس نے دعا مانگی زمین پھٹ گئی اور وہ اس میں سما گئی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

پنوں: اوہ (روتے ہوئے چیخ پڑتا ہے)
سسی او خدا رحم کر۔۔۔کرم کر مجھ پر۔۔۔مجھے اپنی سسی کے پاس پہنچا دے۔۔۔
میرے خدا۔۔۔سن لے میری فریاد میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔
میرے لیے بھی زمین کے دل میں جگہ پیدا کر دے، سسی۔۔۔

(یکا یک زمین شق ہوتی ہے اور پنوں چیخ لگاتے ہوئے سسی پکارتے ہوئے اس میں سما جاتا ہے)

(موسیقی)

جام تماچی

کردار

جام تماچی	نوری
مہراں	شہناز
دودو	تاغی
گلنار	نازو
ماں	

o

(گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز۔۔۔یکا یک دور سے گانے کی آواز سنائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ قریب آتی جاتی ہے۔گھوڑے ٹھہر جاتے ہیں نوری کشتی کھیلتے ہوئے گا رہی ہے)

گانا

(آہستہ آہستہ گانے کی آواز دور چلی جاتی ہے)

دودو: کیا سوچنے لگے آپ حضور۔۔۔

تماچی: کچھ نہیں دودو۔۔۔بہت سریلی آواز ہے اس لڑکی کی
دیکھو۔۔۔دور بہتی ہوئی کشتی میں کیسی عجیب
کتنی پراسراری لگ رہی ہے۔وہ بالکل اس طرح دکھائی دے رہی جیسے
چاند خود کشتی میں اتر آیا ہو۔۔۔

دودو: (ہنستا ہے) یہ سب آپ کا حسن نظر ہے سرکار فطرت خود اتنی حسین نہیں ہے
جتنا انسان نے اسے حسین بنا دیا ہے۔اچھا چلئے۔۔۔
ہمارے سپاہی انتظار کر رہے ہوں گے

تماچی: چلو۔۔۔

(گھوڑوں کے تیز ٹاپوں کی آواز۔۔۔آہستہ آہستہ دور ہوتی جاتی ہے)

(موسیقی)

دوسرا منظر

نازو: حضور۔۔۔

تماچی: (جیسے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ جائے) اوں۔۔۔کیا ہے

نازو: وزیراعظم دودو باریابی چاہتے ہیں۔۔۔

تماچی: ان سے کہہ دو اس وقت ہم تنہائی چاہتے ہیں

نازو: جو حکم سرکار۔۔۔

(موسیقی کی ایک لہر)

تماچی: کیا ہے کیوں آئی ہو۔۔۔

نازو: حضور وزیراعظم دودو۔۔۔

تماچی: (بات کاٹتے ہوئے) ان سے کہہ دو ہم آج بھی کسی سے نہیں ملیں گے

(موسیقی کی ایک لہر)

نازو: وزیراعظم دودو، درِدولت پر حاضر ہیں۔۔۔

تماچی: (الجھ کر) ہم کسی سے نہیں مل سکتے۔ہم کسی سے ملنا نہیں چاہتے کہہ دو
جب تک ہم یاد نہ کریں کوئی یہاں نہ آئے۔۔۔
(نازو خاموش کھڑی رہتی ہے)
سنا نہیں ہم نے کیا کہا؟ جاؤ ان سے کہہ دو۔۔۔

نازو: جو حکم سرکار۔۔۔(جانے لگتی ہے)

تماچی: (توقف سے) نازو

نازو: جی سرکار۔۔۔

تماچی: انہیں اندر بھیج دو

(نازو چلی جاتی ہے)

(زیرلب) شاید دودو ہمیں کوئی راہ سمجھا سکے دودو کو ضرور معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے

(دودو آتا ہے)

دودو: حضور والا۔۔۔

تماچی: ہمیں افسوس ہے، دودو کہ تین دن سے ہم نے تمہیں باریابی کا موقع نہیں دیا ہم بہت پریشان ہیں دودو۔۔۔

دودو: خدانخواستہ حضور۔۔۔کوئی خاص فکر۔۔۔؟

تماچی: اس دن جب ہم شکار پر گئے تھے۔وہ لڑکی جو کشتی میں گا رہی تھی جانتے ہو تم اسے۔۔۔؟

دودو: وہ ایک مچھیرے کی بدنصیب لڑکی نوری تھی حضور۔۔۔

تماچی: بدنصیب۔۔۔

دودو: جی ہاں سرکار۔۔۔آج سے چند سال پہلے اسے کوڑھ کی بیماری تھی اس مرض نے اسے اتنا کریہہ المنظر بنا دیا تھا کہ لوگ دور سے دیکھ کر بھاگ جاتے تھے،لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے جسم سے بدبو آتی تھی،اس کے روئیں روئیں سے پانی رستا تھا اور اس پر ہمیشہ مکھیاں منڈلاتی رہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ لوگوں نے اسے اور اس کے ماں باپ کو گاؤں سے بھی نکال دیا تھا۔۔۔

تماچی: پھر۔۔۔؟

دودو: جب دنیا کا ہر دروازہ اس پر بند ہوگیا تو قدرت نے اسے اپنی آغوش میں پناہ دی یہ چھوٹا سا خاندان ایک پہاڑی کے دامن میں بس گیا وہیں خدا کے فضل سے یہ مرض

اس سے دور ہوگیا۔۔۔اس کے جسم کی بدنما سفیدی آہستہ آہستہ اس کا حسن بن گئی اور وہ لوگ پھر گاؤں میں آگئے لیکن قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ آج بھی لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں اسے قریب آنے نہیں دیتے۔۔۔لوگوں کے اس رویئے نے نوری کو تنہائی پسند بنا دیا ہے اور وہ اپنی تمام ویرانیوں کو سمیٹے عرصے سے الگ تھلگ زندگی گزار رہی ہے۔۔۔

تماچی: (ٹھنڈی سانس لے کر) بہت دل خراش داستاں ہے اس لڑکی کی (سوچتے ہوئے) دودو۔۔۔اگر ہم اسے اپنا لیں؟

دودو: آپ۔۔۔حضور والا۔۔۔!

تماچی: کیا ہرج ہے اس میں۔۔۔ہمارا یہ اقدام لوگوں کے لیے ایک درس ہوگا

دودو: خیال تو بہت مناسب ہے حضور والا لیکن۔۔۔ ملکہ مہراں اور ملکہ شہناز۔۔۔

تماچی: ان کی ہمیں چنداں فکر نہیں۔۔۔کوئی ایسی صورت پیدا کرو کہ وہ بھی ہماری ملکہ بن جائے ہم اس کی زندگی بدل دینا چاہتے ہیں

دودو: یہ کوئی مشکل تو نہیں ہے حضور۔۔۔آپ چاہیں تو زمین بھی آسمان ہو سکتی ہے کل ہی میں اس کے باپ کو بلاؤں گا اور اس سے بات کروں گا۔۔۔

تماچی: نہیں۔۔۔اسے بلاؤ نہیں بلکہ خود جا کر اس سے بات کرو۔۔۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کی بڑائی کا احساس ہو

تیسرا منظر

(موسیقی کی آواز آہستہ آہستہ مچھیروں کے گانے کی آواز میں بدل جائے)

گانا

ہم ہیں مچھیرے

(گانا پس منظر میں جاری رہتا ہے)

گلنار: (دوڑتی ہوئی آتی ہے) نوری۔۔۔اے نوری۔۔۔

نوری: کیا ہے۔۔۔

گلنار: کچھ سنا تو نے۔۔۔وزیر آیا ہے اپنے گاؤں میں۔۔۔

نوری: کون وزیر۔۔۔کلو چاچا کا بیٹا۔۔۔!

گلنار: ارے نہیں۔۔۔اپنے بادشاہ کا وزیر۔۔۔

نوری: اونھ۔۔۔تو میں کیا کروں۔۔۔جا تو مچھلیاں پکڑ۔ میرے پاس کیوں آئی ہے
تیرے ماں باپ دیکھ لیں گے تو بوٹی بوٹی الگ کر دیں گے تیری۔۔۔
بھول گئی وہ دن جب تو میرے ساتھ بیٹھی تھی تیرا باپ تجھے کس طرح
گھسیٹتا ہوا لے گیا تھا جا۔۔۔دور چلی جا مجھ سے۔۔۔

گلنار: اری اب تو سارا گاؤں تیرا ہوگا۔۔۔

نوری: کیا بکتی ہے۔۔۔

گلنار: سچ کہتی ہوں نوری۔۔۔وہ جو وزیر آیا ہے نا۔۔۔
وہ تیرے ہی گھر میں بیٹھا ہے۔۔۔

نوری: (جیسے یقین نہ آتا ہو) کیا کہہ رہی ہے تو۔۔۔؟

گلنار: ہاں ہاں۔۔۔وہ تیرے بابا سے باتیں کر رہا ہے، میں ان کی باتیں سن کر آ رہی ہوں
(سرگوشیانہ) وہاں تیری شادی کی باتیں ہو رہی ہیں

نوری: پاگل تو نہیں ہوگئی ہے۔۔۔

گلنار: اری پاگل تو اب تو ہو جائے گی خوشی کے مارے۔۔۔تو اب ملکہ بننے والی ہے
جام تماچی کا پیغام لے کر آیا ہے وہ۔۔۔

نوری: سمجھ میں نہیں آتا تو کیسی باتیں کر رہی ہے

گلنار: سمجھ میں آ جائے گا، بہت جلد سمجھ میں آ جائے گا۔۔۔وہ دیکھ۔۔۔تیری ماں بھی
آ رہی ہے ادھر۔۔۔اچھا میں چلتی ہوں

(گلنار جاتی ہے)

نوری: ماں۔۔۔

ماں: ہاں بیٹی۔۔۔آج خدا نے ہماری طرف دیکھا ہے

(نوری ماں سے لپٹ جاتی ہے)

نوری: (رونے لگتی ہے) ماں۔۔۔

ماں: ارے رو رہی ہے تو۔۔۔ہنس پاگل۔۔۔تیری پھوٹی قسمت بن گئی۔۔۔
تو ملکہ بن رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔۔۔میری بیٹی ملکہ

(آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں)

نوری: پھر تو کیوں رو رہی ہے۔۔۔

ماں: یہ خوشی کے آنسو ہیں بیٹی۔۔۔ان آنسوؤں کے ساتھ جیون بھر کے غم ڈھل رہے ہیں
یہ آنسو دل کے داغ دھونے والے آنسو ہیں بیٹی۔۔۔
(آنسو پونچھتی ہے) چل۔۔۔تیرا بابا تیری راہ دیکھ رہا ہے۔۔۔

چوتھا منظر

(موسیقی۔۔۔شہنائی)

تماچی: نوری

نوری: عالم پناہ۔۔۔

تماچی: ہمیں تماچی کہو نوری۔۔۔ہم اس وقت بادشاہ نہیں
صرف تماچی ہیں۔۔۔ہمیں صرف تماچی کہو۔۔۔

نوری: آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے
ذرے کو سورج بنا دیا ہے آپ نے۔۔۔

تماچی: نہیں نوری۔۔۔تم خود ایک آفتاب ہو، قدرت نے تمہیں وہ حسن عطا کیا ہے
کہ محسوس ہوتا ہے بنانے والے نے تمہاری ذات میں اپنے آپ کو سمو دیا ہے
جی چاہتا ہے بس تمہیں دیکھتے ہی رہیں۔۔۔
صبح سے شام تک۔۔۔پہروں۔۔۔برسوں۔۔۔

نوری: آپ۔۔۔آپ۔۔۔

تماچی: جب ہم نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا اسی وقت سے تم ہمارے دل و دماغ پر
چھائی ہوئی ہو۔تم کشتی میں بیٹھی اپنے گیت میں کھوئی ہوئی چلی جا رہی تھی
آسمان پر چاند چپ چاپ تمہارے ساتھ ساتھ چل رہا تھا
اپنی کرنوں کا مورچھل جھلتا ہوا۔۔۔تم چلی جا رہی تھیں اور ہم کنارے پر
خاموش کھڑے اس وقت تک تمہیں دیکھتے رہے، جب تک تم ہمیں نظر آتی رہیں
پھر تمہاری کشتی ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئی اور ہم اپنی آنکھوں میں تمہیں بسائے

اپنے محل کی ویرانیوں میں واپس لوٹ آئے۔یہ محل اس دن سے آج تک ویران تھا
نوری۔۔۔اب تم آئی ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے بہار آ گئی ہو جیسے ساری کائنات ہمارے
محل میں سمٹ آئی ہو۔۔۔

(موسیقی)

پانچواں منظر

(مہران اور شہناز بیٹھی باتیں کر رہی ہیں)

شہناز: جب سے وہ مچھیرن ملکہ بن کر آئی ہے۔۔۔ہم عالم پناہ کے دیدار کو ترس گئے۔۔۔
سمجھ میں نہیں آتا اس نے ایسا کیا جادو کر دیا ہے ان پر۔۔۔
تم کیا سوچ رہی ہو مہران۔۔۔؟

مہران: سوچ رہی ہوں۔۔۔اس کانٹے کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔۔۔

شہناز: کوئی ایسی ترکیب سوچو مہران کہ جس نے اسے ذرے سے آفتاب بنایا وہی اسے
راستے کے پتھر کی طرح ٹھوکر لگا دے۔۔۔یہ ہماری سراسر توہین ہے کہ ہم
بادشاہ زادیاں ہو کر۔۔۔اس محل کی تقدیر ہو کر، اس کے رحم و کرم کے محتاج رہیں۔۔۔
آج ہم دونوں کا غم ایک ہے،ہم دونوں ایک ہی آگ میں جل رہے ہیں۔۔۔
کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ یہ آگ اسے جلا کر بھسم کر دے۔۔۔

شہناز: یہ آگ ابھی اسے نہیں جلا سکتی مہران۔۔۔یہ کام بہت ہی آہستہ آہستہ ہوگا۔
ابھی اسے ملکہ بنے کچھ ہی مہینے ہوئے ہیں۔کچھ دن صبر کرو عالم پناہ کا نشہ تو ٹوٹنے دو
پھر دیکھو میں کیا کرتی ہوں۔۔۔ایسا مزہ چکھاؤں گی اس نیچ ذات کی عورت کو کہ ہوش
ٹھکانے آ جائیں گے۔۔۔

مہران: سنا ہے آج حضور والا نے تمہیں یاد کیا ہے۔۔۔تو
کچھ سوچا تم نے۔۔۔؟

شہناز: یہی تو میں سوچ رہی تھی کہ آج مجھے ان سے اس کے بارے میں کیا کہنا چاہیے۔

مہران: ہم دونوں کے درمیان یہ ڈائین کہاں سے کود پڑی سمجھ میں نہیں آتا
اسے کس طرح ٹھکانے لگاؤں۔۔۔

شہناز: تم بھی کوئی ترکیب سوچ رکھو۔۔۔لیکن تم جذباتی بہت ہو۔۔۔اس لیے اپنے دل کی
ہر بات پہلے مجھے ضرور بتا دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پھینکے ہوئے جال سے وہ نکل
جائے اور ہم خود اپنے جال پھنس جائیں۔۔۔تم جانتی ہو عالم پناہ اسے جنون کی حد تک
چاہتے ہیں۔ یہ جنون حد سے گذر گیا تو ہم پر قیامت بن کر بھی ٹوٹ سکتا ہے
اس لیے اس کام میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔۔۔

مہران: مجھ سے تو یہ احتیاط نہیں برتی جا سکے گی شہناز۔۔۔
اس لیے تم ہی کرو اس سلسلے میں کچھ۔۔۔میں ہر طرح تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں

شہناز: ٹھیک ہے۔۔۔میں نے ایک ترکیب سوچ لی ہے۔۔۔

مہران: کیا۔۔۔

شہناز: کان ادھر لاؤ۔۔۔

(کچھ کھسر پھسر کرتی ہے)

کیسی رہے گی یہ ترکیب؟ اوں۔۔۔

مہران: تمہارے خیال میں تیر نشانے پر بیٹھے گا۔۔۔؟

شہناز: تم دیکھتی جاؤ بس۔۔۔میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے

بادشاہوں کی کمزوری ان کی بادشاہت ہی میں پنہاں ہوتی ہے۔۔۔

نازو: ملکہ شہناز۔۔۔آپ کو بادشاہ سلامت نے یاد فرمایا ہے۔۔۔

(موسیقی)

چھٹا منظر

(مچھیروں کا وہی گیت پس منظر میں جاری رہے)

گانا

تماچی: کتنے مہینوں کے بعد تم یہاں آئی ہو۔۔۔سچ سچ بتاؤ تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے
یہ گندے اور غلیظ لوگ تمہیں عزیز ہیں اب۔۔۔

نوری: عزیز کیوں نہیں ہوں گے حضور۔۔۔میری رگوں میں یہی خون گردش کر رہا ہے۔۔۔
میرے ضمیر میں یہیں کی مٹی گندھی ہوئی ہے
میری زندگی نے دنیا میں پہلی بار اسی گندھے ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں
میں انہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔۔۔

تماچی: کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔اگر ہم ان لوگوں کو اس ماحول سے نجات دلا دیں؟
انہیں جاگیریں عطا کر دیں ان کی زندگی کا ڈھانچہ ہی بدل دیں۔۔۔

نوری: زندگی کا ڈھانچہ بدلنے سے یہ تو نہیں بدل جائیں گے حضور۔۔۔
نوری میں آج تک کیا تبدیلی آسکی ہے جو ان میں آجائے گی
آپ نے میرے کہے بغیر ہی جو احسانات ان پر کئے ہیں، یہ سادہ دل لوگ
اسی پر بہت خوش ہیں۔ وہی ان لوگوں کے لیے بہت ہے حضور۔۔۔
مزید احسانات کا بوجھ شاید یہ برداشت نہ کر سکیں۔۔۔

تماچی: اچھا۔۔۔جب تم یہاں رہتی تھیں تو ہم نے سنا تھا کہ کچھ لوگوں نے تمہارے ساتھ بڑی زیادتی کی تھی۔تمہیں گاؤں سے دھکے مار کر نکال دیا تھا۔۔۔ تم بتا سکتی ہو وہ کون لوگ تھے۔۔۔

نوری: آپ انہیں جان کر کیا کیجئے گا۔۔۔

تماچی: ہم ان سے تمہارا انتقام لیں گے انہیں زندہ دفن کروا دیں گے۔۔۔

نوری: اس سے کیا حاصل حضور۔۔۔وہ دن تو گزر گئے، ان دنوں کا کرب بھی اب دل سے جاتا رہا میں نے ان لوگوں کو آپ کی کنیز بننے سے پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔۔۔

تماچی: نوری۔۔۔

نوری: عالم پناہ۔۔۔

تماچی: دیکھو پھر تم نے ہمیں اسی طرح مخاطب کیا۔۔۔؟
نوری ہم کتنی بار کہہ چکے ہیں کہ جب ہم تمہارے پاس ہوتے ہیں تو بادشاہ نہیں رہتے ہم صرف تماچی ہوتے ہیں۔تم ہمارا نام لیتے ہوئے کیوں جھجکتی ہو۔۔۔

نوری: آپ۔۔۔آپ بادشاہ ہیں حضور اور میں۔۔۔

تماچی: محبت کی دنیا میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی فرق نہیں رہتا نوری۔۔۔محبت ان دنیاوی حد بندیوں سے بہت دور۔۔۔آزاد فضا میں سانس لیتی ہے۔تمہاری اس پر تکلف گفتگو سے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تم نے ابھی تک تماچی کے دل میں جھانک کر نہیں دیکھا۔تم ایک بار اس دل میں اتر کر دیکھو تم دیکھو گی کہ تماچی کا دل نوری کے وجود کا آئینہ ہے۔اس میں صرف تمہارا عکس ہے نوری۔۔۔

نوری: یہ بات نہ کہیے حضور۔۔۔آپ کے دل پر اوروں کا بھی حق ہے۔۔۔

مہران اور شہناز کے لیے بھی اس دل میں جگہ ہونی چاہیے۔۔۔وہ بھی عورتیں ہیں اور عورت کی جگہ مرد کے دل ہی میں ہوتی ہے ورنہ عورت ایک زندہ لاش کے سوا اور کچھ نہیں رہتی۔۔۔مہران اور شہناز بھی میری بہنیں ہیں آپ ان سے بے پروائی نہ برتا کریں وہ باشادہ زادیاں ہیں۔۔۔ناز و نعمت میں پلی ہیں
ان کے دل مجھ سے زیادہ نازک اور حساس ہیں۔اگر مجھے کوئی صدمہ پہنچا تو میں برداشت بھی کر سکتی ہوں۔۔۔لیکن وہ۔۔۔

تماچی: نوری۔۔۔

نوری: ہاں عالم پناہ انہیں یہ احساس نہ ہونے دیجئے کہ آپ نے مجھے عزت بخشی تو وہ کہیں کی نہ رہیں میں تو ایک مچھیرے کی لڑکی ہوں۔۔۔
میری حیثیت میں اگر کچھ فرق آ بھی گیا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوگی لیکن ان کے لیے یہ بات موت سے کم نہیں۔۔۔

تماچی: تم کتنے بڑے دل کی مالک ہو نوری۔۔۔نوری آج سے تم نے ہمیں اپنا اور بھی گرویدہ بنا لیا ہے۔آج تم ہم سے کچھ مانگو۔۔۔آج تم کہو گی تو ہم تمہارے لیے آسمان کے تارے بھی توڑ کر لا دیں گے۔۔۔

نوری: مجھے صرف آپ کے قدموں کی خاک چاہیے حضور۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔

تماچی: تم تو بلا وجہ انکساری برت رہی ہو۔۔۔اگر تم خود کچھ نہیں مانگتیں تو ہم اپنی طرف سے تمہیں کچھ دیں گے۔۔۔ہم چاہتے ہیں تمہارے ابا جان کو اپنی سلطنت کا وزیر بنا دیں

نوری: (چونک کر) عالم پناہ۔۔۔

تماچی: ہاں نوری اس میں ہرج ہی کیا ہے۔۔۔وہ جہاں دیدہ انسان ہیں

ہمارے بزرگ ہیں ان سے بڑھ کر ہماری بھلائی اور کون چاہے گا
دودوا نہیں کچھ دنوں میں سارے رموز مملکت سمجھا دے گا۔۔۔

نوری: عالم پناہ۔۔۔اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں تو یہ آپ کی بہت بڑی غلطی ہوگی اور آپ جانتے ہیں کہ بادشاہ کی ایک غلطی کی سزا سیکڑوں ہزاروں انسانوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔خدا کے لیے ان ہزاروں جانوں پر رحم کیجئے جن کے دل کی دھڑکنیں آپ کے اشارے کی محتاج ہیں۔۔۔
میرے بابا جہاں دیدہ سہی۔۔۔بزرگ سہی لیکن وہ سیاست داں تو نہیں وہ سکتے۔۔۔ وہ آپ کی بھلائی ضرور چاہیں گے لیکن قوم اور ملک کی بھلائی کو تو وہ نہیں سمجھ سکتے یہ کام صرف وزیر اعظم دودو ہی کر سکتے ہیں۔یہ کام کوئی مچھیرا نہیں کر سکتا۔۔۔
آج آپ کو یہ کیسی بات سوجھ گئی، میں تو کبھی اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی حضور آپ نے ان پر یہ کیا کم احسان کیا ہے کہ ان کی بیٹی کو اپنے قدموں میں جگہ دے دی۔

تماچی: تم واقعی بہت بلند عورت ہو نوری۔۔۔آج ہمیں احساس ہوگیا کہ پستیوں میں بھی ایسی بلندیاں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ انہیں تسخیر نہیں کیا جاسکتا آج تم نے ہمیں فتح کر لیا ہے نوری تم نے ہمیں جیت لیا۔۔۔

(موسیقی)

ساتواں منظر

(مہران اور شہناز باتیں کر رہی ہیں)

شہناز: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسی عورت ہے۔آخر اس میں ایسی کیا بات ہے کہ عالم پناہ روز بہ روز اس کے گرویدہ ہی ہوتے جاتے ہیں۔اس دن تم نے جو ترکیب سوچی تھی وہ بھی کارگر نہیں ہوئی۔سیر سے واپس آکر تو بادشاہ سلامت اور بھی اس کے دیوانے ہو

گئے ہیں۔وہ اس کے لیے ندی کنارے ایک محل بھی بنوا رہے ہیں اور اس محل کا نام بھی وہ نوری کے نام پر رکھ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے سیر کے دوران میں انہوں نے اس سے کچھ پوچھا ہی نہیں۔۔۔

مہران: پوچھا تو ضرور ہوگا شہناز۔۔۔کیوں کہ میں نے جب ان کے کان میں یہ بات ڈالی تھی تو ان کے تیور کچھ بگڑے ہوئے بھی تھے، بادشاہ آخر بادشاہ ہی ہوتا ہے شہناز۔۔۔
وہ ہر بات برداشت کر سکتا ہے لیکن کوئی ایسی بات برداشت نہیں کر سکتا جو اس کی بادشاہت پر حرف لائے ان چند لمحوں میں تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ نوری کو بالکل بھول گئے ہیں وہ انہیں صرف ایک مچھیرن نظر آرہی تھی۔۔۔

شہناز: پھر سیر سے واپس آنے کے بعد وہ اتنے کیوں بدل گئے

مہران: میرا خیال ہے۔ہم نوری کو جتنی نادان سمجھتے ہیں وہ اتنی نادان اور بھولی نہیں، اس نے بھولپن کا صرف روپ دھارا ہے۔وہ حقیقت میں بہت ہوشیار عورت ہے۔مجھے یقین ہے اس نے عالم پناہ سے ایسی باتیں کی ہوں گی کہ ہمارا جھوٹ کھل گیا۔۔۔

شہناز: پھر اب کیا سوچ رہی ہو تم۔۔۔

مہران: میں نے کہا تھا نا۔۔۔یہ کام بہت آہستہ آہستہ ہوگا۔۔۔
اس کا اثر اتنے جلدی زائل نہیں ہوسکتا

شہناز: تو اب زندگی بھر ہمیں اسی طرح جلنا کڑھنا پڑے گا۔۔۔

مہران: زندگی بھر کیوں۔۔۔یہ چند دنوں کی بات ہے شہناز۔۔۔میں اگر چاہوں تو اسے ایک دن میں اپنے راستے سے ہٹا دوں۔۔۔لیکن میں عجلت سے کام لینا نہیں چاہتی۔۔۔
اس میں ہماری بدنامی کا بھی اندیشہ ہے ویسے میں جانتی ہوں کہ شاہی محل کی کوئی بدنامی

زیادہ دنوں تک بدنامی نہیں رہتی۔۔۔اطراف میں کچھ دن چہ میگوئیاں ضرور رہتی ہیں لیکن پھر یہ آوازیں وقت کی آواز تلے دب بھی جاتی ہیں اور وقت کی آواز ہماری آواز کا دوسرا نام ہے۔۔۔

شہناز: تو پھر تم اس بدنامی سے کیوں ڈر رہی ہو۔۔۔کر گذرو جو کچھ کرنا ہے۔۔۔ اس تین پیسے کی چھوکری کے لیے اتنی سوچ بچار کیوں۔۔۔؟

مہران: نہیں۔۔۔یہ مناسب نہیں، میں چاہتی ہوں سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔۔عالم پناہ خود اسے ٹھکرا دیں اور وہ گندگی کی مخلوق پھر گندگی میں پہنچ جائے

شہناز: میں سوچتی ہوں یہ گندگی بادشاہ سلامت کے منہ کیسے لگ گئی۔۔۔

مہران: شاہی محلوں میں اکثر اس قسم کے حادثے جنم لیتے رہتے ہیں۔یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن آخر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو ہونا چاہیے۔۔۔تم دیکھو گی یہ دنیا کی حسین ترین عورت ایک دن دنیا کی سب سے زیادہ بدصورت اور بدسیرت عورت بن جائے گی ہر چمکنے والی چیز ہیرا نہیں ہوتی پگلی۔۔۔پتھر پتھر ہی ہوتا ہے اور ہیرا ہیرا۔۔۔

شہناز: میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔۔۔

مہران: ہو رہے گا کچھ نہ کچھ دیوانی۔۔۔خاموشی سے وقت کا انتظار کرو۔۔۔

آٹھواں منظر

(نوری اور تماچی نئے محل میں)

تماچی: نوری۔۔۔تمہیں پسند آیا یہ محل۔۔۔یہ ہماری محبت کی یادگار رہے۔۔۔

نوری: عالم پناہ۔۔۔نوری کن الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کرے نوری اپنی تقدیر پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔۔۔نوری اپنی تقدیر پر جتنا بھی ناز

کرے کم ہے۔۔۔نوری نے کبھی خواب میں بھی سوچا نہ تھا کہ ایک دن نوری کو یہ مقام عطا ہوگا۔۔۔

تماچی: نوری۔۔۔تم تو بلاوجہ اپنے کو اتنا کمتر محسوس کرتی ہو۔۔۔تم میں کیا کمی ہے، کیا صرف اس لیے یہ احساس ہے تمہیں کہ تم ایک مچھیرے کے گھر پیدا ہوئی ہو۔یہ تو ایسی بات نہیں کہ اس سے آدمی کا درجہ کم ہو جائے، آدمی کسی طبقے کا ہو کسی پیشے سے تعلق رکھتا ہو کمتر نہیں ہوتا۔۔۔انسان قدرت کی سب سے اعلیٰ تخلیق ہے۔اس کا مقام ہر شے سے بلند ہے۔۔۔یہ سماجی حد بندیاں اس کی عظمت پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں یہ طبقات یہ غریبی امیری کا فرق اور اس بنیاد پر انسانوں میں بلند و پست کا تصور سب بے معنی چیزیں ہیں۔۔۔یہ ہمارے اپنی گھڑے ہوئے مفروضات ہیں اور مفروضے بدل بھی سکتے ہیں۔۔۔

نوری: ٹھیک ہے عالم پناہ لیکن۔۔۔

تماچی: لیکن ویکن کچھ نہیں نوری۔۔۔نکال دو ان باتوں کو اپنے دل سے دیکھو۔۔۔ندی کے پانی میں اس محل کا عکس کیسا عجیب نظر آ رہا ہے کتنا خوبصورت ہے یہ منظر کیا یہ منظر ہمارے دلوں کا ترجمان نہیں۔۔۔پہلے پہل ہم نے تمہیں اسی ندی میں کشتی کھیلتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔اس ندی کی ہر لہر آج بھی تمہارے گیت گا رہی ہے اور اسی ندی کے کنارے ہم نے اپنی محبت کی یادگار قائم کی ہے تا کہ آنے والا زمانہ بھی اس یادگار سے درس لیتا رہے۔کیا سوچ رہی ہو تم۔۔۔؟

نوری: ہمیں ان کا بھی خیال ہے نوری لیکن۔۔۔ہم کیا بتائیں ہم اپنے دل سے مجبور ہیں۔وہ دونوں بھی ہمیں عزیز ہیں لیکن محبت۔۔۔شاید یہ کوئی اور چیز ہے ہمیں ان کی اپنائیت کے باوجود ان سے وہ قرب محسوس نہیں ہوتا۔جو تم سے ہے اگر تم ہماری ملکہ نہ بھی

ہوتیں۔تو بھی ہم تمہیں اپنے دل سے قریب ہی محسوس کرتے۔ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا ہے نوری جیسے ہم دونوں ازل سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ ہماری نگاہ جیسے ہمیشہ تمہیں تو تلاش کرتی رہی ہے ہمارا دل اپنے اطراف کی ہر شے میں تمہیں کو ڈھونڈتا رہا ہے۔ جب تک تم ملیں نہیں ہمارا ذہن خود فریبی کے مختلف بہانے تراشتا رہا۔مختلف مجسموں کو تمہارا ان دیکھا حسن عطا کرتا رہا اور حسن کے ان پیکروں سے اپنے خوابوں کو زندگی کا فریب دیتا رہا۔۔۔

نوری: عالم پناہ بہر حال مہران اور شہناز دونوں کی زندگی، ان کی خوشیاں، ان کے غم آپ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں وہ آپ سے دور رہ کر زندہ نہیں رہ سکتیں۔انہیں بھی وہی قرب عطا کر دیجئے جو آپ نے اپنی اس کنیز کو عطا کیا ہے۔۔۔

تماچی: تمہارا مطلب ہے ہم انہیں بھی اس محل میں بلالیں یہ ناممکن ہے۔ یہ محل تو صرف اس محبت کی یادگار ہے جس نے پہلی بار تماچی کے دل میں جنم لیا۔یہ محل صرف نوری کا ہے یہاں صرف نوری اور تماچی رہیں گے۔۔۔

نوری: اور وہ۔۔۔؟

تماچی: وہ عام رسم و رواج کے تحت۔۔۔دل کی کسی تحریک کے بغیر، ہماری زندگی میں آئی ہیں وہ بادشاہ زادیاں ہیں۔شاہی محلات میں ہیں اور شاہی محل ہی میں رہیں گی۔ یہ محل شاہی محل نہیں ہے یہ محبت کا محل ہے یہاں محبت کے علاوہ دنیا کی کسی چیز کا دخل نہیں ہوسکتا۔محبت اور دنیا دو مختلف چیزیں ہیں۔۔۔محبت کو محبت کی حدود میں رہنے دو نوری۔۔۔اور دنیاوی چیزوں کو دنیا کی حدود میں

نوری: آپ۔۔۔؟

تماچی: یہ دل کے بہت نازک مسائل ہیں نوری تم تماچی کو زیادہ مجبور نہ کرو۔۔۔ہم تمہارے خیالات کی قدر کرتے ہیں لیکن دل کو دماغ سے کسی حد تک الگ رکھو تو بہتر ہے۔۔۔ آؤ اس برج سے نظارہ کریں۔۔۔

(موسیقی)

(دودو اسی محل کے ایوان میں)

دودو: (اپنے آپ سے) آج بھی حضور والا نے باریابی کی اجازت نہیں دی سمجھ میں نہیں آتا عالم پناہ اتنی بے پرواہی کیوں برت رہے ہیں (سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے) تاغی مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری فریاد عالم پناہ تک نہ پہنچا سکا۔۔۔

سردار تاغی: تو اب کوئی صورت نہیں۔۔۔

دودو: (سوچتے ہوئے) اب کوئی صورت نہیں ہے تم دیکھ رہے ہو کتنے دنوں سے میں در دولت پر حاضری دے رہا ہوں لیکن عالم پناہ نے مجھے بھی شرف دیدار نہیں بخشا۔ میں بہت شرمندہ ہوں تاغی۔ میں تمہارے لیے کچھ نہ کرسکا۔تم میرے پرانے بہی خواہ ہو لیکن میں مجبور ہوں۔۔۔

سردار تاغی: تو مجھے اپنی زندگی سے ناامید ہوجانا چاہیے اپنی غیرت کے ہر تقاضے کو اپنے سینے کی قبر میں دفن کر دینا چاہیے اچھا جب یہی ہونا ہے تو اب میرا جینا بیکار ہے (تلوار کھینچتا ہے)

دودو: تاغی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو (ہاتھ پکڑ لیتا ہے)

سردار تاغی: ہاں حضور۔۔۔بے عزتی کی موت سے خودکشی بہتر ہے۔۔۔
میں اب اپنے ملک واپس نہیں جاسکتا۔وہاں بھی میرے سر پر موت منڈلا رہی ہے اور

یہاں بھی سر پر کوئی آسمان نہیں۔۔۔

دودو: لیکن۔۔۔

سردار تاغی: میں اپنے ملک کی حکومت کا باغی ہوں حضور والا اور آپ جانتے ہیں کہ میری بغاوت میری فوجی تنظیم کن مقاصد کے تحت تھی آپ میرے عزائم سے واقف ہی ہیں حضور والا۔۔۔ میں اپنے ملک کی رعایا دشمن حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا اور میں نے اس کی تیاری بھی مکمل کر لی تھی لیکن سوئے اتفاق کہ میری کوشش ناکام ہو گئیں۔۔۔ میرے ساتھیوں کو چن چن کے مار دیا گیا ان کے گھروں کو اجاڑ دیا گیا ان پر ہل پھروا دیئے گئے۔ میرے بیشتر ساتھی منتشر ہو گئے کوئی کہیں پہنچ گیا کوئی کہیں اور میں یہاں ہوں اور یہاں صرف اس بھروسے پر آیا ہوں کہ وزیر اعظم دودو سے ضرور مدد ملے گی لیکن یہاں آ کر محسوس ہوا کہ دودو بھی ایک مجبور انسان کا نام ہے یہاں بھی ایک ایسے بادشاہ کی حکومت ہے جسے رعایا کی زندگی سے کوئی سروکار نہیں خیر مجھے اجازت دیجئے۔۔۔

تماچی: ٹھہرو۔۔۔

دودو: کون عالم پناہ

تماچی: تم نے تمہاری سب باتیں سن لیں ہیں باغی سردار ہم تمہارے خیالات کی قدر کرتے ہیں آؤ۔۔۔ قریب آؤ۔۔۔

سردار تاغی: عالم پناہ

تماچی: ہمیں افسوس ہے کہ ہم وزیر اعظم دودو کو بھی باریابی کا شرف عطا نہ کر سکے۔ ہمیں اس بات پر بھی ندامت ہے کہ تم نے ہمارے دربار میں ہم تک فریاد پہنچانی چاہی لیکن

ہماری غیر موجودگی نے تمہاری فریاد کو تمہارے سینے میں محبوس رہنے دیا۔ پھر تم یہاں آئے ہمارے دارالسلطنت سے دور، اس محل میں لیکن پھر بھی تمہاری آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچ سکی۔ تمہارے ہونٹ کہنے کو ترستے رہے لیکن ہم نے انہیں ایک بار بھی کھلنے کا موقع نہیں دیا ہمیں ندامت ہے اپنی اس بے پروائی پر۔۔۔

سردار تاغی: یہ آپ کیا فرما رہے ہیں عالم پناہ۔۔۔

تماچی: جام تماچی ان بادشاہوں میں سے نہیں جو بادشاہت کو انسانیت سے کوئی اعلیٰ کوئی چیز سمجھتے ہیں۔ جام تماچی۔۔۔ پہلے ایک انسان ہے اور پھر بادشاہ۔۔۔ اور انسان ہونے کی حیثیت سے وہ سمجھتا ہے کہ انسانیت کے کیا تقاضے ہیں۔ جام تماچی نے جو غلطی کی ہے وہ اس غلطی کا کفارہ ادا کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔۔۔

دودو: عالم پناہ۔۔۔

تماچی: ہاں دودو۔۔۔ نوری گزشتہ دنوں ہماری توجہ اس طرف مبذول بھی کراتی رہی، وہ ہمیں سلطنت کے معاملات کے سلسلے میں ٹوکتی بھی رہی لیکن ہم ہی اپنی روح کے اضطراب میں اتنے کھوئے رہے کہ ہمیں اپنے گردوپیش کی بالکل خبر نہ رہی۔۔۔
بادشاہ ہونے کی حیثیت سے ہمیں اتنی غفلت نہیں برتنی چاہیے تھی۔۔۔
(سردار سے مخاطب ہو کر) ہم تمہیں اپنی پناہ میں لیتے ہیں سردار تاغی، تم ہمارے دوست ہو اور دوست کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دوست کے کام آئیں۔۔۔ دودو سردار تاغی جس قسم کی مدد چاہیں انہیں دی جائے۔ جام تماچی کے دربار سے ان کا مایوس لوٹنا جام تماچی کی توہین ہے۔ ہم ان کی خاطر ان کے دشمنوں سے جنگ تک کرنے کو تیار ہیں۔۔۔

سردار تاغی: (خوش ہو کر) عالم پناہ۔۔۔ عالم پناہ۔۔۔ یہ جنگ میرے دشمنوں کے خلاف نہیں

ہوگی یہ جنگ انسانیت کے دشمنوں کے خلاف نہیں ہوگی یہ جنگ تہذیب کے دشمنوں، زندگی کے دشمنوں کے خلاف ہوگی۔۔۔اس جنگ میں اگر ہمیں فتح نصیب ہوئی تو یہ انسانیت، زندگی اور انسان کی فتح ہوگی۔۔۔باطل کی قوتوں کے مقابلے میں حق کی فتح ہوگی۔۔۔

تماچی: جام تماچی ہمیشہ سے حق کا طرف دار رہا ہے۔۔۔جام تماچی خود اس لڑائی میں شریک ہوگا۔جام تماچی خود اس مقدس جنگ میں اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہے دودو۔۔۔ سردار تاغی کی نگرانی میں جنگ کی تیاری کرو۔۔۔

(موسیقی۔۔۔فوجی آرکسٹرا)

نازو: ملکہ عالم۔۔۔عالم پناہ تشریف لا رہے ہیں۔۔۔

شہناز: (خوش ہو کر) عالم پناہ۔۔۔شاہی محل میں عالم پناہ تشریف لا رہے ہیں ملکہ عالم مہران کہاں ہیں۔۔۔

نازو: وہ بھی ادھر آ رہی ہیں۔وہ آ گئیں ملکہ عالم۔۔۔

شہناز: مہران۔۔۔سنا تم نے۔۔۔؟

مہران: ہاں شہناز۔۔۔جنگ پر جانے کے لیے۔۔۔

شہناز: جنگ پر جانے کے لیے۔۔۔کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔

مہران: ہاں شہناز۔۔۔سن نہیں رہی ہو تم۔۔۔ بگل کی آوازیں۔۔۔

شہناز: نوری نے انہیں کیسے چھوڑ دیا۔۔۔

مہران: میں نہ کہتی تھی کہ بادشاہ۔۔۔پہلے بادشاہ ہوتا ہے محبت کی قسمیں الفت کے پیمان۔۔

شاہی محل میں یہ سب ڈھکوسلے ہوتے ہیں۔یہ سب دھوپ چھاؤں کا کھیل ہے۔ نوری ہوشیار عورت ہے وہ جانتی تھی کہ اس وقت وہ ایک بادشاہ کو اپنی بادشاہت کے حدود سے نہیں نکال سکتی اس لیے ممکن ہے اس نے محبت کا کچھ ڈھونگ رچایا ہو اور پھر اجازت دے دی ہو۔۔۔

شہناز: تو اب بادشاہ سلامت جنگ پر چلے جائیں گے اور اگر۔۔۔ خدانخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔

مہران: کیسی پاگل پن کی باتیں کر رہی ہو۔۔۔شاہی لڑائیوں میں بادشاہ بہت کم کام آتے ہیں یہ لڑائیاں فوجوں کی ہوا کرتی ہیں۔جیت بھی انہیں کی ہوتی ہے اور ہار بھی انہیں کی ہوتی ہے بادشاہوں کا صرف نام ہوا کرتا ہے تیرے جام تماچی کا کچھ نہیں بگڑے گا یقین رکھ۔۔۔اب تو یہ سوچ کہ اس موقع سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔۔۔؟

شہناز: کیا سوچا تم نے۔۔۔؟

مہران: ابھی بھی وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔اب میں نے سوچ لیا ہے کہ اس بار ایسی کاری ضرب لگاؤں گی اس ڈائن پر کہ وہ سر ہی نہ اٹھا سکے۔۔۔

نازو: بادشاہ سلامت تشریف لے آئے ہیں ملکہ عالم۔۔۔

مہران اور شہناز: عالم پناہ۔۔۔

تماچی: مہران۔۔۔شہناز۔۔۔سلامت رہو۔آج ہم تم سے آخری بار ملنے آئے ہیں۔۔۔

مہران اور شہناز: آخری بار۔۔۔؟

تماچی: ہاں۔۔۔ہم جنگ پر جا رہے ہیں کیا معلوم خدا کو کیا منظور ہے۔۔۔

شہناز: لیکن آپ۔۔۔ایسا کیوں سوچ رہے ہیں عالم پناہ۔۔۔

تماچی: سپاہی کو جنگ پر جانے سے پہلے اپنی موت کا یقین ہونا چاہیے۔تا کہ موت کا خوف اس کے دل سے نکل جائے اور وہ جم کے دشمن کا مقابلہ کر سکے۔۔۔

(مہران اور شہناز رونے لگتی ہے)

ارے رو پڑیں تم دونوں۔۔۔بادشاہ زادیاں ہو کر روتی ہو۔۔۔شاہی محلات تو لڑائی کا میدان ہوا کرتے ہیں اور بادشاہوں کی زندگی تلواروں کے سائے میں گزرا کرتی ہے رونہیں مہران۔۔۔شہناز۔۔۔ہمیں معلوم ہے تم بادشاہ زادیوں سے پہلے عورتیں بھی ہو،اور عورتوں کا دل بہت کمزور ہوا کرتا ہے نوری نے بھی جب یہ خبر سنی تھی تو رونا شروع کر دیا تھا لیکن اس نے بہت جلد اپنے آپ پر قابو پالیا اور ہنستے ہوئے ہمیں وداع کیا۔تم دونوں بھی ہمیں ہنستے ہوئے وداع کرو مہران اور شہناز۔۔۔شاہی محلوں میں آنسو نہیں بہا کرتے۔۔۔یہاں صرف قہقہے ہوتے ہیں۔خوشیاں اور مسرتیں ہوتی ہیں۔کڑی سے کڑی آزمائش کے وقت بھی شاہی محلات کو اپنی اس روایت کا ثبوت دینا چاہیے۔آنسو اور آہیں شاہی محل کی توہین ہیں مہران اور شہناز۔۔۔ہنسو، ہنستے ہوئے ہونٹوں سے ہمیں الوداع کہو۔۔۔

مہران اور شہناز: الوداع عالم پناہ۔۔۔

تماچی: الوداع

(موسیقی۔۔۔فوجی آرکسٹرا ابھر آئے اور پھر اس کے بعد ہی میدان جنگ کا منظر)

تماچی: دودو۔۔۔آج قاصد ابھی تک نہیں آیا۔۔۔آج ہمیں نوری کو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ ہم بہت بے چین ہیں اگر ہمارے اضطراب کا یہی عالم رہا تو ہماری فتح شکست سے بدل جائے گی ہمیں روزانہ اس کی خیریت معلوم ہونا چاہیے۔دودو اور اسے روزانہ ہمارا پیام پہنچنا چاہیے۔۔۔

(گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز ابھر آئے قاصد آتا ہے)

دودو: وہ قاصد آرہا ہے عالم پناہ۔۔۔

(میدان جنگ کا منظر ابھر آئے)

تماچی: کیا خبر لایا ہے قاصد۔۔۔؟

دودو: ملکہ عالم نوری اچھی ہیں۔۔۔وہ اپنے محل ہی میں ہیں انہیں دن رات آپ ہی کا خیال رہتا ہے

تماچی: ہم نوری سے کہہ آئے تھے کہ وہ اپنے ماں باپ کو بھی اپنے محل میں بلا لے۔۔۔ تاکہ وہ لوگ اس کی ڈھارس بندھائے رکھیں۔۔۔

دودو: قاصد نے بتایا ہے حضور کہ ملکہ عالم کے والدین نے اسے رخصت کیا ہے اور ملکہ عالم کی خیریت کی اطلاع اسے دی ہے۔۔۔

(میدان جنگ کا منظر ابھر آئے)

(موسیقی)

شہناز: کیا سوچ رہی ہو مہران۔۔۔؟

مہران: وقت آگیا ہے شہناز۔۔۔وقت آگیا ہے کہ نوری کا کانٹا راستے سے ہٹا دیا جائے

شہناز: کوئی ترکیب سوجھی تمہیں۔۔۔؟

مہران: ہاں۔۔۔ایسی ترکیب کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔۔

شہناز: آخر بتاؤ تو۔۔۔کیا سوچ رکھا ہے تم نے۔۔۔

مہران: بادشاہ سلامت جام تماچی کی موت۔۔۔!

شہناز: (تقریباً چیخ کر) مہران۔۔۔کیا کہہ رہی ہو تم کیا تمہیں انتقام کی آگ نے اس قدر

اندھا کر دیا ہے کہ اپنا ہی سہاگ اجاڑنے پر تل گئی ہو۔۔۔

شہناز: (ہنستے ہوئے) نہیں پگلی۔۔۔ یہ خبر نوری کو پہنچائی جائے گی۔۔۔ تماچی کی موت ہی اب نوری کی موت ثابت ہو سکتی ہے وہ یہ غم ناک خبر سنے گی تو برداشت نہیں کر سکے گی۔ تم جانتی ہو جب سے عالم پناہ گئے ہیں نوری کی حالت روز بہ روز گرتی جا رہی ہے۔ عالم پناہ کے قاصد کو اس کی مکمل خیریت کی اطلاع صرف اس لیے دی جا رہی ہے کہ دوران جنگ میں عالم پناہ اس کے لیے بے چین نہ ہو جائیں نوری نے عالم پناہ کی جدائی کو شدت سے محسوس کیا ہے اور یہ غم اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے اس موقع سے بہتر کوئی موقع نہ ہوگا شہناز اس عالم میں اس کی موت یقینی ہے۔۔۔

شہناز: لیکن۔۔۔ لیکن قاصد جو روز نہ عالم پناہ کو خبر پہنچاتا رہتا ہے۔ ہمارا یہ جھوٹ بھی ان پر کھل جائے گا۔۔۔

مہران: ہم قاصد کو ادھر ہی روک لیں گے اس کا پیام خود پہنچا دینے کا وعدہ کریں گے اسے اس سازش کا پتہ ہی نہ چلے گا یہ خبر لے کر نوری کے محل میں ہم خود جائیں گے۔۔۔

شہناز: اور لڑائی کے بعد۔۔۔ جب عالم پناہ لوٹیں گے۔۔۔

مہران: اس وقت کانٹا راستے سے ہٹ چکا ہوگا عالم پناہ کو کچھ دن اس کا غم رہے گا اور پھر وقت ہر زخم مندمل کر دے گا۔۔۔

شہناز: تم بہت گہری چال چل رہی ہو مہران۔۔۔ ذرا سوچ سمجھ کر ہی یہ قدم اٹھانا۔۔۔

مہران: میں نے خوب سوچ لیا ہے آج تو قاصد جا چکا ہے۔ کل تم اسے یہیں روک لو باقی سب کام میں کر لوں گی۔ مگر یاد رکھو اس راز کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے

(موسیقی)

(میدان جنگ کا منظر ابھر آتا ہے)

دودو: عالم پناہ۔۔۔ قاصد پیغام لے کر آیا ہے

تماچی: کیسی ہے نوری۔۔۔

دودو: اچھی ہیں ملکہ عالم۔۔۔

تماچی: خداوندا۔۔۔ تیرا شکر ہے۔۔۔ مجھے ہمت دے کہ حق و باطل کی اس لڑائی میں، میں حق کا پرچم بلند کر سکوں۔ تاغی کہاں ہے۔۔۔

دودو: وہ مشرقی مورچے کی حفاظت کر رہا ہے۔ دشمن کا پلہ بھاری ہے عالم پناہ۔۔۔

تماچی: خدا پر بھروسہ رکھو۔۔۔ انشاءاللہ آخری فتح ہماری ہوگی۔ فوجوں کو حکم دو کہ ایک بھرپور حملہ کریں۔۔۔

(میدان جنگ کا شور بڑھ جاتا ہے)

(موسیقی)

نوری: (چیخ پڑتی ہے) عالم پناہ۔۔۔ (رونے لگتی ہے) عالم پناہ۔۔۔ (مہران اور شہناز بھی رو رہی ہے)

ماں: (آتے آتے) نوری۔۔۔

نوری: ماں (لپٹ جاتی ہے) ماں۔۔۔ یہ کیا ہو گیا ماں۔۔۔

مہران: (روتے ہوئے) ہمارا سہاگ اجڑ گیا نوری ہم برباد ہوئے اب ہمارا دنیا میں کوئی نہیں۔۔۔

شہناز: ہماری دنیا ویران ہو گئی ہے۔ اب کہاں جائیں گے نوری میری بہن۔۔۔

ماں: نہ رو میری بیٹیو۔۔۔؟ دل کو قابو رکھو۔۔۔

مہران: دل کو کیسے قابو میں رکھیں اماں۔۔۔
ہم لٹ گئے ہماری زندگی میں اب کیا رہا ہے ہم تو زندگی ہی میں مر گئے اماں

(نوری مسلسل رو رہی ہے)

نوری: ماں۔۔۔ماں اب میں زندہ نہیں رہ سکتی۔۔۔

ماں: نہیں بیٹی۔۔۔ایسی باتیں نہیں سوچا کرتے خدا نے ایک دولت دی تھی۔۔۔ اسے واپس لے لی۔۔۔اس کی مصلحت میں کسی کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔۔۔

مہران: لیکن اماں۔۔۔اب ہم جی کر کیا کریں گے کسے دیکھ کر جئیں گے۔اب ہماری زندگی موت سے بدتر ہے۔۔۔

شہناز: (تقریباً چیخ کر) خداوندا۔۔۔اب ہمیں اٹھا لے ہمیں اپنے پاس بلا لے یارب۔۔۔

(تینوں روتی رہتی ہیں)

(موسیقی۔۔۔میدان جنگ ابھرتا ہے)

سردار تاغی: جہاں پناہ۔۔۔مبارک ہو۔۔۔ہم نے دشمن کی فوجوں کو مار بھگایا۔۔۔

تماچی: ہمیں یقین تھا سردار تاغی۔۔۔فتح ہماری ہوگی۔فتح حق کی ہوگی۔۔۔دنیا میں باطل کا سر کبھی اونچا نہیں ہوا۔ظلم کی طاقت کتنی ہی بھرپور کیوں نہ ہو۔آخری فتح مظلوموں کی ہوتی ہے مظلوم ہر حال میں کامران رہتا ہے۔۔۔

سردار تاغی: آپ نے میری مدد کر کے مجھے سربلندی عطا کر دی عالم پناہ۔۔۔سردار تاغی کا سر ہمیشہ آپ کے قدموں میں جھکا رہے گا عالم پناہ۔۔۔

تماچی: ارے ارے یہ کیا کرتے ہو۔۔۔اٹھو ہم سے گلے ملو۔۔۔تم ہمارے بہترین دوست

ہو۔۔۔(زخم دیکھ کر) تم بہت زیادہ زخمی ہو۔۔۔

تاغی: یہ زخم نہیں حضور والا۔۔۔یہ کامرانی کے پھول ہیں جو قدرت نے ہم سب پر برسائے ہیں۔۔۔

تماچی: جاؤ۔۔۔اپنے سپائیوں سے کہو خوب ناچیں۔۔۔خوب گائیں اب ہمیں واپس جانا ہے نصرت و شادمانی کے شادیانے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے تاکہ ہماری رعایا کو اطمینان کا سانس نصیب ہو۔۔۔

(پس منظر سے فوجوں کا گانا ابھر آتا ہے)

تماچی: دودو۔۔۔تم یہاں چپ چاپ کیوں کھڑے ہو۔۔۔

دودو: عالم پناہ۔۔۔ملکہ عالم نوری کی طبیعت بہت خراب ہے وہاں کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ خدانخواستہ آپ جنگ میں کام آ گئے۔۔۔

تماچی: نوری۔۔۔اوہ۔۔۔سازش، ضرور سازش کی گئی ہے۔اچھا دودو میں چلتا ہوں تم سپائیوں کے ساتھ بعد میں آنا۔۔۔میں ان کی خوشی میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔۔۔تم میری پریشانی کی بابت کسی سے نہ کہنا۔۔۔

(گھوڑا دوڑنے کی آواز)

(پس منظر سے نوری کے گانے کی آہستہ آہستہ آواز ابھرتی ہے
درمیان میں کہیں کہیں گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز ابھرتی رہے)

گانا

ندیا کی لہروں پہ موری نیا ڈولے

(آواز ابھر کر جب انتہائی تان تک پہنچتی ہے تو ٹوٹ جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی

ماں: (چیخ پڑتی ہے) نوری ۔۔۔(رونے لگتی ہے)

(ساتھ ہی گھوڑا ابھی آ کر رکتا ہے)

تماچی: نوری ۔۔۔نوری

ماں: (چونکہ) جہاں پناہ ۔۔۔(پھر تماچی کو دیکھ کر)

جہاں پناہ ۔۔۔آپ

تماچی: ہاں ماں ۔۔۔میں زندہ ہوں۔ وہ سازش تھی کیا ہوا نوری کو ۔۔۔نوری

(رونے لگتا ہے)

نوری تم ۔۔۔ماں ۔۔۔نوری مرگئی ۔۔۔نوری مرگئی ہے

ماں: ہاں بیٹا ۔۔۔نوری مرگئی ہے ۔۔۔وہ تو اسی دن مرگئی تھی جب تمہاری موت کی خبر اسے ملی تھی۔ اب تک تو صرف اس کی لاش ہی جی رہی تھی ۔۔۔

تماچی: ماں ۔۔۔یہ کیا ہو گیا ماں ۔۔۔نوری

(پس منظر سے فوجوں کا گیت ابھرتا ہے)

ماں: معلوم ہوتا ہے تمہاری فوجوں نے میدان جیت لیا ہے ۔۔۔

تماچی: ہاں ماں ۔۔۔لیکن میں نے زندگی ہار دی ۔۔۔میں ہار گیا ماں ۔۔۔

جام تماچی نے اس جنگ میں سب کچھ ہار دیا ۔۔۔

(موسیقی)

لیلاں چنیر

کردار

لیلاں
چنیر
کنورو
جمنی
کھنگار
مرکی
جاکھرو
مالتی
راجاں

o

(ایک ناچ کی موسیقی ۔۔۔ناچ ختم ہوتا ہے)

(روپیوں کی تھیلی پھینکتا ہے بغیر کچھ قدم آگے بڑھا کر تھیلی اٹھاتی ہے اور سلام کر کے چلی جاتی ہے)

چنیر: لیلاں ۔۔۔کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟

لیلاں: کچھ نہیں۔۔۔؟

چنیر: کچھ تو ضرور سوچ رہی ہو۔۔۔بتاؤ نا کیا بات ہے

لیلاں: کچھ نہیں مہاراج (زیرِ لب مسکراتے ہوئے) آج کی رات بہت حسین ہے۔۔۔

چنیر: ہا۔۔۔جو رات لیلاں کے گیسوؤں کی مہک، لیلاں کے عارض و لب کی تابانی
اور لیلاں کے دل کی دھڑکنوں سے آباد ہو۔۔۔وہ حسین کیوں نہیں ہوگی۔۔۔
سچ بتاؤ لیلاں کیا تمہیں بھی ہم سے اتنی ہی محبت ہے جتنی ہم تم سے کرتے ہیں

لیلاں: (ہنستے ہوئے) آپ بھی عجیب باتیں کرتے ہیں مہاراج۔۔۔
آپ کو رہ رہ کر یہ شک کیوں ہو جاتا ہے۔۔۔

چنیر: یہی شک تو محبت کی بنیاد ہے لیلاں۔۔۔
اگر دو محبت کرنے والے دلوں میں شک نہ پیدا ہو۔۔۔
تو محبت کے خوابوں میں رنگارنگی باقی نہ رہے

لیلاں: سچ کہتے ہیں مہاراج۔۔۔کبھی کبھی میرے دل کا گھروندا بھی اس ڈر سے لرز اٹھتا ہے
کہ کہیں یہ زندگی، بیداری کا خواب نہ ہو۔۔۔سنا ہے خواب کی تعبیر ہمیشہ الٹی ہوتی ہے

چنیر: (ہنسی میں) خواب انسان کے محسوسات کا عکس ہوتے ہیں پگلی جب محسوسات۔۔۔

عمل میں ڈھل جاتے ہیں۔۔۔تو پھر کوئی خواب خواب نہیں رہتا حقیقت بن جاتا ہے اور حقیقت کبھی نہیں بدلتی۔۔۔

لیلاں: لیکن، دل۔۔۔

چنیر: (فوری) محبت کی جولانگاہ میں۔۔۔دل ہمیشہ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں رہتے ہیں۔۔۔اور یہ فکر انہیں شک ہی عطا کرتا ہے۔۔۔
محبت کی نشانی ہی یہی ہے لیلاں کہ ہمارے دلوں میں شک بھی موجود ہے۔۔۔

لیلاں: (پیار بھرے لہجے میں) مہاراج۔۔۔

چنیر: دیکھو لیلاں چاند آج کتنا خوبصورت ہے۔۔۔ذرا سوچو تو رات کو اگر چاند نصیب نہ ہوتا تو رات اتنی حسین ہو سکتی تھی۔۔۔؟

لیلاں: لیکن یہ بھی تو سوچیے اگر چاند کو رات نصیب نہ ہوتی تو چاند اتنا خوبصورت ہوتا۔۔۔؟

چنیر: کتنی عجیب بات ہے۔۔۔یہی چاندوں میں بھی ہوتا ہے لیکن میں اس کے چہرے پر کوئی تابانی نہیں ہوتی۔۔۔وہ دن بھر اپنے محبوب کی تلاش میں تپتی ہوئی دھوں اور گرد میں سرگرداں اور پریشان پھرتا رہتا ہے۔۔۔اور جب وہ اپنی منزل مقصود کو پا جاتا ہے ،تو خوشی کے مارے اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔۔۔محبت کی یہ کتنی بڑی مثال ہے۔۔۔کیا سوچ رہی ہو تم۔۔۔؟

لیلاں: (زیر لب مسکراتے ہوئے) کچھ نہیں مہاراج، دیکھ رہی ہوں۔۔۔رات نے چاند کو کتنا حسین تحفہ دیا ہے۔۔۔

چنیر: (ہنستے ہوئے) ہالہ۔۔۔(ہنتے ہوئے) یہ تحفہ نہیں انعام ہے لیلاں۔۔۔اور یہ انعام چاند کو یونہی نہیں دے دیا رات نے، کچھ نہ کچھ تو چاند نے بھی رات کو دیا ہوگا۔۔۔

لیلاں: چاند کے پاس اپنی کرنوں کے سوا ہے ہی کیا اور ان کرنوں کو بھی رات ہی جلا دیتی ہے

چنیر: ہاں لیلاں لیکن۔۔۔چاند کی دیوی سنگیت کی دیوی ہے۔۔۔جب یہ دیوی اپنا بربط چھیڑتی ہے تو گیت جنم لیتا ہے۔۔اور یہ گیت رات کا دل موہ لیتا ہے۔۔۔آج رات نے چاند کو اسی گیت پر انعام دیا ہے۔۔۔

لیلاں: چاند کا گیت کبھی سنا ہے آپ نے۔۔۔؟

چنیر: چاند کا گیت ہاں۔۔۔اس کے گیت سے کبھی جی نہیں بھرتا۔۔۔عجیب جادو ہے اس کی آواز میں۔۔۔ہم نے جب بھی اس کا گیت سنا ہے بے ساختہ ہمارا دل اسے انعام دینے پر مجبور ہو گیا۔۔۔

لیلاں: چان کو کیا انعام دیا آپ نے۔۔۔؟

چنیر: بھول گئیں یہ دیکھو (کلائی پکڑ لیتا ہے)

لیلاں: (شرما کر) اوہ۔۔۔یہ کنگن۔۔۔آپ تو میری بات کر رہے ہیں۔۔۔

چنیر: چنیر کا چاند۔۔۔لیلاں کے سوا کون ہو سکتا ہے ارے۔۔۔شرما گئیں۔۔۔؟

(لیلاں کی شرمیلی ہنسی)

تمہیں یہ ہالہ بہت پسند ہے نا۔۔۔اوں۔۔۔

(لیلاں پھر اسی طرح ہنستی ہے)

لیکن۔۔۔یوں تو نہیں ملے گا یہ انعام۔۔۔یہ رہا تمہارا ساز (ساز کی جھنکار) اس ساز کے تاروں میں گیت سوئے ہوئے ہیں ان گیتوں کو اتنی مخملی انگلیوں کے لمس سے جگا دو۔۔۔گاؤ لیلاں۔۔۔آج وہ گیت گاؤ کہ چنیر کی زندگی اس گیت میں سمٹ کر رہ جائے۔چنیر کی روح۔۔۔آج لیلاں کی آواز میں

تحلیل ہوجانا چاہتی ہے۔۔۔گاؤں لیلاں

(لیلاں ساز چھیڑتی ہے اور پھر گانے لگتی ہے)

گیت

رات حسیں ہے
ماہ جبیں ہے
وہ ہیں جہاں پر دل بھی وہیں ہے

(گانا ختم ہوتا ہے)

چنیر: (خوش ہوکر) خوب لیلاں۔۔۔تمہارے اس گیت کی تعریف نہیں ہوسکتی۔۔۔یہ گیت نہیں تھا شراب تھی۔۔۔تم نے اس چاندنی رات کے ساغر میں۔۔۔ بادۂ ارغواں بھر دی۔۔۔اس گیت کے بغیر یہ رات کتنی بے کیف تھی، حسن تھا لیکن کشش نہیں تھی، رنگ تھا لیکن مہک نہیں تھی، تم نے آج محبت کو ایک ایسا لمحہ عطا کردیا جو زندگی کو تمام عمر آئینہ دکھاتا رہے گا۔۔۔لو۔۔۔آج ہم تمہیں دنیا کے حسین ترین جواہرات سے گوندھا ہوا ہار انعام دیتے ہیں۔۔۔ایسا ہار کہ آسماں کے چاند کو بھی رشک آئے۔۔۔قریب آؤ۔۔۔آج ہم اپنے ہاتھ سے یہ ہار تمہارے گلے میں پہناتے ہیں۔۔۔

لیلاں: (تشکر کے ساتھ) مہاراج۔۔۔

چنیر: آج زمین کے چاند کو آسماں کے چاند سے زیادہ حسین ہونا چاہیے۔۔۔

دوسرا منظر

(جمنی اور کنورو ہنس رہی ہیں)

کنورو: (ہنستے ہوئے) ارے میں کہتی ہوں جمنی مجھے مت چھیڑو۔۔۔

جمنی: ارے آج ہی تو چھیڑنے کا وقت ہے پھر کہاں تو ہاتھ لگنے والی۔۔۔ہار تو پہن ہی چکی ہے اب ات مادی کی باہین گلے میں ٹھہرنے کی دیر ہے۔۔۔

کنورو: لہری چپ۔۔۔ماتاجی سنیں گی تو کیا کہیں گی۔۔۔

جمنی: ارے ماتاجی نے ہی تو ات مادی کو تیرے لیے پسند کیا ہے۔۔۔

کنورو: ماتاجی نے تو انہیں دیکھا بھی نہیں۔۔۔پتاجی نے کہا اور ماتاجی نے ہاں کردی۔۔۔

جمنی: خیر کسی کی پسند ہو۔۔۔تجھے تو پسند ہے نا۔۔۔

کنورو: میں نے بھی نہیں دیکھا انہیں۔۔۔

جمنی: تو کیا پہلے سے بھی کوئی دیکھ لیا کرتا ہے اب تو تو ہماری خوشامد کر۔۔۔ہم بتائیں گے تجھے وہ کیسے ہیں۔۔۔

کنورو: کیسے ہیں بھلا۔۔۔

جمنی: اوں ہوں۔۔۔یوں تھوڑی بتایا جاتا ہے۔۔۔؟
پہلے خوشامد کرو۔۔۔

کنورو: چل ہٹ۔۔۔مجھے کیا پڑی ہے

جمنی: (لٹک سے) اے ہے دل تو بلیوں اچھل رہا ہے۔۔۔منہ سے کیا بول رہی ہے

کنورو: اچھا جا۔۔۔مجھے ستا نہیں۔۔۔

جمنی: (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر) اچھا۔۔۔ذرا دیکھوں تو، یہ دل بول رہا ہے یا زبان
(کنورو ہنس پڑتی ہے جمنی گدگدانے لگتی ہے اور دونوں ہنسنے لگتی ہیں)

کنورو: ارے جمنی مجھے گدگدیاں بہت ہوتی ہیں۔ میں کہتی ہوں اب جاتی ہے یا نہیں۔۔۔

جمنی: ذرا روپ تو دیکھ لوں ایک نظر دلہن کا۔۔۔اوہو بڑی حسین لگ رہی ہے، حسن پھوٹا پڑ رہا ہے آج تو چنیر بھی تجھے دیکھے تو دیکھتا رہ جائے۔۔۔

کنورو: چنیر۔۔۔چنیر سچ مچ بہت حسین ہے جمنی۔۔۔؟

جمنی: ارے اس کے کیا کہنے۔۔۔ایسا لگتا ہے جیسے بھگوان نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے

کنورو: سچ مچ۔۔۔؟

جمنی: میں نے تو اس جیسا حسین جوان کہیں نہیں دیکھا۔۔۔

کنورو: (سوچتے ہوئے) جمنی تیرا کیا خیال ہے۔۔۔جمنی کہ اسے کنورو پسند آجائے گی؟ پگلی، میں نے تو یوں ہی مذاق سے کہہ دیا تھا۔۔۔

کنورو: تو کیا میں اچھی نہیں ہوں۔۔۔؟

جمنی: اچھی کیوں نہیں۔۔۔لیکن

کنورو: لیکن۔۔۔

جمنی: اوئی۔۔۔وہ لیلاں کا دیوانہ ہے۔۔۔

کنورو: لیلاں۔۔۔بہت حسین ہے وہ۔۔۔

جمنی: حسین تو خاک نہیں۔۔۔اگر تیرا اور اس کا مقابلہ کیا جائے تو سورج کو چراغ دکھانے جیسی بات ہے۔۔۔

کنورو: پھر چنیر کو اس سے اتنی محبت کیوں ہے۔۔۔

جمنی: یہ دل کی بات ہے اور دل اس معاملہ میں اندھا ہوتا ہے۔۔۔

کنورو: لیکن نظر بھی تو بڑی چیز ہے۔۔۔

جمنی: ہاں۔۔۔لیکن۔۔۔نظر دل کے تابع ہوتی ہے۔۔۔
دل جسے چاہتا ہے، نظر میں وہ چیز خواہ مخواہ حسین ہو جاتی ہے۔۔۔

کنورو: نہیں جمنی میں یہ بات نہیں مانتی۔۔۔نظر پہلے دیکھتی ہے دل بعد میں متاثر ہوتا ہے

جمنی: یہ بھی ٹھیک ہے لیکن چنیر کا معامل بالکل الٹا ہے

کنورو: نظر چاہے تو دل کا فیصلہ بدل سکتی ہے۔۔۔؟

جمنی: تو کیا تو چنیر کے دل کا فیصلہ بدلنے کی سوچ رہی ہے۔۔۔
پگلی وہ تیرے ہاتھ نہیں آ سکتا۔۔۔

کنورو: وہ ضرور میرے ہاتھ آئے گا۔۔۔

جمنی: تجھے اپنے آپ پر اتنا بھروسہ ہے۔۔۔؟

کنورو: مجھے نہیں۔۔۔بلکہ میرے روپ کو یقین ہے کہ چنیر اپنا فیصلہ بدل دے گا۔۔۔

جمنی: اورات مادی۔۔۔؟

کنورو: یہی تو سب سے بڑی دیوار حائل ہے۔ کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ یہ رشتہ ٹوٹ جائے

جمنی: کیسی باتیں سوچ رہی ہو تم۔۔۔

کنورو: ہاں جمنی۔۔۔میں نے یہی طے کیا ہے۔۔۔چنیر کو ضرور حاصل کروں گی چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔۔۔

جمنی: مجھے نہیں معلوم تھا کہ تو میرے مذاق پر اتنی سنجیدہ ہو جائے گی ورنہ میں کبھی نہ کرتی چنیر کی بات ---

کنورو: چنیر کے حق کے بارے میں آج سے نہیں میں بہت پہلے سے سن رہی ہوں لیکن پہلے مجھے یقین نہیں آتا تھا اب جو تو نے کہا ہے تو ---

جمنی: میں نے جھوٹ کہا کنورو --- چل چھوڑ اس کی بات

کنورو: نہیں جمنی --- تو اس طرح میرے ارادے کو بدل نہیں سکتی --- چنیر میرا ہے --- میں بہت دنوں سے اس کے بارے میں سوچ رہی ہوں لیکن اب تک میں اپنے خیالات میں الجھی رہی، کوئی فیصلہ نہ کر سکی ۔ اب یہ فیصلہ اٹل ہے ---

جمنی: لیکن تو چنیر کو حاصل کس طرح کر سکے گی --- تو لکھ پت میں وہ ---

کنورو: یہ میں نے سوچ لیا ہے ۔ سوچ کے راستے فاصلے اور وقت کی حدوں سے آزاد ہوتے ہیں ---

جمنی: کنورو ---؟

تیسرا منظر

(مرکی اور کھنگار اپنے راج محل میں)

کھنگار: کیسی باتیں کرتی ہو مہارانی --- ہم جانتے ہیں چنیر کتنا ویر، کتنا بڑا راجہ ہے کنورو کے لیے اگر اس کے دل میں جگہ پیدا ہو بھی گئی تو کیا ہمیں اپنا قول بھول جانا چاہیے اور پھر یہ بھی تو سوچو کہ ات ماوی سے رشتہ ٹوٹ جانے پر وہ کیا سوچے گا --- ہماری پرجا کیا سوچے گی ---

مرکی: ات ماوی کی بات چھوڑو --- اگر کنورو اس کی رانی بن کر خوش نہیں رہ سکتی تو ہمارے

لیے یہ رشتہ بیکار ہے --- رہی پرجا تو پرجا طاقت کے آگے سر جھکاتی ہے --- چنیر کا نام سن کر سب کا منہ بند ہو جائے گا ---

کھنگار: تمہارے خیال میں راج محل میں ہنسی نہیں اڑے گی اس بات کی --- کنورو اور ات مادی کی منگنی کی بات اب عام ہو چکی ہے ۔ ہمارے سنیا پتی سے لے کر معمولی سپاہی تک اس بات کو جان گیا ہے --- اور کنورو چونکہ ہماری اکلوتی بیٹی ہے اس لیے اس کی شادی کی خوشی سب کو ہے ۔ پورا لکھ پت اس دن کے انتظار میں ہے

مرکی: میں نے کہا نا --- چنیر کا نام ان سب کو خاموش کر دے گا اس رشتے کے ٹوٹ جانے سے لوگ یہی سمجھیں گے کہ راجکماری اکلوتی ہے اس لیے ماں باپ اچھے سے اچھا بر چاہتے ہیں اگر چنیر سے بات طئے ہو جاتی ہے تو لکھ پت میں اس سے زیادہ خوشی منائی جائے گی ایک تو کنورو کی شادی کی خوشی دوسرے چنیر کی حکومت کو اپنی حکومت سمجھنے کی خوشی ---

کھنگار: تم نے مجھے عجیب الجھن میں ڈال دیا ہے -- مجھے ایک ایسے راستے پر لا کھڑا کیا ہے جس کے ایک طرف اپنے وقار اور نیک نامی کا شیش محل جگمگا رہا ہے اور دوسری طرف بدنامی اور بے عزتی کا تاریک غار ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں --- نہیں رانی یہ نہیں ہو سکتا میں اس شادی کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ میں اس معمولی سی خوشی کے لیے اپنے خاندان اپنے راج محل کی عزت خاک میں نہیں ملا سکتا ۔ جاؤ رانی چلی جاؤ --- میں اس بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتا ---

مرکی: اگر تمہارا دل اپنی بیٹی کے لیے اتنا ہی کٹھور ہو گیا ہے تو میں یہ کام کروں گی --- میں خود جا کر چنیر کے وزیر جاکھرو سے بات کروں گی ---

کھنگار: (غصے سے) رانی --- میں کہتا ہوں یہ شادی نہیں ہوگی ---

مرکی: یہ شادی ہوکر رہے گی۔۔۔میں اپنی بیٹی کا جیون برباد نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

کھنگار: اچھا جاؤ۔۔۔چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔تم دونوں ماں اور بیٹی یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔اگر تمہیں اپنی راج دھانی اپنے خاندان کی عزت کا پاس نہیں ہے تو چلی جاؤ راج محل سے میں تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔۔۔

چوتھا منظر

(چنیر کا دربار)

آوازیں: مہاراج ادھیراج چنیر کی۔۔۔جۓ
مہاراج ادھیراج چنیر کی۔۔۔جۓ

(وقفہ)

چنیر: آج ہم بہت خوش ہیں۔۔۔اور ہم سمجھتے ہیں کہ آج ہمارے راج محل سے لے کر ہماری حکومت کا کونہ کونہ ہماری خوشی میں برابر کا شریک ہوگا آج ہمارے دانشمندانہ اور وفادار وزیر کا کھرو کی منگنی کا دن ہے۔جا کھرو ہمیں اپنے چھوٹے بھائی سے زیادہ عزیز ہے۔ان کی ذہانت، قابلیت اور راجا اور پرجا سے ان کی محبت، ایسی حقیقت ہیں، جن سے کوئی وطن دوست اور باہوش انسان، انکار نہیں کرسکتا۔۔۔ہمارے لیے آج کا دن اس لیے بھی خوشی اور مسرت کا دن ہے کہ آج سے جا کھرو راج خاندان سے اور بھی قربت حاصل کرچکے ہیں ان کی منگنی آپ کی مہارانی لیلاں کی قریبی رشتہ دار مالتی دیوی سے ہوئی ہے ہم بھگوان سے پرارتھنا کرتے ہیں یہ رشتہ جا کھرو اور ان کے خاندان کے حق میں نیک ثابت ہو۔مالتی دیوی جا کھرو کی زندگی میں محبت کا ایک نہ ٹوٹنے والا خواب بن کر داخل ہوں اور دونوں نہایت ہی پریم سے اپنی جیون نیا کو پار

لگانے میں کامیاب ہوجائیں۔ہماری خواہش ہے کہ اس دن کی خوشی میں راج محل ہی نہیں بلکہ سارا شہر، سارے ملک میں چراغاں کیا جائے اور گھر گھر اس کی خوشی منائی جائے۔۔۔

آوازیں: سیناپتی جا کھرو کی۔۔۔جۓ
سیناپتی جا کھرو کی۔۔۔جۓ
سیناپتی جا کھرو کی۔۔۔جۓ

(وقفہ)

جا کھرو: مہاراج۔۔۔

چنیر: (دور سے) آؤ جا کھرو۔۔۔(جا کھرو چرن چھونے لگتا ہے) ارے ارے چرن نہیں۔۔۔آج تم ہم سے گلے ملو۔۔۔آج ہم تمہیں اپنے گلے سے لگانا چاہتے ہیں۔۔۔

(گلے سے لگالیتا ہے)

جا کھرو: آپ کی محبت نے مجھے خرید لیا ہے۔۔۔میں آج جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔۔۔

چنیر: ہمیں بھی تم جیسے دوست۔۔۔تم جیسے سیناپتی پر ناز ہے جا کھرو۔۔۔

جا کھرو: مہاراج۔۔۔

چنیر: کچھ کہنا چاہتے ہو۔۔۔کہو۔۔۔

جا کھرو: جان کی امان پاؤں تو۔۔۔

چنیر: کیسی بات کرتے ہو جا کھرو۔۔۔ہم تمہیں اپنا عزیز سمجھتے ہیں۔۔۔تمہاری ہر خوشی ہماری خوشی ہے۔۔۔تمہیں ہم سے کوئی بات کہتے ہوئے جھجھکنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

ہمیں تمہارے خلوص پر بھروسہ ہے۔۔۔تمہاری نیت پر اعتماد ہے۔۔۔

جاکھرو: لکھ پت کی رجکماری کنورو کا نام آپ نے سنا ہوگا۔۔۔

چنیر: ہاں سنا ہے۔۔۔وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔؟

جاکھرو: اس کے حسن کی میں کیا تعریف کروں مہاراج الفاظ میں اتنی تاب نہیں کہ اس کے حسن کی ترجمانی کرسکیں، بس یوں سمجھ لیجئے کہ وہ بھگوان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ایک دیوی ہے۔ گجر دم کھلتا ہوا کنول کا پھول بھی اسے دیکھ لے تو شرم سے گردن جھکالے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اوشا کا نرمل اور کومل روپ ایک جسم میں ڈھل گیا ہے۔ سر سے پاؤں تک وہ ایک کویتا ہے۔ ایک ایسی کویتا جسے اگر شاعر کا تخیل دیکھ لے تو اپنی ساری رنگینیاں بھول جائے۔۔۔دھنک کے تمام رنگ مل کر بھی اگر کسی انسانی پیکر میں ڈھلنا چاہیں تو کنورو کو آئینہ نہیں دکھا سکتے۔۔۔

چنیر: (ہنستے ہوئے) یہ سب بھگوان کا کرشمہ ہے جاکھرو۔۔۔بھگوان چاہے تو زمین کو بھی آسمان جیسا بنادے۔۔۔

جاکھرو: یہی تو میں عرض کر رہا تھا مہاراج۔۔۔اسے دیکھنے پر قطعی یقین نہیں آتا کہ وہ دھرتی کا حسن ہے وہ تو آکاش کی دیوی لگتی ہے۔ کوئی آسمانی مخلوق۔۔۔

چنیر: (ہنستے ہوئے) تم بہت زیادہ دلچسپی لے رہے ہو اس میں کیا بات ہے۔۔۔کیا اسے دیکھ کر مالتی کو بھول گئے۔۔۔

جاکھرو: نہیں مہاراج۔۔۔میرا اس سے کیا سمندھ۔۔۔وہ تو آپ کی پرستار ہے اور اسی لیے وہ لکھ پت سے یہاں آئی۔۔۔میری گزارش تھی آپ اسے ایک نظر دیکھ لیں تو۔۔۔

چنیر: (اسی طرح ہنستے ہوئے) ہم حسین چیزوں کو پسند ضرور کرتے ہیں جاکھرو لیکن محبت

ظاہری حسن کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔محبت کچھ اور شئے ہوتی ہے۔۔۔محبت کا تعلق نظر سے نہیں دل سے ہوتا ہے اور ہمارا دل کسی کا ہو چکا۔۔۔

جاکھرو: مجھے معلوم ہے مہاراج لیکن وہ۔۔۔

چنیر: وہ کچھ سہی جاکھرو۔۔۔ہم اپنی نظر کو دل سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔۔۔محبت اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب نظر اور دل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔۔۔جاؤ کنورو سے کہو واپس چلی جائے۔۔۔

جاکھرو: جو آگیہ مہاراج۔۔۔

(جاکھرو چلا جاتا ہے)

(چنیر تالی بجاتا ہے)

چنیر: (آواز دیتا ہے) راجاں۔۔۔

راجاں: مہاراج۔۔۔

چنیر: لیلاں کہاں ہے راجاں۔۔۔؟

راجاں: پائیں باغ میں۔۔۔

چنیر: ان سے کہو۔۔۔ہم آرہے ہیں

پانچواں منظر

(کنورو اور مرکی بیٹھی باتیں کررہی ہیں)

مرکی: سمجھ میں نہیں آتا کنورو۔۔۔بیٹھے بٹھائے تجھے کیا سوجھ گئی۔۔۔اپنے ساتھ تو نے میرا بھی جیون ناش کردیا۔۔۔اب میں تیرے پتاجی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی

کنورو: تو کیا جاکھرو نے صاف انکار کردیا ماتاجی۔۔۔

مرکی: جا کھرو کیوں انکار کرنے لگا۔۔۔چنیر نے انکار کر دیا ہے۔اس کے دل و دماغ پر لیلاں اس بری طرح چھائی ہوئی ہے کہ وہ پلٹ کر دوسری طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا

کنورو: تب تو مجھے لیلاں کو شکست دینا ضروری ہو گیا ہے۔۔۔

(وقفہ)

مرکی: پھر کیا سوچا ہے تو نے۔۔۔

کنورو: راج محل میں داخل ہونے کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے۔۔۔

مرکی: راج محل میں تو اب تجھے کوئی پھٹکنے بھی نہیں دے گا۔۔۔

کنورو: میں راج محل میں ضرور جاؤں گی ماں۔۔۔میں ایک بار لیلاں سے ملنا چاہتی ہوں اسے دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ ہے کیسی۔۔۔؟

مرکی: پاگل ہوئی ہے لیلاں سے تو کس طرح مل سکتی ہے۔۔۔؟ایسا ہی تھا تو جا کھرو سے پہلے ہی لیلاں سے ملنے کی بات کرتی۔۔۔اب تو ہمارے آنے کی اطلاع شاید لیلاں کو بھی ہو گئی ہو۔۔۔اب لیلاں کی خادمائیں ہمیں راج محل میں گھسنے بھی نہیں دیں گی

کنورو: (زیرلب) خادمائیں۔۔۔ہاں، خادمہ ٹھیک ہے۔۔۔

مرکی: کیا بڑبڑا رہی منہ ہی منہ میں۔۔۔بتا اب کیا سوچا ہے تو نے۔۔۔؟

کنورو: ہم کسی خادمہ کے ذریعہ راج محل میں نوکری کی بات کریں۔۔۔کیسی رہے گی یہ ترکیب

مرکی: دیوانی ہوئی ہے۔۔۔راجکماری ہو کر تو لیلاں کی خادمہ بنے گی اور مجھ سے اس کی جوتیاں اٹھوائے گی۔۔۔؟ چل واپس چل۔۔۔ہم لکھ پت جا کر مہاراج سے معافی مانگ لیں گے۔۔۔

کنورو: پتا جی اب معاف نہیں کریں گے۔۔۔اگر ہم ناکام لوٹے تو اس میں راج محل کی

رسوائی ہے۔راج محل کی عزت اب ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔۔کسی طرح اس کی لاج رکھنا ہے۔۔۔

مرکی: لیکن۔۔۔

کنورو: ہم بھیس بدل کر یہ کام کریں گے۔۔۔کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی کہ ہم کون ہیں۔

مرکی: لیکن اسے سے ہوگا کیا۔۔۔؟

کنورو: چنیر کے محل میں داخل ہو جانے کے بعد بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔مجھے یقین ہے ہمیں ضرور کامیابی ہوگی۔۔۔

مرکی: بھگوان جانے تیرے بھاگ میں کیا لکھا ہے۔۔۔میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا

کنورو: سب کچھ سمجھ میں آجائے گا ماں۔۔۔
بہت جلد سمجھ میں آجائے گا۔۔۔

چھٹا منظر

(لیلاں کنیز کی معرفت جواہرات خرید رہی ہے)

مالتی: تو، تو بس جواہرات کی دیوانی ہے لیلاں میں کہتی ہوں تیرے پاس کمی ہے ان کی؟

لیلاں: ارے دیکھ تو سہی۔۔۔کتنے خوبصورت ہیں

مالتی: لیکن اس سے اچھے تو تیرے پاس موجود ہیں پہلے سے۔۔۔

لیلاں: تجھے تو بناؤ سنگھار کا ذرا شوق نہیں مالتی۔۔۔جا کھرو کے گھر جائے گی تو کیا اسی طرح جائے گی بغیر سنگھار کے عورت مکمل نہیں ہوتی۔۔۔

مالتی: اونہہ عورت کے بارے میں تجھ ہی کو سب کچھ معلوم ہے۔۔۔خیر چھوڑ اس بات کو،

راجاں جوہری سے کہو کچھ اور دکھائے (لیلاں سے) یہ جو تم نے پسند کئے ہیں لیلاں یہ تمہیں زیب نہیں دیتے ان سے بھاری ہوں تو اچھا ہے۔۔۔

لیلاں: میرا جی چاہتا ہے مالتی میرے پاس دنیا کی ہر قسم کے جواہرات موجود ہوں۔ ہر قسم کے زیور ہوں تا کہ میں ہر پہر انہیں بدل سکوں اور ایک بار پہن کر دوسرے بار نہ پہنوں (راجاں سے) لے آئیں راجاں۔۔۔

راجاں: مہارانی۔۔۔ باہر دو غریب عورتیں کھڑی ہیں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔

لیلاں: مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔؟ کہہ دو کہ اس وقت فرصت نہیں۔۔۔

مالتی: ارے ایسی بے دردی سے کیوں لوٹا رہی ہو ممکن ہے کوئی فریادی ہوں۔۔۔

لیلاں: فریادی ہوں تو دربار میں جائیں۔۔۔

مالتی: عورت اپنے دل کی بات عورت ہی سے کہہ سکتی ہے لیلاں۔۔۔ ممکن ہے تم ان کا دکھ زیادہ سمجھ سکو اور مہاراج کو ان کے معاملے میں سمجھا سکو۔۔۔

لیلاں: اچھا بلا لاانہیں (راجاں جاتی ہے)

مالتی: تم اتنی کٹھور کیوں ہوتی جا رہی ہو۔۔۔ دن بدن۔۔۔

لیلاں: کٹھور ہونے کی بات نہیں مالتی۔۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔

مالتی: وہ آ گئیں دونوں۔۔۔

لیلاں: کیا بات ہے۔۔۔؟

کنورو: (دونی آواز میں) ہم مجبور، غریب زمانے کے ستائے ہوئے ہیں رانی، ہمارا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے قدموں میں جگہ دے دیجئے۔۔۔

(پاؤں پر گر پڑتی ہے)

لیلاں: ارے ارے اٹھو۔۔۔ پاؤں پڑنے کی کیا ضرورت ہے کیا چاہتی ہو۔۔۔

کنورو: ہمیں راج محل میں کسی کام سے لگا دیجئے رانی۔۔۔ ہمارا کوئی سہارا نہیں ایک میں ہوں اور ایک میری بوڑھی ماں ہم دونوں زندگی بھر آپ کو دعا دیتے رہیں گے۔۔۔

مالتی: (لیلاں سے) بڑی مظلوم لگتی ہیں دونوں جہاں اتنی خادمائیں ہیں وہاں دو اور سہی کیا نام ہے تیرا۔۔۔

کنورو: روپا۔۔۔

لیلاں: اچھا۔۔۔ راجاں، انہیں محل سرا میں بھجوا دو۔۔۔

راجاں: جوہری نے یہ جواہرات اور دیئے ہیں۔۔۔

لیلاں: میرے بھگوان۔۔۔ کتنے خوبصورت ہیں یہ۔۔۔؟ جی چاہ رہا ہے سب کے سب رکھ لوں

مالتی: پاگل ہوئی ہو۔۔۔ ان میں دو تین اچھے ہیں باقی تو یوں ہی ہیں۔۔۔

لیلاں: ارے نہیں۔۔۔ دیکھو تو کیسے تاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔۔۔

مالتی: (ہنستے ہوئے) تمہیں تو دن میں بھی تارے نظر آتے ہیں۔۔۔

لیلاں: تمہارے خیال میں یہ بھی اچھے نہیں۔۔۔؟

مالتی: لاؤ۔۔۔ اس بار میری پسند سے خریدو۔۔۔ (دو تین چنتی ہے) اوں۔۔۔ بس یہ تین چار اچھے ہیں۔ یہ خرید لو اور اس سے کہو کہ آئندہ اور لائے نایاب جواہرات۔۔۔

لیلاں: سن لیا راجاں۔۔۔ جاؤ اس سے کہہ دو۔۔۔

(چنیر آتا ہے)

راجاں: (اسے دیکھتے ہی) مہاراج۔۔۔

مالتی: مہاراج آرہے ہیں لیلاں۔۔۔میں چلتی ہوں

چنیر: (دور سے قریب) ارے کہاں چلیں مالتی۔۔۔ہمیں معلوم ہے تم دلہن بننے والی ہو
لیکن ہم تمہارے سسرال کے رشتہ دار تو نہیں۔۔۔جا کھر وہمارا وزیر ہوا تو کیا۔۔۔
ارے شرما گئیں بلاؤ لیلاں مالتی تو تمہاری بہن ہے۔۔۔

لیلاں: آؤ مالتی۔۔۔مہاراج سے کیا شرم

چنیر: (جواہرات پر نظر پڑتی ہے) اوہ ہو۔۔۔جواہرات خریدے جا رہے تھے۔۔۔

مالتی: شادی کی سالگرہ جو قریب آگئی ہے (ہنستی ہے)

لیلاں: ہٹ شریر کہیں کی۔۔۔

چنیر: (ہنستے ہوئے) اوہ لیکن ابھی تو دور ہے ہماری شادی کی سالگرہ۔۔۔

مالتی: لیکن لیلاں کو تو ابھی سے اس دن کے سنگھار کی فکر ہوگئی ہے پندرہ دن پہلے سے
(بن کر) ہاں لیکن پندرہ دن کا کیا ہے۔۔۔پلک جھپکتے گزر جائیں گے۔۔۔

(مالتی اور چنیر دونوں ہنستے ہیں)

ساتواں منظر

(کنورو کا گیت)

کنورو: بیت گئے دن رین۔۔۔مرے من
سپنوں کے درپن سے بیتا جیون جھانکتا جائے
لیکن اس جیون کو پاگل کوئی کیسے پائے

بھول جاوہ سکھ چین۔۔۔مرے من
بیت گئے دن رین۔۔۔مرے من

لیلاں: روپا۔۔۔

کنورو: (ایک دم کھڑی ہو جاتی ہے اور آنسو پونچھنے لگتی ہے) مہارانی

لیلاں: کیا بات ہے۔۔۔

کنورو: کچھ نہیں مہارانی۔۔۔

لیلاں: کوئی تو بات ہے۔ میں اکثر تجھے اس طرح چپ چپ اور اداس دیکھتی ہوں۔۔۔
کبھی تیرا دل گاتا بھی ہے تو ایسے ہی غمگین گیت آخر بات کیا ہے؟)

کنورو: کچھ نہیں مہارانی۔۔۔ایسے ہی کبھی دل بھر آتا ہے۔۔۔

لیلاں: کیوں بھر آتا ہے دل۔۔۔تجھے کوئی تکلیف ہے یہاں۔۔۔؟

کنورو: آپ کے قدموں میں بھلا مجھے کیا تکلیف ہو سکتی ہے

لیلاں: پھر کیا وجہ ہے۔ آج ہماری شادی کی سالگرہ ہے سارے محل میں خوشیاں منائی جا رہی
ہیں اور ایک تو ہے کہ۔۔۔

کنورو: نہیں مہارانی۔۔۔اس سالگرہ کی خوشی مجھے بھی ہے بس یوں ہی خیال آ گیا تھا۔۔۔

لیلاں: کیا خیال آ گیا تھا۔۔۔؟

کنورو: یہی کہ۔۔۔خیر چھوڑئے اس افسانے کو۔۔۔

لیلاں: افسانہ۔۔۔؟

کنورو: ہاں اب اسے افسانہ ہی سمجھئے۔ حقیقت تو کبھی کی ختم ہو چکی۔۔۔

لیلاں: افسانہ؟ حقیقت؟ میں بالکل نہیں سمجھی۔۔۔ تیرا مطلب؟ صاف صاف بتانا

کنورو: (ٹھنڈی سانس لے کر) کسی زمانے میں ہم بھی اسی طرح رہتے تھے محلوں میں۔۔۔

لیلاں: تو اب بھی تو محل میں ہے۔۔۔

کنورو: فرق صرف اتنا ہو گیا ہے کہ پہلے میں بھی آپ کی طرح راجکماری تھی اور آج۔۔۔

لیلاں: راجکماری! کیا کہہ رہی ہے روپا۔۔۔

کنورو: ہاں مہارانی۔۔۔ میں بھی راجکماری ہوں

لیلاں: مجھے یقین نہیں آتا۔۔۔

کنورو: اس دن آپ جواہرات دیکھ رہی تھیں اور ہر نئے ہیرے کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں چمک اٹھتی تھیں۔۔۔ میرا جی بے اختیار چاہا کہ اپنے پاس کے کچھ زیور آپ کو دکھاؤں لیکن اس دن میری نوکری کا پہلا دن تھا۔ اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔۔

لیلاں: تیرے پاس بھی ہیروں کے زیور ہیں؟

کنورو: دکھاؤں آپ کو۔۔۔؟

لیلاں: (ہنستے ہوئے) ہاں ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ کتنے بڑے راجہ کی بیٹی ہے۔۔۔

(کنورو دوڑ کر جاتی ہے اور ایک نولکھا ہار نکال لاتی ہے)

کنورو: یہ دیکھئے، نولکھا ہار۔۔۔؟

لیلاں: (خوشی سے چیخ پڑتی ہے) روپا! یہ ہار تیرے پاس کہاں سے آیا۔ ہائے کتنا خوبصورت ہے یہ ہار اصلی ہیروں کا کیسی چمک ہے اس میں سچ مچ یہ تیرا ہے۔۔۔

کنورو: اسی لیے تو میں نے آج تک آپ کو دکھایا نہیں تھا کہ آپ کو یقین نہیں آئے گا۔

لیلاں: روپا میری پیاری بہن، یہ ہار تو مجھے دے دے

کنورو: نہیں مہارانی یہ ہار میں آپ کو نہیں دے سکتی اس ہار سے میری زندگی کے قیمتی یادیں وابستہ ہیں

لیلاں: میں اس کی بڑی سے بری قیمت چکانے کو تیار ہوں

کنورو: مجھے افسوس ہے مہارانی میں اسے کسی قیمت پر آپ کو نہیں دے سکتی۔

لیلاں: روپا آج میری شادی کی سالگرہ ہے آج یہ ہار میرے گلے میں ہوگا تو میں کتنی خوبصورت نظر آؤں گی اسے میرے ہاتھ بیچ دے روپا۔۔۔

کنورو: میں مجبور ہوں مہارانی۔۔۔

لیلاں: تو کسی قیمت پر تو اسے نہیں بیچ سکتی۔۔۔

کنورو: (زیر لب مسکراتے ہوئے) میں جس قیمت پر آپ کو یہ ہار دینا چاہوں گی۔ آپ اسے قبول نہیں کریں گی۔۔۔

لیلاں: میں ہر قیمت دینے کو تیار ہوں۔۔۔

کنورو: وعدہ کرتی ہیں آپ۔۔۔؟

لیلاں: چنیر کی قسم میں اس کی منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں، مانگ کیا مانگتی ہے۔۔۔

کنورو: چنیر۔۔۔

لیلاں: (یکا یک حیران ہوکر) روپا۔۔۔!

(وقفہ)

کنورو: میں نہ کہتی تھی آپ نہیں دے سکیں گی۔۔۔

لیلاں: روپا۔۔۔تو، چنیر کو مجھ سے مانگ رہی ہے

کنورو: ہاں مہارانی۔۔۔چنیر کو، اگر آپ کو ہار پسند ہے تو یہ سودا اسی طرح ہو سکتا ہے

لیلاں: لیکن۔۔۔

کنورو: بس، مہارانی، یہی آخری بات ہے

(لیلاں سوچنے لگتی ہے)

لیلاں: اچھا ایک شرط ہے۔ میں چنیر کو صرف ایک دن کے لیے تجھے دے سکتی ہوں صرف ایک دن کے لیے۔۔۔

کنورو: یہ میرے ہار کی قیمت تو نہیں مہارانی۔۔۔لیکن خیر مجھے منظور ہے۔۔۔

لیلاں: جاؤ، بناؤ سنگھار کرو۔۔۔آج میرا شادی کا جوڑا تم زیب تن کر لو جب چنیر محفل رقص سے اپنے حجلہ عروسی میں آئے گا تو آج تمہیں دیکھے گا۔۔۔ آج تم لیلاں ہو چنیر کی لیلاں۔۔۔

کنورو: (سوچتے ہوئے) لیکن۔۔۔

لیلاں: فکر مت کرو۔۔۔وہ اپنے ہوش میں نہیں ہوگا وہ تمہیں لیلاں ہی سمجھتا رہے گا اور جب اسے ہوش آئے گا تو ہماری شرط پوری ہو چکی ہوگی۔۔۔چلو روپا۔۔۔جلدی تیار ہو جاؤ، میں یہ ہار لیے جا رہی ہوں۔۔۔

(چلی جاتی ہے)

کنورو: (زیر لب) وہ تمہیں لیلاں ہی سمجھتا رہے گا اور جب اسے ہوش آئے گا تو ہماری شرط پوری ہو چکی ہوگی، ہوں۔۔۔دیکھا جائے گا

آٹھواں منظر

(جشن شادی۔۔۔رقص، رقاصہ کا گانا)

پی لے۔۔۔اک جام جوانی پی لے
جی لے۔۔۔یہ دنیا ہے فانی جی لے
دو روز ہے یہ دنیا۔۔۔کیا غم
یہ جام ہے اس میں ہو جا۔۔۔مدغم
پی لے۔۔۔اک جام جوانی پی لے
جی لے۔۔۔یہ دنیا ہے فانی جی لے
چل چاند نگر سے ہو کر۔۔۔آئیں
یا اور بھی اس سے اوپر۔۔۔جائیں
پی لے۔۔۔اک جام جوانی پی لے
جی لے۔۔۔یہ دنیا ہے فانی جی لے

چنیر: (کچھ نشہ بھی ہے) خوب، بہت خوب۔۔۔ہم بہت خوش ہوئے (ہنستا ہے)

جاکھرو: کافی رات ہوگئی ہے مہاراج۔۔۔آپ حکم دیں تو۔۔۔

چنیر: ہاں۔۔۔تخلیہ

(خاموشی)

جاکھرو: تشریف لے چلئے

(دونوں چلتے ہیں)

چنیر: اچھا جاکھرو۔۔۔شب بخیر

(دروازہ کھلتا ہے)

غض

اوہ۔۔۔تم ہماری منتظر ہو لیلاں۔۔۔لو ہم آ گئے سچ مچ ہمیں بڑی دیر ہو گئی ہے۔ بہت زحمت اٹھانی پڑی تمہیں (مسکراتے ہوئے) لیکن اس زحمت میں راحت بھی پنہاں ہوتی ہے کیوں انتظار میں بڑی لذت ہے۔ یہ رات بھی کتنے انتظار کے بعد آتی ہے اور جب یہ آ جاتی ہے تو کس قدر جلد گذر جاتی ہے. جی چاہتا ہے یہ رات طویل تر ہو جائے اور کبھی ختم نہ ہو۔۔۔انتظار کے لمحات بہت آہستہ گزرتے ہیں نا۔۔۔ہم چاہتے ہی یہ اور آہستہ گزریں۔ بہت ہی آہستہ۔۔۔ارے تم اتنی چپ کیوں ہوں۔ کچھ بولو بھی لیلاں۔۔۔تم تو بالکل دولہن بنی بیٹھی ہو۔ وہی گھونگھٹ، وہی جھکی ہوئی گردن، وہی خاموشی، ارے اب گھونگھٹ ہٹاؤ بھی لیلاں (مسکراتے ہوئے) اچھا شرما رہی ہو، چلو ہم ہی اٹھاتے ہیں گھونگھٹ (تقریباً چیخ کر) روپا۔۔۔

کنورو: (قدموں میں گر پڑتی ہے) مہاراج۔۔۔مجھے شما کیجئے۔۔۔

چنیر: تو۔۔۔تو یہاں کیسے آئی۔۔۔؟ لیلاں کہاں ہے؟ یہ کپڑے، یہ سنگھار۔۔۔میں کہتا ہوں تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی۔۔۔

کنورو: یہ جرأت میں کیسے کرسکتی ہوں مہاراج۔۔۔یہ سب کچھ مہارانی کے اشارے پر ہوا ہے

چنیر: کیا کہہ رہی ہے۔۔۔

کنورو: مہارانی نے ایک دن کے لیے آپ کو میرے حوالے کر دیا ہے۔۔۔مہارانی نے آپ کو مجھے بیچ دیا ہے

چنیر: (مہاراج غصے سے) روپا۔۔۔!

کنورو: میں جھوٹ نہیں کہہ رہی ہوں مہاراج۔۔۔مہارانی نے ایک نولکھا ہار کے معاوضے میں آپ کو مجھے دیا ہے۔۔۔وہ ہار انہیں اس قدر پسند تھا

چنیر: لیلاں نے ایک ہار کے بدلے میں میرے محبت کا سودا کیا ہے۔ لیلاں نے حقیر موتیوں کے ایک ہار کو مجھ پر ترجیح دی ہے

(غصہ میں چیخ پڑتا ہے)

کوئی ہے۔۔۔

راجاں: (ادب سے) مہاراج۔۔۔

چنیر: لیلاں کہاں ہے۔۔۔

راجاں: مہارانی اپنی آرام گاہ میں ہیں۔۔۔

چنیر: وہ جہاں بھی ہو اسے یہاں لے آؤ

(کنیز جاتی ہے)

چنیر: یاد رکھ روپا، اگر یہ بات جھوٹ ثابت ہوئی تو ہم تجھے زندہ دفن کر دیں گے

کنورو: مجھے ہر سزا منظور ہے۔ مہاراج۔۔۔میرا دیا ہوا ہار اب بھی ان کے گلے میں موجود ہے

لیلاں: مہاراج آپ نے مجھے یاد فرمایا۔۔۔

چنیر: (خاموشی سے اس کے ہار کو گھورتا رہتا ہے)

لیلاں: (پریشانی سے) مہاراج۔۔۔آپ، آپ اس طرح کیوں مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔۔مہاراج

(چنیر اسی طرح دیکھتے ہوئے اس طرف بڑھتا ہے
ہاتھ بڑھا کر اس کے گلے سے ہار نوچ لیتا ہے)

لیلاں: (چیخ کر) مہاراج۔۔۔

چنیر: (دانت پیس کر) تو یہ مہاراج ہے وہ قیمتی ہار جس کے آگے میری محبت بھی ارزاں ہے یہ ہے وہ پھندہ جس نے ہماری محبت کا گلا گھونٹ دیا۔۔۔

لیلاں: مہاراج۔۔۔

چنیر: (چیخ کر) خاموش رہ نیچ عورت۔۔۔ تیری ذات اس بلندی کے لائق نہیں۔۔۔ جس پر ہم نے تجھے پہنچا دیا تھا۔۔۔

لیلاں: مجھ سے غلطی ہوگئی مہاراج۔۔۔ مجھ سے بڑی چوک ہی اہمیت رکھتی ہے لیلاں۔۔۔ یہی چوک جیت کو ہار سے بدل دیتی ہے اور محبت ہارنے والوں سے نہیں جیتنے والوں سے سرخرو ہوتی ہے۔

لیلاں: مہاراج۔۔۔

چنیر: جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی ہوگا
جاؤ لیلاں، تیری چوک نے آج ہمارے من مندر میں زلزلہ پیدا کر دیا ہے۔ یقین کو ڈگمگا دیا ہے۔ چلی جا۔۔۔ اب ہماری محبت کو تیرے پہلو میں سکون نہیں مل سکتا۔

لیلاں: (قدموں پر گر پڑتی ہے) مہاراج۔۔۔ (رو پڑتی ہے)

چنیر: ہم تیری طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتے لیلاں۔۔۔
چلی جا ہماری نظروں کے سامنے سے۔۔۔ چھوڑ دے ہمارے پاؤں
(پاؤں چھڑا لیتا ہے) تیرے ہاتھوں کی شمعوں کو ان ہیروں کی چمک نے دھندلا دیا ہے۔ تیری ہتھیلیوں میں ابھی تک ان ذلیل چیزوں کا لمس باقی ہے۔ تیرے ہاتھ نجس ہیں لیلان ہمارے پوتر پیروں کو چھو کر انہیں ناپاک نہ کر۔۔۔

لیلاں: (روتے ہوئے) مہاراج۔۔۔ میں کہاں جاؤں مہاراج میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔ مجھے ان چرنوں کی پوتر خاک میں اٹا رہنے دیجئے۔ مجھے میری غلطی کی بہت بڑی سزا مل گئی مہاراج۔۔۔ مہاراج مجھے معاف کر دیجئے۔

چنیر: معاف کر دوں تجھے۔۔۔ اس عورت کو معاف کر دوں جس نے محبت کے دیوتا کی توہین کی ہے اس شعلے کو بھڑکنے دوں، جس نے سورگ کو جلا کر بھسم کر دیا۔ اس پتھر کو راستے میں پڑا رہنے دوں جس نے بھگوان کی مورتی میں ڈھل کر سر عام اس کی عظمت کو مذاق اڑایا ہے۔ ہم تجھے معاف نہیں کر سکتے لیلاں۔۔۔ ہم تجھے کبھی معاف نہیں کر سکتے۔

لیلاں: مہاراج۔۔۔

چنیر: ہم کہتے ہیں چلی جا۔۔۔ اسی وقت چلی جا۔۔۔ اس سے پہلے کہ اس ہار کی بجائے ہمارے ہاتھ تیرے گلے کا پھندا بن جائیں۔ اس سے پہلے کہ ہمارے من مندر کا زلزلہ اپنے ساتھ تجھے بھی زمیں میں دفن کر دے۔ چلی جا یہاں سے۔۔۔

لیلاں: (پھر رونے لگتی ہے) مہاراج۔۔۔

چنیر: نہیں جائے گی تو۔۔۔ کوئی ہے

(قدموں کی آواز)

اس عورت کو لے جاؤ یہاں سے۔۔۔ اسے راج محل سے باہر نکال دو، اور سنو ابھی پنڈت جی کو بلاؤ۔ ہم روپا سے آج ہی بیاہ کریں گے۔

لیلاں: (چیخنے چلانے لگتی ہے، سپاہی لیلاں کو لے جاتے ہیں)
مہاراج مجھے یوں نہ نکالئے مہاراج۔۔۔ مہاراج
(چیخوں کی آواز دور ہوتے ہوئے، شہنائی کی آواز میں بدل جاتی ہے)

نواں منظر

(لیلاں گیت گا رہی ہے)

(گیت کے ختم ہونے پر مالتی آتی ہے)

مالتی: لیلاں تجھے یہاں آئے ہوئے دو مہینے ہوگئے اور دو مہینے سے تو برابر رو رہی ہے۔ آخر اس سے کیا حاصل لیلاں۔ بھول جا اس بے وفا کو۔۔۔

لیلاں: (فوری) مالتی انہیں بے وفا نہ کہو۔۔۔ قصور میرا ہے مالتی۔۔۔ مجھے اپنے پاپ کی سزا مل رہی ہے

مالتی: ارے یہ بھی کوئی پاپ ہے۔ انسان سے بھول چوک ہوتی ہی ہے۔ اتنی ذرا سی بات پر اتنی بڑی سزا۔۔۔ سچ کہتی ہوں مرد کا دل بڑا کھنور ہوتا ہے۔

لیلاں: نہیں مالتی۔۔۔ چنیر کا دل ایسا نہیں ہے۔ انہیں مجھ سے محبت ہے مجھے آج بھی ان کی محبت پر بھروسہ ہے

مالتی: اتنے برے سلوک کے بعد بھی تجھے اس کی محبت پر بھروسہ ہے۔ پاگل۔۔۔ میرا تو اب مرد کی محبت پر سے یقین اٹھ گیا ہے

لیلاں: محبت ہر دل میں ہوتی ہے مالتی۔۔۔ محبت کے بغیر انسان انسان نہیں بن سکتا

مالتی: ارے کیسی باتیں کرتی ہو۔۔۔ اگر محبت اسی کا نام ہے تو ایسی محبت کو دور ہی سے سلام میں نے تو چنیر کے اس برتاؤ کے جا کھروے شادی کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے

لیلاں: (چونک کر) مالتی۔۔۔

مالتی: ہاں لیلاں۔۔۔ ایسی شادی سے کنواری رہنا ہی بہتر ہے

لیلاں: کیا کہہ رہی ہے تو۔۔۔ منگنی ہو جانے کے بعد تو نے شادی سے انکار کر دیا ہے؟

یہ پاپ ہے مالتی۔۔۔

مالتی: میں اس پاپ کو اس نیکی سے زیادہ پوتر سمجھتی ہوں لیلاں جو ایک بھولے بھالے دل کو اپنے پیروں تلے روند ڈالے۔۔۔

لیلاں: مالتی۔۔۔

مالتی: ہاں لیلاں۔۔۔ تیری بربادی دنیا کی ہر عورت کو آئینہ دکھا رہی ہے۔ دنیا کی کوئی سمجھ دار عورت اب مرد پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔ مرد اوپر سے جتنا اجلا نظر آتا ہے۔ بھیتر سے اتنا ہی کالا ہوتا ہے

لیلاں: ایسا نہ کہو مالتی۔۔۔ مرد کا دل بھی آئینہ کی طرح صاف ہوتا ہے۔۔۔

مالتی: (زہرخند) صاف، بالکل صاف۔۔۔ بالکل آئینہ جس میں ہر عورت اپنا چہرہ دیکھ کر یہ سمجھتی ہے کہ وہی اس کے دل کی رانی ہے۔ کتنی بھولی ہوتی ہے عورت۔۔۔

لیلاں: تم غلط سمجھ رہی ہو مالتی۔۔۔ دل کے بارے میں اس طرح نہیں سوچا جاتا۔۔۔

مالتی: اگر اس طرح نہ سوچا جائے تو دنیا کی ہر عورت لیلاں ہو کر رہ جائے گی اور لیلاں عورت کی مظلومی کا دوسرا نام ہے۔ مالتی یہ ظلم برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

لیلاں: کیا ہو گیا ہے آج تجھے، ایسا معلوم ہوتا ہے میرے غم کو تو نے مجھ سے زیادہ محسوس کیا ہے

مالتی: اس لیے کہ میں تیرا مستقبل ہوں لیلاں اور مستقبل کو ماضی کی غلطیوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

لیلاں: (ہنستے ہوئے) ابھی تو نے دنیا نہیں دیکھی تجھے نہیں معلوم مالتی عورت ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہے۔۔۔ تیرا خیال غلط ہے۔ کل کی عورت سے آج کی عورت مختلف ہے اور آج کی عورت سے کل کی عورت مختلف ہو جائے گی۔ بہت مختلف۔۔۔ انسان ہر قدم

ترقی کی طرف بڑھتا ہے۔ وقت ہمیشہ آگے بڑھتا رہتا ہے لیلاں، پیچھے نہیں لوٹتا۔۔۔ اگر مرد نے عورت کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا تو عورت بھی اس سے ایک دن انتقام لے گی وہ انسان ہو کر، جانور کی طرح دنیا میں نہیں رہ سکتی۔۔۔

لیلاں: معلوم ہوتا ہے آج تو کسی سے لڑ کر آئی ہے۔۔۔

مالتی: ہاں۔۔۔ میں سماج کے ہر اصول سے لڑ کر آئی ہوں۔ ہر اس بندھن کو توڑ کر آئی ہوں جو عورت کے گلے میں پھانسی کا پھندا بن کر روز بہ روز تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے بندھن کو توڑ ہی دینا مناسب ہے، لیلاں۔۔۔ میں تیری طرح بزدل نہیں ہوں کہ یہاں بیٹھی آنسو بہاتی رہوں اور وہ وہاں گل چھرے اڑائے۔ کبھی سوچا بھی ہے تو نے کہ چنیر وہاں کیا کر رہا ہے تیرے چھوٹ جانے کا اسے بھی کچھ غم ہے یا نہیں۔۔۔؟

لیلاں: مالتی۔۔۔

(موسیقی)

دسواں منظر

(چنیر چپ چاپ بیٹھا ہے)

کنورو: مہاراج۔۔۔ کوئی گیت سنیں گے آپ۔۔۔؟

چنیر: نہیں کنورو۔۔۔ کچھ دیر میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں جاؤ تم۔۔۔

کنورو: کیا آپ کے دل میں ابھی تک کنورو کے لیے جگہ پیدا نہیں ہوئی مہاراج۔۔۔

چنیر: یہ بات نہیں کنورو۔۔۔ مجھے تمہاری محبت کا اعتراف ہے تم میری خاطر راجکماری سے کنیز بن گئیں میری خاطر کیا کچھ نہ دکھ اٹھائے تم نے۔۔۔ لیکن

کنورو: لیکن میں لیلاں کا جواب نہ بن سکی۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ۔۔۔

چنیر: نہیں کنورو۔۔۔ بات یہ ہے کہ کبھی کبھی خیال آتا ہے۔۔۔

کنورو: کیا خیال آتا ہے آپ کے دل میں۔۔۔

چنیر: یہی کہ۔۔۔ نہ جانے کیا کیا خیالات آتے رہتے ہیں دل ہی تو ہے۔ بہتر ہے تم اس معاملے میں دخل نہ دو۔۔۔

کنورو: میں دخل نہ دوں۔۔۔ آپ کی رانی ہو کر میں دخل نہ دوں۔ آخر ضبط کی بھی ایک انتہا ہوتی ہے مہاراج۔۔۔

چنیر: تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ تم چنیر کو حاصل کرنا چاہتی تھیں وہ تمہیں مل گیا۔ اب اور کیا چاہیے

کنورو: میں نے کسی پتھر کے بت کو حاصل کرنے کے لیے اتنی قربانیاں نہیں دیں۔ میں ایک جیتے جاگتے انسان کو اپنانا چاہتی تھی ایسے انسان کو جس کے سینے میں دل ہو اور وہ دل میرے لیے دھڑکتا ہو۔۔۔

چنیر: دل کی دھڑکنوں پر کسی کو قابو نہیں ہوتا کنورو میں چاہتا ہوں کہ لیلاں کی مورتی میرے من مندر سے اٹھ جائے ٹوٹ پھوٹ جائے میرا دماغ اس پر پتھر برساتا رہتا ہے لیکن وہ نہیں ٹوٹتی، وہ نہیں ٹوٹتی کنورو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے اب یہ مندر ہی بیٹھ جائے گا

کنورو: لیلاں اس قدر آپ کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے وہ عورت جس نے آپ کی محبت کو ایک بازاری چیز کی طرح بیچ دینے کی کوشش کی۔۔۔ جو آپ کے غصے کی تاب نہ لا کر اس طرح آپ کو چھوڑ کر چلی گئی کہ دوبارہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔۔۔ ایسی عورت، عورت نہیں ہو سکتی مہاراج۔۔۔ وہ ایک بیوا تھی۔۔۔

چنیر: (غصے میں چیخ کر) کنورو (چانٹا مار دیتا ہے) چلی جاؤ یہاں سے

(کنورو روتی ہوئی چلی جاتی ہے)

کنورو: مہاراج---

(موسیقی)

گیارہواں منظر

(کنورو اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھے رو رہی ہے)

کنورو: ماں، میں بہت بدنصیب ہوں ماں---

مرکی: میں پہلے ہی تجھے منع کرتی تھی--- پہلے ہی کہتی تھی کہ چنیر کو حاصل کرنا آسان نہیں لیکن تو تو بس اس کے روپ پر مٹی جا رہی تھی ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی بیٹی---

کنورو: مجھے کیا معلوم تھا کہ لیلاں کے چلے جانے کے بعد بھی چنیر اسی کا رہے گا۔ آج تو انہوں نے مجھے مار بھی دیا ماں--- میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی---

مرکی: (تعجب سے) مارا ہے آج تجھے مہاراج نے ہے بھگوان--- اب میری بیٹی کی رکھشا کرنا۔ جب پتی کا ہاتھ استری پر اٹھ جاتا ہے تو اس کی بربادی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ کیا بول بیٹھی تو---؟

(راجاں آتی ہے)

راجاں: مہارانی--- لکھ پت سے آپ کی بہن آپ سے ملنے آئی ہیں---

کنورو: میری بہن--- میری بہن کون؟ خیر بلا لا انہیں

(کنیز جاتی ہے جمنی آتی ہے)

جمنی، کنورو: (دونوں لپٹ جاتے ہیں)

ارے بہت دبلی ہو گئی تو--- میں تو سمجھ رہی تھی اب تو چنیر کی رانی ہو گئی ہے۔ خوب

موٹی ہو گئی ہو گی۔ ارے ماتا جی بھی بیٹھی ہیں۔ نمستے ماتا جی

مرکی: جیو بیٹی--- جگ جگ جیو---

جمنی: ارے ماتا جی بھی آدھی رہ گئی ہیں، کیا بات ہے بیمار تو نہیں تھیں آپ دونوں---

مرکی: (زہر خند سے) بیماری سمجھ بیٹی (ٹھنڈی سانس لیتی ہے)

جمنی: بات کیا ہے آخر--- مجھے تو نقشہ ہی الٹا نظر آ رہا ہے

مرکی: تقدیر الٹی ہو تو اسے کون سیدھا کر سکتا ہے بیٹی کنورو نادان لڑکی ہے۔ زندگی کی بازی یوں کھیلی جاتی ہے کہیں---

جمنی، کنورو: ارے! رو رہی ہے تو---

کنورو: میری قسمت میں رونا ہی لکھا ہے جمنی--- میں یہ بازی جیت کر ہار چکی ہوں---

جمنی: کنورو--- نہ رو کنورو---

مرکی: اچھا بیٹی میں چلتی ہوں تو اسے سمجھا ذرا اب تو اسے زندگی بھر یہی رونا ہے---

بارھواں منظر

(جاکھرو لیلاں کے پاس آتا ہے)

لیلاں: (خوشی سے) جاکھرو--- آؤ آؤ--- کہو کیسے آنا ہوا مہاراج کیسے ہیں۔ اچھے تو ہیں خوش تو رہتے ہیں نا--- وہ آج کل انہوں نے کوئی پیغام تو نہیں بھیجا، میرے نام۔

جاکھرو: (حیرت سے) مہارانی--- آپ کو آج بھی مہاراج کی اتنی فکر ہے

لیلاں: فکر کیسے نہ ہو گی جاکھرو--- چنیر سے لیلاں بے فکر رہ سکتی ہے بھلا--- تن کے جدا ہونے سے من تو جدا نہیں ہو جاتے۔ لیلاں کی روح آج بھی چنیر کے گرد گھومتی رہتی ہے

جاکھرو: لیکن مہارانی۔۔۔

لیلاں: ٹھیک ہے جاکھرو، مجھے چنیر سے کوئی شکایت نہیں مجھے اپنی غلطی کی سزا مل رہی ہے

جاکھرو: آپ سچ مچ دیوی ہیں مہارانی۔۔۔اگر ہر استری کو آپ کی سی آتما مل جائے تو۔۔۔

لیلاں: میری آتما میرے شریر سے ایک بار ہار چکی ہے۔جاکھرو۔۔۔اب میری آتما اس قابل نہیں کہ اس کی اتنی تعریف کی جائے۔۔۔

جاکھرو: غلطی انسان ہی سے ہوتی ہے مہارانی۔۔۔اگر انسان سے غلطیاں نہ ہوں تو وہ انسان کب رہے گا۔۔۔

لیلاں: لیکن غلطی پھر بھی غلطی ہوتی ہے۔۔۔
ہم غلطی کو اچھا نہیں کہہ سکتے ہاں تو تم نے بتایا نہیں کہ چنیر کیسے ہیں

جاکھرو: اچھے ہیں مہارانی۔۔۔

لیلاں: کبھی میری یاد کرتے ہیں

جاکھرو: نہ جانے کیوں۔۔۔

(وہ اکثر اداس رہتے ہیں)

لیلاں: اداس رہتے ہیں مہاراج۔۔۔جاکھرو، ان کی صحت تو متاثر نہیں ہوئی نا۔۔۔

جاکھرو: ہاں۔۔۔کچھ متاثر تو ہوگئی ہے آپ نے تو اپنی حالت عجیب بنا ڈالی ہے۔ایسی لگتی ہیں جیسے کئی ماہ سے بیمار ہوں۔۔۔

لیلاں: (ٹھنڈی سانس لے کر) کاش بیمار ہو جاتی اچھا خیر بتاؤ کیسے آنا ہوا۔

جاکھرو: مہارانی۔۔آپ کا دل چوٹ کھایا ہوا ہے ایک دکھی دل کی بات آپ زیادہ سمجھ سکتی ہیں

لیلاں: دکھی دل۔۔۔کس کا دل دکھی ہے۔کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔

جاکھرو: مہارانی۔۔۔کہتے ہوئے شرم بھی محسوس ہوتی ہے لیکن۔۔۔آپ کے بنا یہ کام کوئی کر بھی نہیں سکتا۔۔۔

لیلاں: میں سمجھی نہیں تمہارا مطلب صاف صاف کہو نا۔۔۔

جاکھرو: وہ، وہ۔۔۔مالتی۔۔۔

لیلاں: اوہ۔۔۔مالتی سے منگنی ٹوٹ جانے کی وجہ سے تمہارا دل دکھی ہو گیا ہے لیکن۔۔۔ میں کیا کر سکتی ہوں

جاکھرو: آپ سب کچھ کر سکتی ہیں مہارانی۔۔۔آپ ہی اس ٹوٹے ہوئے بندھن کو جوڑ سکتی ہیں۔آپ اگر اسے منالیں تو وہ مان جائے گی۔سنا ہے اس کے دل میں مجھ سے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔۔۔

لیلاں: (ہنستے ہوئے) ہاں۔۔۔نادان لڑکی ہے۔۔۔

جاکھرو: تو آپ اسے منالیں گی مہارانی۔۔۔؟

لیلاں: یہ مسئلہ کچھ ٹیڑھا ضرور ہے جاکھرو۔۔۔

جاکھرو: میں تباہ ہو جاؤں گا۔۔۔میں اس کے بغیر مر جاؤں گا مہارانی۔۔۔

لیلاں: کیسی باتیں کرتے ہو۔۔۔

جاکھرو: مجھ پر رحم کیجئے مہارانی، مجھ پر شما کیجئے۔۔۔
مجھے اپنے چرنوں میں لے لیجئے (قدموں میں گر پڑتا ہے)

لیلاں: لیکن۔۔۔

جا کھرو: کچھ بھی کیجئے مہارانی۔۔۔میں آپ سے التجا کرتا ہوں

لیلاں: اچھا۔۔۔جا کھرو۔۔۔میں کوشش کرتی ہوں

جا کھرو: (خوشی سے) مہارانی۔۔۔آپ نے مجھے دوبارہ زندگی دے دی ہے

لیلاں: (زہرخند) جو خود زندہ نہ ہو جا کھرو وہ دوسروں کو کیا زندگی دے سکتی ہے

جا کھرو: ایسا نہ کہئے مہارانی۔۔۔

لیلاں: کیوں نہ کہوں جا کھرو۔۔۔اب رہا ہی کیا ہے جیون میں

جا کھرو: (ٹھنڈی سانس لے کر) کاش۔۔۔مہارانی میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا

لیلاں: (سوچتے ہوئے) تمہارے بیاہ میں مہاراج تو شریک ہوں گے نا۔۔۔

جا کھرو: مہاراج کیسے نہیں ہوں گے مہارانی۔۔۔ان کے بغیر بیاہ ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔

لیلاں: (زیرلب مسکراتے ہوئے) لو پھر۔۔۔میری تمنا بھی پوری ہو جائے گی اس بہانے انہیں ایک نظر دیکھ تو لوں گی جاؤ جا کھرو شادی کی تیاری کرو۔۔۔

(موسیقی)

تیرھواں منظر

(شادیانے اور قہقہے جاری ہیں)

لیلاں کا گیت

رات حسیں ہے، ماہ جبیں ہے
وہ ہیں جہاں پر دل بھی وہیں ہے
رقص کرائے دل، جام بھرائے دل
ایک ایک لمحہ آج آتشیں ہے

جس کے لیے ہم، سہتے رہے غم
اپنا وہ ہو کر، اپنا نہیں ہے
رات حسیں ہے، ماہ جبیں ہے
وہ ہیں جہاں پر، دل بھی وہیں ہے

چنیسر: ٹھیرو۔۔۔

(رقص اک دم رک جاتا ہے)

تم نے یہ گانا کہاں سے سیکھا ہے، کہاں سے سیکھا ہے تم نے یہ گانا

(لیلاں خاموش رہتی ہے)

جواب دو کنیز۔۔۔تم نے آج ہماری روح میں ہلچل مچا دی ہمارے دل کے سوئے ہوئے طوفانوں کو جگا دیا ہے ہم بے چین ہیں کنیز۔۔۔جلد بتاؤ تم نے یہ گانا کہاں سے سیکھا ہے۔۔۔

(لیلاں پھر بھی خاموش رہتی ہے)

نہیں سن رہی ہو ہماری بات۔۔۔ہم کہتے ہیں کنیز جواب دو۔۔۔ہمارا دل سینے میں ٹکریں مار رہا ہے ہم پوچھ رہے ہیں بتاؤ تم کون ہو، اپنا گھونگھٹ الٹ دو کنیز۔۔۔

(لیلاں منہ کو اور چھپا لیتی ہے)

(چیخ کر) کنیز۔۔۔نہیں مانو گی ہمارا حکم ہماری زندگی سے کھیلنا چاہتی ہو۔۔۔؟ ہماری بیتاجی کا مذاق اڑانا چاہتی ہو؟ کنیز یہ ہمارا آخری حکم ہے الٹ دو گھونگھٹ ورنہ ہم خود۔۔۔

(خود ہی گھونگھٹ الٹ دیتا ہے) کون

(خوشی سے چیخ پڑتا ہے)

لیلاں (ایک دم کھڑا ہو جاتا ہے)

لیلاں: (پریشان ہو کر) مہاراج، مہاراج کیا ہو گیا آپ کو مہاراج (چیخ پڑتی ہے) مہاراج

(لیلاں چنیر سے قدموں میں گر جاتی ہے اور روتے ہوئے کہتی ہے مجھے معاف کر دیجئے

مہاراج۔۔۔میرا قصور معاف کر دیجئے)

(چنیز جھک کر لیلاں کو اٹھاتا ہے اور اپنے گلے لگا لیتا ہے)

(موسیقی)